تلک حدود اللہ(القرآن)

تعلموا الفرائض وعلموها الناس فا نها نصف العلم .(الحدیث)

تنویر السراجی

﴿جدید الہامی ترتیب اور تقریباً پانچ سو نو مثالوں پر مشتمل﴾

(جلد اول)

﴿از ابتداء تا اختتام باب العول﴾

سید محمد منور شاہ نقشبندی سواتی

خادم العلم

الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ والجامعۃ المقصودیۃ

ومدینۃ العلم اسلامک اکیڈمی

کراچی پاکستان

03003783880

03153166811

نام کتاب......................تنویر السراجی، شرح سراجی۔(جلد اول)

..................................از ابتداء تا اختتام باب العول

مصنف........................سید محمد منور شاہ نقشبندی سواتی

فیضانِ نظر.....................امام الانبیاء، شفیع المذنبین، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم

بشفقت ودعاء.................مرشد کریم حضرت سیدنا، سید احمد علی شاہ نقشبندی سیفی

..................................اور والدین کریمین شفیقین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

کتابت، ترتیب وتزئین.......مصنفِ کتاب

صفحات.........................تقریباً ۳۴۲

ابتداء وآغاز تحریر.................جولائی ۲۰۲۲ء بمطابق ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ

اختتام (پہلی جلد).............مئی ۲۰۲۳ء مطابق شوال ۱۴۴۴ھ

ناشر.............................کوئی بھی مخلص بندہ خدا

فہرست مضامین

انتساب

بندہ ناچیز کی، طلباء، طالبات وعلماء کرام کی خدمت میں یہ پیار و محبت بھری خدمتِ دین, جو آج کائنات کے رنگ و بو اور خصوصاً دنیائے علم ومعرفت میں سراجی کی شرح 'تنویر السراجی' کے نام سے پہچانی جاتی ہے، سرور کائنات، خاتم النبیین، سید الانبیاء والمرسلین، اکرم الاوّلین والآخرین، حامل لواء الحمد یوم الدّین، اوّل الشافعین والمشفعین، صاحب المقام المحمود بین المحشورین، رحمۃً للعالمین، حبیبِ ربّ العالمین **محمّد رسول اللّٰہ** ﷺ کی ذاتِ بابرکات، اور آپ ﷺ کے وسیلے سے تمام علماء ومشائخ واساتذہ کرام، [۱] خصوصاً ولئ کامل، شیخ العلماء، سیدنا ومرشدنا علامہ مفتی سید **احمد علی شاہ** نقشبندی [۲] استاذی المکرّم، شیخ القرآن والحدیث علامہ **گوہر رحمن** صاحب، تفہیم القرآن مردان [۳] استاذی المکرّم، ماہر علم المیراث، شیخ الحدیث علامہ **لعل مرجان** صاحب [۴] برادر مکرم، صاحب اخلاق حسنہ، علامہ مولانا **بخت منیر** امجدی صاحب [۵] پاسبان مذہب اہلسنت وجماعت، پیکر غیرت وجرأت، سید السادات، برادر مکرم حضرت علامہ سید **مظفر شاہ** اختر القادری [٦] استاذی المکرّم مشفق الطلباء، حافظِ اصول السراجی فی المیراث علامہ **سعید الرحمن** المعروف خطیب صاحب اوگئی۔ کے نام، جو دور حاضر میں ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں مسلمانوں کی علمی وروحانی تربیت میں کوشاں ہیں۔ گر قبول افتد زہے عز و شرف۔ رحمہم اللہ تعالیٰ ورضی عنہم وعنا بہم

العبد العاصی بانواع المعاصی

سید محمد منور شاہ النقشبندی السواتی

خادم الافتاء والاحادیث النبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

الاھداء

پاکستان کی جنت نظیر وادی، ضلع سوات علاقہ شموزئی کے دیہاتوں میں سادگی اور للّٰہیت سے سرشار عبادتِ خداوندی اور تلاوتِ کلامِ الٰہی میں اپنی فانی زندگی کے شب وروز گزارنے والی اس

''**عظیم شخصیت**''، ''**مظلوم شہید**'' قدس اللہ سرہ

کے نام، جنہوں نے تاریخ سوات پاکستان کے تاریک دور ۲۰۰۹ء کی قیامت صغریٰ میں حالت تنہائی وکسمپرسی میں جام شہادت نوش فرما کر اپنے مطلوب ومقصود تک پہنچ گئے، اس عظیم ہستی سے میری مراد، میرے والد محترم، حضرت سیدنا وابونا سید **بخت روئیدار** نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ونور اللہ مرقدہ ہیں، جنہیں میں اپنی مادری زبان میں ادب واحترام اور پیار ومحبت وعقیدت سے

''دادا''

کہہ کر پکارا کرتا تھا۔ اور اپنی اس عظیم ''**ماں**'' کے نام، کہ جس کی تربیت شاقہ کی بدولت آج ناچیز کسی کو ''اب ت'' پڑھا رہا ہے۔ والدین کریمین (رحمۃ اللہ علیہما) کی دعاؤں ہی کی برکت سے سے ناچیز چند سطور لکھنے کے قابل ہوا، اور ان ہی کی خلوتوں کی اشک ریزیوں نے میرے ڈگمگاتے قلم کو مشکل وقت میں سہارا دیا۔

چہ خوش رسمے بنا کردند بخاک وخون غلطیدن۔۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

ان کی مرقد پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں کی گلفشانی فرمائے۔

سید محمد منور شاہ سواتی شموزوی،

یکم مئی 2023ء، مطابق ۱۰ رشوال ۱۴۴۴ھ بروز پیر

میں کون ہوں؟ ﴿ناچیز کی اپنی آپ بیتی﴾

نام ونسب وپیدائش: ناچیز کا نام، سید محمد منور شاہ سواتی ہے۔ناچیز کا ضلع سوات، تحصیل بریکوٹ کے علاقہ شموزئ گاؤں تیرنگ کے سادات گھرانے سے تعلق ہے۔ناچیز کا پورا نام سید محمد منور شاہ بن حاجی سید بخت روئیدار بن سید عبدالمالک بن سید طوطی بن سید حبیب گل ہے۔ناچیز کا خاندان، علمی گھرانہ ہونے کی وجہ سے اپنے علاقے، شموزئی سوات میں ''ملان یعنی علماء گھرانے'' کے نام ہی سے مشہور ہے، یہی وجہ ہے کہ بہت کم لوگ ناچیز کو، سادات گھرانے سے ہونے کو جانتے ہیں۔ناچیز کی ولادت جولائی 1971ء میں بمقام شموزئ ضلع سوات کے گاؤں تیرنگ (مبارک پور) میں ہوئی۔اس کے بعد ناچیز، آغوشِ مادر میں کراچی آیا، اور بچپن، لڑکپن، جوانی کراچی ہی میں گزری۔(بلکہ تاحال کراچی ہی میں خدمت دین متین میں مصروف ہیں)

دنیاوی تعلیم وتربیت: والدین کے سایہء عاطفت میں کراچی آنے کے بعد دنیاوی تعلیم کے لئے ناچیز کو، کے.جی (ادنیٰ) کلاس میں گورنمنٹ خیبر پرائمری اسکول فرنٹیئر کالونی ۳ بنارس، میں داخل کردیا گیا، اس کے بعد والدین کریمین کے ساتھ، کراچی ہی میں نٹی جٹی پل کے نیچے ٹائر کمپنی کے قریب سلطان آباد روڈ پر ریلوے کالونی کی ایک کچی بستی میں منتقل ہوا۔پہلی (اول) جماعت تا نویں جماعت تک تعلیم، کھارادر کے ایک مشہور اسکول ''اوکھائی میمن اسکول'' میں حاصل کی، اس کے بعد ناچیز والدین کریمین کے ساتھ پھر سوات کی طرف منتقل ہوئے اور میٹرک کلاس اپنے وطن مالوف ہی میں پڑھی اور 1989ء میں پشاور بورڈ سے میٹرک کا امتحان دے کر میٹرک مکمل کردیا۔

دنیاوی تعلیمی دور میں ناچیز کے گزر بسر (فقر وغربت) کی کہانی:

اوکھائی میمن اسکول کھارادر کراچی میں پرائمری اور مڈل کے زمانے میں، ناچیز کراچی کے ایک پسماندہ کچی بستی نٹی جٹی پل کے نیچے سلطان آباد روڈ پر ریلوے کالونی میں والدین ہی کے زیر پرورش وتربیت تھا، لیکن مالی اور رہائشی حالت اس قدر ناگفتہ بہ تھی کہ ایک دن والد محترم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی غربت کی حالت کا تذکرہ اس طرح بیان فرمایا۔

''میں اسی علاقے میں (مولوی تمیز الدین خان روڈ پر) واقع ٹائر کمپنی میں بحیثیت ایک مزدور و لیبر کام کرنے جارہا تھا اور ساتھ میں گھر سے دوپہر کے لئے ایک روٹی پکوانے کے لئے ایک پیڑہ (گوندھا ہوا آٹا) لے کر روڈ کے کنارے اس سوچ وفکر میں جارہا تھا کہ آٹا تو لے کر آرہا ہوں مگر اس کو پکوانے کے لئے تندور والے کو پیسے کہاں سے دوں گا، یعنی ایک روٹی پکوانے کے بھی پیسے نہیں تھے، اسی سوچ وغم میں جارہا تھا کہ رب العالمین نے ''**ویرزقہ من حیث لایحتسب**'' اپنی قدرت ورزاقیت کا اظہار فرمایا کہ اسی روڈ پر میرے قریب سے ایک تیز رفتار کار گزری جس سے ایک کاغذ گرا جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک روپے کا نوٹ تھا، الحمدللہ''۔

میں ناچیز (محمد منور شاہ) اسی علاقہ وگھر میں، لائٹ نہ ہونے کی وجہ سے لالٹین یا نٹی جٹی سے مائی کلاچی جاتے روڈ کے کنارے سرکاری لائٹس کی روشنی میں فٹ پاتھ پر بیٹھ کر ہی مطالعہ اور اسکول کا ہوم ورک کرتا تھا، اور علاقے میں پانی نہ ہونے کی وجہ سے سمندر کے کنارے واقع لالہ زار کے علاقے کے صاحبان ثروت کے مکینوں کے گھروں سے بالٹی اور کنستروں میں پانی لاکر گھر کی ضرورت پوری کرتا تھا، مالی حالت کی کمزوری کی بناء پر اسکول سے آنے کے بعد نٹی جٹی پل کے نیچے ایک چائے والے کی ریڑھی میں چائے بنا کر کراچی پورٹ ٹرسٹ کے اندر مزدوروں کے پاس کیتلی بھر کر ''چائے گرم'' کی صدا لگا کر شکم سیری کے اسباب کی کوشش کرتا تھا۔

والدمحترم رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اسی علاقے میں درزی (ٹیلرنگ) کا کام شروع کر دیا تو میں نے بھی کاغذی بازار بولٹن مارکیٹ میں ایک انسٹیٹیوٹ میں ٹیلرنگ سیکھ کر اپنے والدمحترم کے ساتھ مصروف ہوگیا، غربت کا یہ عالم تھا کہ کھارادر اوکھائی میمن اسکول جاتے وقت گھر سے روزانہ دس پیسے کا سکہ ملتا تھا، (اور آج الحمدللہ، کوئی بھی پریشانی یا مشکل نہیں، اللہ تعالیٰ کا اپنے محبوب ﷺ کے صدقے اور وسیلے سے دی ہوئی کسی چیز کی کمی نہیں)

جب نویں کلاس کے بعد کراچی کو خیر باد کہہ کر والدین کریمین کی معیت میں سوات شموزئی، کی طرف رخت سفر باندھا تو وہاں میٹرک کے ساتھ ساتھ ایک ''کریانے کی دکان'' کھولی جس میں کریانہ بھی تھا اور ٹیلری کا کام بھی کرتا تھا، اور ساتھ ساتھ اپنی تھوڑی سے آبائی زمین میں کھیتی باڑی بھی ہوتی رہی۔

علوم دینیہ کا حصول اور درس نظامی کی تکمیل:

گھر کا ماحول علمی وعملی ہونے کی وجہ سے ناچیز نے وطن مالوف شموزئی سوات میں میٹرک کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔ اپنے گاؤں کے محلے کی مسجد ہی میں آپ نے وقت کے ایک خلوت نشین بزرگ ہستی، جناب حاجی طالع محمد صاحب رحمہ اللہ سے فقہ حنفی کی ابتدائی کتاب خلاصہ کیدانی پڑھی، اس کے بعد شموزئی ذرہ خیلہ میں جامع مسجد کوثر کے امام اور وقت کے ایک معمر اور بزرگ عالم دین المعروف طوطی دادا رحمہ اللہ سے فقہ حنفی میں منیۃ المصلی، فن صرف میں صرف بہائی اور دیگر ابتدائی کتب کا استفادہ کیا، اور ساتھ ہی اسی مسجد میں وقت کے ایک مشہور وہردلعزیز عالم دین مولانا محمد صدیق صاحب رحمہ اللہ کے دروس میں شرکت کرتا رہا۔

دارالعلوم امجدیہ کراچی میں داخلہ:

میٹرک کے بعد مزید دینی واسلامی اعلیٰ تعلیم کے لئے ناچیز سوات سے کراچی آیا،

اور دارالعلوم امجدیہ میں 1990ء میں داخلہ لے کر مسلسل تین سال درجہ اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ کی تعلیم حاصل کی، اور ہر سال اپنی جماعت میں پہلی، اور مجموعی طور پر پورے دارالعلوم میں دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔

دارالعلوم اسلامیہ سیدعالیہ پیر بابا بونیر کے پی کے میں داخلہ:

درجہ ثالثہ کے بعد 1993ء کو ناچیز اپنے آبائی گاؤں سوات چلا گیا، اور برصغیر بلکہ دنیائے ولایت کے ایک شہسوار بزرگ، حضرت سیدعلی ترمذی المعروف بہ پیر بابا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار سے متصل دارالعلوم اسلامیہ سیدعالیہ میں داخلہ لیا اور وہاں علوم شرعیہ کے ساتھ ساتھ حضرت پیر بابا رحمہ اللہ کے فیوض وبرکات سے اپنے ظاہر وباطن کو منور کرتا رہا۔ اور کبھی کبھار خطیب جامع مسجد پیر بابا، استاذی المکرّم حضرت علامہ مولانا سید ہمایون الرشید سیالوی رحمہ اللہ کی عدم موجودگی میں امامت اور خطبہ جمعہ کی سعادت بھی حاصل کرتا رہا۔ چونکہ صوبہ کے پی کے میں اس وقت اکثر مدارس میں علوم اسلامیہ کے لئے درجہ بندی کے بجائے دروس اور اسباق کا سلسلہ جاری تھا اس لئے دارالعلوم پیر بابا رحمہ اللہ میں ناچیز نے وقت کے علماء ومدرسین سے مختلف فنون کی مختلف کتابیں پڑھی۔

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں داخلہ:

اس کے بعد ناچیز 1995ء کو پیر بابا رحمہ اللہ کے مدرسے سے ملک عزیز پاکستان کے ایک مشہور ومعروف ادارے جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور آیا اور وہاں درجہ بندی کی ترتیب سے درجہ رابعہ میں داخلہ لیا، اور وقت کے ممتاز علماء ومدرسین کی شرف زیارت وحصول فیض کے ساتھ ساتھ ان سے مختلف فنون کی کتب پڑھی، اور اسی سال 1995ء میں والدین کریمین کی تمنا کے مطابق شادی کا اہتمام کر دیا گیا، جس کی وجہ سے ناچیز نے جامعہ نظامیہ لاہور میں درجہ رابعہ کے ششماہی امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور جامعہ کو خیر باد کہہ کر سوات کی طرف

چلا گیا اور دوبارہ پیر بابا رحمہ اللہ کے مدرسے میں داخلہ لیا اور تقریباً ڈیڑھ سال وہاں علوم دینیہ کی تحصیل سے علمی تشنگی کو سیراب کرتا رہا۔

دارالعلوم اسلامیہ سیدو شریف منگورہ سوات کے پی کے میں داخلہ:

اسکے بعد ناچیز نے ضلع سوات میں والئی سوات کے دور سے گورنمنٹ دارالعلوم اسلامیہ سیدو شریف میں داخلہ لیا، اور درجہ موقوف علیہ تک کی کتب، وقت کے جید وممتاز علماء کرام سے پڑھی، اسی دوران ناچیز نے ضلع سوات مینگورہ میں واقع ایک معروف ادارے معارف القرآن میں مشکوٰۃ شریف پڑھی۔

دارالعلوم امجدیہ کراچی میں دورہ حدیث شریف اور شیخ الاسلام مفتی اختر رضا خان رحمہ اللہ کا بخاری شریف کا ابتدائی درس:

اس کے بعد ناچیز 1998ء کو دوبارہ کراچی آیا اور اہلسنت کے مرکزی ادارے ام المدارس دارالعلوم امجدیہ میں دورہ حدیث میں داخلہ لیا اور استاذ العلماء، محقق وقت، جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ افتخار احمد قادری رحمہ اللہ کے سایۂ علم ومعرفت میں دورہ حدیث پڑھا۔ اور اس طرح ناچیز نے درس نظامی کے مروجہ سلسلہ علم کی ابتداء وانتہاء دارالعلوم امجدیہ سے کی۔ دارالعلوم امجدیہ میں یکم مارچ 1998ء مطابق یکم ذی القعدۃ ۱۴۱۸ھ کو بخاری شریف کی افتتاح کیلئے شیخ الاسلام والمسلمین منبع البرکات مفتی اختر رضا خان قادری ازہری رحمہ اللہ تشریف لائے جن سے الحمدللہ شرف تلمذ حاصل ہوا۔ ناچیز نے دورہ حدیث کے سالانہ امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کر کے دارالعلوم امجدیہ میں اپنی جماعت میں ماضی کی سالانہ پوزیشن والی حیثیت کو برقرار رکھا۔ اور آئندہ سال صفر المظفر 1999ء میں عرس اعلحضرت رحمہ اللہ کے بابرکت موقع پر دستار بندی، جبہ پوشی اور سند فراغت سے نوازا گیا۔

(اعزازی ڈگری) سند امتیاز:

دارالعلوم امجدیہ میں درجہ اولیٰ، ثانیہ، ثالثہ اور دورہ حدیث میں پہلی پوزیشن کے حصول پر دارالعلوم کی طرف سے حضرت بقیۃ السلف حضرت علامہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد ظفر علی نعمانی رحمہ اللہ مہتمم امجدیہ، اور امجدیہ کے دورہ حدیث کے طلباء کا امتحان لینے کے لئے 31.07.1998ء میں انڈیا سے تشریف فرما حضرت صدرالشریعہ کے صاحبزادے حضرت علامہ شیخ القرآن والحدیث ثناء المصطفیٰ اعظمی رحمہ اللہ اور تمام مدرسین کے امضاء و دستخط پر مشتمل ایک اعزازی سند سے نوازا گیا۔

التخصّص فی الفقه (افتاء کورس)

اگرچہ ناچیز نے دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ابتداء (درجہ اولیٰ) ہی سے مفتی اعظم ،فقیہ العصر مفتی محمد وقار الدین رضوی رحمہ اللہ کی تربیت وصحبت (دارالافتاء امجدیہ) میں بیٹھ کر تقریباً تین سال تک فتویٰ نویسی کی سعادت حاصل کی لیکن ناچیز نے باقاعدہ ایک سالہ تخصّص فی الفقہ (مفتی کورس) 2003ء میں مدرسہ عربیہ راجہ آباد مینگورہ سوات میں مفتی قاری محمد سعید صاحب مدظلہ العالی کی نگرانی میں کیا، اور مارچ 2004ء میں سند تخصص فی الفقہ عطا فرمائی۔

مدرسہ خیر المدارس مینگورہ سوات میں داخلہ:

اسی دوران ناچیز نے وقت کے علوم عقلیہ کے ماہر واستاذ الکل حضرت جامع المعقول مولانا عبدالرحمٰن ہروی رحمہ اللہ سے مدرسہ خیر المدارس مینگورہ سوات میں درج ذیل کتب پڑھی، شرح چغمینی، اقلیدس، تصریح اور خلاصۃ الحساب۔

التخصص فی التفسیر (دورہائے تفسیر القرآن المجید)

ناچیز نے اپنے زمانہ تعلیم وتربیت میں دیگر علوم وفنون کے ساتھ ساتھ ملک عزیز پاکستان کے

درج ذیل متعدد شیوخ القرآن سے مختلف مقامات پر مکمل دورہائے تفسیر قرآن پڑھ کر اسناد حاصل کی۔ جبکہ بعض مشائخ وعلماء وقت نے کرم نوازی فرماتے ہوئے سند تفسیر عطا فرمائی۔

﴿1﴾ رمضان المبارک 1992ء میں افغانستان وصوبہ کے پی کے، کے استاذ العلماء علامہ مولانا کفایت اللہ صاحب، نائب صدر گورنمنٹ دار العلوم اسلامیہ سیدو شریف سوات

﴿2﴾ رمضان المبارک ۱۴۱۳ھ/مارچ 1993ء میں، مشفق الطلباء علامہ مولانا عالم زیب صاحب، دار العلوم اسلامیہ سید عالیہ درگاہ پیر بابا رحمہ اللہ بونیر کے پی کے۔

﴿3﴾ مارچ 1994ء میں حضرت علامہ مولانا سید محمد یوسف شاہ بندیالوی صاحب، شیخ الحدیث جامعہ شمس العلوم رضویہ کراچی۔

﴿4﴾ 1996ء میں، فقیہ العصر فضیلۃ الشیخ گوہر رحمٰن صاحب، مدیر دار العلوم تفہیم القرآن مردان کے پی کے۔

﴿5﴾ رمضان المبارک ۱۴۱۷ھ/جنوری 1997ء میں شیخ محمد منیر صاحب، شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ سنگوٹہ سوات کے پی کے۔

﴿6﴾ شعبان ۱۴۱۸ھ/دسمبر 1997ء میں، جامع الفنون، شیخ القرآن والحدیث محمد گل جعفری صاحب نقشبندی، صدر: گورنمنٹ دار العلوم اسلامیہ سیدو شریف سوات۔

﴿7﴾ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ/جنوری 1998ء میں جامع مسجد بلال، آدم ٹاؤن نارتھ کراچی میں، مصنف ومترجم کتب کثیرہ علامہ ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی صاحب، جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور پنجاب۔

﴿8﴾ جمادی الاولی ۱۴۲۴ھ/جولائی 2003ء میں، شیخ الاسلام علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری لاہور نے بھی ناچیز کو سند تفسیر عطا فرمائی۔

﴿9﴾ جامع المعقول والمنقول علامہ ابوالفضل محمد فضل سبحان قادری، مردان کے پی کے

﴿10﴾ فضیلۃ الشیخ علامہ ابوالزاھد عالم زیب قادری، دار العلوم پیر بابا بونیر کے پی کے۔

﴿11﴾ شیخ عبد السلام رستمی پشاور، رئیس: جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ علی منہاج السلف الصالحین، سے ربانی محلّہ فرنٹیئر کالونی ۳ میں مولانا عنایت اللہ توحیدی کے ادارے میں۔

﴿12﴾ مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا عبد القیوم قاسمی صاحب مدظلہ العالی کراچی۔

﴿13﴾ مدیر الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ حضرت استاذ العلماء والمشائخ جناب ابوفہیم محمد انوار اللہ صاحب۔

﴿14﴾ ۴/شعبان تا ۱۵/رمضان المبارک، ۱۴۴۳ھ اور ۱۴۴۴ھ دوسال مسلسل جامعہ ابراھیم اسلامیہ، ملک سوسائٹی گلزار ہجری میں حضرت مولانا منظور احمد نعمانی۔

﴿15﴾ رمضان المبارک، ۱۴۴۳ھ، مخزن العلوم بنارس کراچی میں علامہ عنایت اللہ حقانی۔

﴿16﴾ یکم تا پندرہ شعبان المعظم ۱۴۴۵ھ جامع مسجد صخرۃ طارق روڈ میں علامہ محمد زیب استاذ الحدیث جامعۃ العلوم بنوری ٹاؤن۔

﴿17﴾ پندرہ شعبان تا ۲۴/رمضان المبارک ۱۴۴۵ھ، مولانا انور شاہ، مولانا عنایت اللہ، الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

التخصص فی المیراث (دورہ ہائے علم الفرائض (علم میراث):

ناچیز نے دوران طالب علمی اور فارغ التحصیل ہونے کے بعد متعدد بار علم الفرائض (علم المیراث) درج ذیل علماء سے حاصل کیا۔

﴿1﴾ 1997ء میں حضرت علامہ مولانا فقیہ النفس شیخ محمد منیر صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ سنگوٹہ سوات کے پی کے، سے سراجی اور اس کی شرح شریفیہ پڑھی۔

﴿2﴾ 2003ء مولانا مفتی اکرام صاحب سواتی زید مجدہ، سے الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ المتحرکۃ پاکستان، کے بانی بشیر احمد بگوی صاحب کے اندازِ میراث، سے میراث پڑھی۔

﴿3﴾حضرت علامہ مولانا سعید الرحمٰن صاحب المعروف خطیب صاحب اوگی مانسہرہ ہزارہ کے پی کے، سے جامعہ طاہریہ اورنگی سائٹ کراچی میں۔

﴿4﴾حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب شاہ پوری کراچوی سے توحیدی مسجد مدرسہ نظارۃ العلوم الاسلامیہ، پٹھان کالونی بنارس۔

﴿5﴾مولانا سرتاج امین صاحب۔

﴿6﴾۱۵/شعبان تا ۲۳/رمضان المبارک،۱۴۴۵ھ مطابق **2024** حضرت علامہ لعل مرجان، جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال۔

برصغیر پاک وہند کے متعدد شیوخ سے اجازتِ حدیث:

ناچیز کو پاک وہند کے درج ذیل علماء سے حدیث کی اجازت ہے۔

﴿1﴾استاذ العلماء، محدث کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری، انڈیا۔ (دارالعلوم امجدیہ میں)

﴿2﴾بقیۃ السلف حضرت علامہ ثناء المصطفیٰ اعظمی، انڈیا۔ (دارالعلوم امجدیہ میں)

﴿3﴾اکتوبر 2000ء میں مفتی اہلسنت مفتی عبدالسبحان قادری، دارالعلوم قادریہ سبحانیہ کراچی

﴿4﴾ 22 نومبر 2001ء استاذ المدرسین حضرت علامہ محمد حسن حقانی اشرفی، جامعہ انوار القرآن کراچی۔

﴿5﴾رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ/دسمبر 2001ء میں استاذ العلماء شیخ التفسیر و شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی، دارالعلوم نعیمیہ کراچی۔

﴿6﴾ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۴ھ/جولائی 2003ء میں، شیخ الاسلام علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔

﴿7﴾نمونہ اسلاف قلندر وقت مشفق الطلباء حضرت علامہ مولانا محمد اسماعیل ضیائی رضوی، شیخ الحدیث دارالعلوم امجدیہ کراچی۔

﴿8﴾ربیع الثانی ۱۴۲۹ھ/اپریل 2008ء میں شیخ محمد عبدالحلیم النعمانی، استاذ قسم التخصص فی علوم الحدیث النبوی الشریف جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن۔

﴿9﴾،الشیخ الاستاذ مشفق الطلباء والعلماء ابومحمد فہیم انوار اللہ خان علیمی، شیخ الجامعہ العلیمیۃ الاسلامیۃ کراچی۔

﴿10﴾جامع المعقول والمنقول حضرت علامہ ابوالفضل محمد فضل سبحان قادری، دارالعلوم قادریہ شیخ ملتون روڈ، مردان کے پی کے۔

﴿11﴾19 /مارچ 2022ء کو مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے دارالعلوم کراچی کی جامع مسجد میں بعد نماز ظہر اپنے قول ''**میں اپنی تمام مرویات کی آپ کو اجازت دیتا ہوں**'' سے اجازت عطا فرمائی۔

﴿12﴾30/مارچ 2022ء کو حضرت علامہ محمد انور بدخشانی شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن نے اپنی رہائش گاہ میں بقلم خود تحریری اجازت حدیث عطا فرمائی۔
دامت برکاتہم العالیہ ورحمہم اللہ تعالیٰ۔

درس نظامی کے چیدہ چیدہ مایہ ناز اساتذہ:

(**جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے اساتذہ**)(۱)محسنِ اہلسنت مفتی اعظم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی (۲)مفتی یار محمد قادری (۳)استاذ العلماء مشفق الطلباء علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی (۴)علامہ محمد صدیق ہزاروی، (۵)فضیلۃ الشیخ الدکتور ممتاز احمد سدیدی بن شیخ الاسلام شرف قادری، رحمہم اللہ تعالیٰ ودامت برکاتہم العالیہ۔

(**دارالعلوم امجدیہ کے اساتذہ**)(۱)جامع المعقول والمنقول علامہ افتخار احمد قادری (۲) علامہ مختار احمد قادری شہید میلاد (۳)علامہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی رئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ (۴)مفتی عبدالعزیز حنفی (۵)علامہ مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی (۶)علامہ غلام جیلانی

اشرفی (۷) علامہ محمد اکرام المصطفیٰ اعظمی (۸) مشفق الطلباء علامہ رفیق عباسی (۹) علامہ محمد حسین صوفی صاحب (۱۰) استاذ فن فارسی علامہ حلیم احمد اشرفی، رحمہم اللہ تعالیٰ ودامت برکاتہم العالیہ۔

(**دارالعلوم پیر بابا کے اساتذہ** (۱) علامہ عالم زیب قادری (۲) علامہ ہمایون الرشید سیالوی خطیب جامع مسجد پیر بابا (۳) مولانا محمد عبداللہ قادری کا کا خیل (۴) مولانا محمد طاہر المعروف کابل استاذ، رحمہم اللہ تعالیٰ ودامت برکاتہم العالیہ

(**ضلع سوات کے متعدد اساتذہ**) (۱) شیخ وقت مولانا رحیم اللہ (۲) مولانا فضل الرحمٰن مدرسہ معارف القرآن (۳) علامہ محمد گل جعفری: صدر دارالعلوم اسلامیہ سیدو شریف سوات (۴) علامہ رسول سید کا کا خیل (۵) استاذ العلماء مولانا کفایت اللہ نائب صدر دارالعلوم سیدو شریف سوات (۶) استاذ العلماء فقیر محمد (۷) مدرس جلیل مولانا سید فضل الرحمٰن میاں صاحب (۸) جامع المعقول مولانا فضل ربی (۹) مولانا سردراز صاحب (۱۰) مولانا عبد الحمید صاحب (۱۱) مولانا سراج الدین (۱۲) مولانا عبدالقادر (۱۳) مولانا زین العابدین العابدین، رحمہم اللہ تعالیٰ ودامت برکاتہم العالیہ۔

بیعت تصوف وخلافت سلاسل اربعہ

روحانی فیوضات وبرکات کے حصول کے لئے ناچیز نے

﴿1﴾ اگست 1990ء میں حضرت علامہ مفتی مناظر اہلسنت پیر طریقت رہبر شریعت سید السادات حضرت پیر سید احمد علی شاہ صاحب نقشبندی سیفی دامت برکاتہم کے دست مبارک پر بیعت کی، اور سلاسل اربعہ، سلسلہ نقشبندیہ اکتوبر 1990ء میں، سلسلہ چشتیہ 1993ء میں، سلسلہ قادریہ 1994ء اور سلسلہ سہروردیہ میں 1999ء میں خلافت سے مشرف ہوا، حضرت مرشد کریم، شاہ صاحب مبارک نے دلائل الخیرات پڑھنے کی اجازت

بھی مرحمت فرمائی۔

﴿2﴾ 1992ء میں، دارالعلوم امجدیہ میں طالبعلمی کے دور میں شام کے ایک بزرگ تشریف لائے تھے۔ **الشيخ الدكتور ابراهيم محمدحسن،مفتى محافظه الحسكه حى المطار حلب**، رحمہ اللہ تعالیٰ، انہوں نے بھی آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں تحریری خلافت نامہ عطا فرمایا، جس کا مضمون درج ذیل ہے۔ **الحمدلله وكفى والسلام على عباده الذين اصطفٰى وبعدفانى قداجزت الاخ فى الله الشيخ السيد منورشاه نقشبندى فى الطريقة النقشبندية كمااجازنى والدى وشيخى ،واسأل الله تعالىٰ له التوفيق واوصيه بتقوى الله تعالىٰ . دستخط**

﴿3﴾ ناچیز کو سلاسل اربعہ خصوصاً سلسلہ قادریہ رضویہ میں مارچ 2003ء میں، مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی محمد ظفر علی نعمانی نے اور

﴿4﴾ جولائی 2003ء میں شیخ الاسلام علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی خلافت عطا فرمائی۔

﴿5﴾ علامہ مفتی محمد اسماعیل ضیائی، رئیس دارالافتاء دارالعلوم امجدیہ کراچی نے بھی ناچیز کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ کے اسباق کی اجازت بتاریخ 15 جنوری 2019ء کو عطا فرمائی۔

﴿6﴾ ناچیز کو پیر طریقت شیخ وقت حضرت سید میاں گل جان صاحب نے خلافت عطا فرمائی۔

﴿7﴾ پیر طریقت مرجع الخلائق جناب پائندہ محمد قادری صاحب مدظلہ تھانہ ملاکنڈ ایجنسی نے سلسلہ قادریہ کے اسباق عطا فرمائے۔

﴿8﴾ پیر طریقت رہبر شریعت مفتی بن مفتی شیخ القرآن والحدیث علامہ محمد فضل سبحان قادری، رحمہم اللہ تعالیٰ ودامت برکاتہم العالیہ، نے سلسلہ قادریہ میں اسباق وخلافت

عطا فرمائی ہے۔

حرمین شریفین کی حاضری: ناچیز نے رجب المرجب ۱۴۱۸ھ بمطابق 1997ء میں اپنی والدہ ماجدہ رحمۃ اللہ علیہا، کی معیت میں عمرہ کی سعادت حاصل کی، اور 2002ء بمطابق ۱۴۲۲ھ میں حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ اور اس کے بعد مرشد کریم کی معیت میں کئی سال بارہا عمرہ کی سعادت سے مشرف ہو۔ **تقبل اللہ منا جمیع الاعمال الحسنة ویعفو عن السیئات.**

تدریسی خدمات: ناچیز نے درج ذیل کئی مدارس میں طلباء کرام کی تعلیمی واصلاحی خدمت کے حوالے سے تدریسی خدمات سرانجام دی۔

جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ۔ دارالعلوم امجدیہ سے فراغت کے ساتھ ہی 1998ء میں ناچیز نے اپنے پیر ومرشد کے ادارے جامعہ امام ربانی مجدد الف ثانی فقیر کالونی اورنگی ٹاؤن سے پیر ومرشد کی زیر عنایت وسایہ عاطفت میں تدریسی خدمات کا آغاز کیا۔

دارالعلوم حنفیہ نقشبندیہ شموزئی سوات:

1999ء میں ناچیز نے کراچی کو خیر باد کہہ کر اپنے پیر ومرشد کی اجازت سے سوات منتقل ہوا، اور اپنے آبائی گاؤں تیرنگ شموزئی سوات میں ایک ادارے، دارالعلوم حنفیہ نقشبندیہ، کی بنیاد رکھی، جس میں حفظ وناظرہ کے ساتھ ساتھ درس نظامی کے اسباق کا بھی احسن طریقے سے انتظام تھا اور ناچیز نے وہاں دیگر مدرسین کے ساتھ مل کر دین کی خدمت کا سلسلہ شروع کیا، جو 2004ء تک جاری رہا، اور اب بھی وہی سلسلہ تدریس وقت کے ایک جید عالم دین پیر طریقت مرجع العلماء والطلباء، مشفق ومہربان دوست علامہ مولانا عنایت اللہ صاحب سیفی دامت برکاتہم العالیہ، جو علم وعمل میں نمونہ اسلاف ہیں، کے زیر سایہ وزیر فیوضات وبرکات چل رہا ہے۔

دارالعلوم حنفیہ نقشبندیہ فرنٹیئر کالونی بنارس کراچی:

ناچیز 2004ء کو اپنے پیر ومرشد کے حکم پر سوات سے کئی طلباء کرام کے ساتھ کراچی کی طرف منتقل ہوا اور مرشد کریم کے حکم کے مطابق، غوثیہ مسجد فرنٹیئر کالونی 3 بنارس میں دارالعلوم حنفیہ نقشبندیہ کی بھاگ دوڑ سنبھالی، اور کثیر تعداد میں دور دراز کے طلباء نے وہاں علم دین کے حصول کے لئے رخ کیا، اسی سال درجہ عالیہ کی کتب کی تعلیم کے لئے طلباء کا آنا جانا رہا، جن میں کراچی پاکستان کے ایک مشہور ومعروف عالمی ادارہ ''الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ، اسلامک سنٹر'' کے طلباء بھی ان منتہی کتب کے دروس میں شامل ہوگئے کہ جو ان کے ادارے میں نہیں پڑھائی جاتی تھیں۔ اسی بناء پر غائبانہ طور پر اسلامک سنٹر سے بھی آشنائی ومعرفت حاصل ہوئی تھی (جہاں اب خدمت ہورہی ہے) اب اس غوثیہ مسجد والے ادارے میں سیلانی ویلفیئر کے تحت بنین وبنات کا مدرسہ چل رہا ہے۔

الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ، المرکز الاسلامی کراچی:

اسی سال یعنی 2005ء میں ناچیز کے ایک بہت ہی پرانے مخلص ومشفق، محبی حضرت علامہ مولانا عبدالستار سیفی نقشبندی مدظلہ (جو سلسلہ عالیہ سیفیہ کے فیض دہندہ بزرگ اور نوجوان عالم باعمل شخص ہیں کہ جن کی محفل ذکر ومراقبہ میں ناچیز کی حاضری بھی ہوتی رہی، جو خود بھی جامعہ علیمیہ کے استاذ الحدیث والفنون تھے) نے نظر کرم فرماتے ہوئے ناچیز سے کہا کہ جامعہ علیمیہ کو ایک ایسے استاذ کی ضرورت ہے جو حدیث اور افتاء کی کلاس سنبھال سکے اس لئے آپ وہاں اپنی تمام اسناد مع درخواست کے جائیں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو تدریس کا موقع مل جائے گا، اس فرمان بزرگ پر ناچیز پہلی بار جامعہ علیمیہ گیا اور وہاں کے مشفق الطلباء والعلماء، نمونہ اسلاف، پیار ومحبت سے لبریز دل رکھنے والے، دنیاوی رسم ورواج سے کنارہ کش، اللہ تعالیٰ ورسول خدا ﷺ کی محبت وعشق میں ڈوبے ہوئے، مدیر الجامعۃ

حضرت استاذ العلماء والمشائخ جناب ابوفہیم محمد انوار اللہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے ملاقات اور شرف زیارت نصیب ہوئی ،انہوں نے ناچیز کو پہلی ہی ملاقات میں ایسی شفقت سے نوازا کہ آپ کے ساتھ خود بنفس نفیس ادارے کے صدر صاحب کے پاس گئے اور ان کو ناچیز کی تقرری پر قائل اور آمادہ کیا، جزاہ اللہ احسن الجزاء۔اور یوں ناچیز 2005ء سے المرکز الاسلامی میں خدمت دین پر مامور ہوئے ،جس کا سلسلہ آج مئی، 2023ء تک جاری ہے۔اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

الجامعۃ المقصودیہ للعلوم الاسلامیہ والعصریہ سرجانی کراچی:

جامعہ علیمیہ میں تدریس کے دوران ہی وقت کے ایک عظیم روحانی وجسمانی معالج، رہبر ورہنما، نباض قوم، ہردلعزیز، امت کے خیرخواہ ومشفق، حضرت پیر طریقت رہبر شریعت حکیم ڈاکٹر پروفیسر علامہ مولانا محمد مقصود الٰہی نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ نے اپنی عقابی اور روحانی نظر انتخاب سے اپنے عالمی ادارے المقصود انٹرنیشنل کے تحت چلنے والے ادارے جامعہ مقصودیہ میں تدریس کے لئے ناچیز کا انتخاب فرمایا اور ناچیز کو تدریس کے لئے دعوت دینے کے لئے اپنے متعلقین میں سے دوافراد جناب علامہ مفتی ڈاکٹر عمران خان مقصودی صاحب اور مولانا محمد اصغر بھائی مقصودی کو ناچیز کے پاس ناچیز کے گھر گلشن غازی بلدیہ ٹاؤن بھیج کر جامعہ مقصودیہ کو سنبھالنے کے لئے پیار ومحبت بھری دعوت دی، انتخاب میں اتنی محبت وعقیدت تھی کہ انکار کرنے کا کوئی جواز نہ تھا، اور یوں ناچیز نے ظہر کے بعد جامعہ مقصودیہ میں 2009ء سے تدریس کا سلسلہ شروع کیا جو تا حال مئی، 2023ء، جاری و ساری ہے۔اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

مدینۃ العلم اسلامک اکیڈمی (برائے خواتین) بہادرآباد کراچی:

جون 2020ء کو جب کہ پوری دنیا میں بظاہر کروناوائرس کا راج تھا، جس کی وجہ سے ملک عزیز

پاکستان کے علمی ادارے پابند تعطیلات تھے، ناچیز کے ایک مشفق ومحبّ دوست حضرت علامہ مولانا پروفیسر ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی صاحب مدظلہ العالی نے ناچیز کو فون پر بتایا کہ مدینۃ العلم اسلامک اکیڈمی کو ایک استاذ کی ضرورت ہے جس کے لئے آپ کا انتخاب کیا جاتا ہے اس لئے آپ فوراً جامعہ مدینۃ العلم جائیں اور بات کرلیں۔ڈاکٹر صاحب کے پرخلوص وپرعقیدت ایماء پر ناچیز مدینۃ العلم گیا، جامعہ کی مدیرۃ صاحبہ **اطال اللہ عمرھا وزادھاعزاوشرفا،وحفظھامن شرور الدنیا والآخرۃ** ، نے بغیر کسی مطالبات وپابندیوں کے دوسرے دن یعنی یکم جولائی 2020ء سے جامعہ میں تدریس کے لئے آنے کا حکم جاری کیا، اور یوں ناچیز نے وہاں دیگر فنون کے ساتھ ساتھ دورہ حدیث اور تخصص کی کلاس کی تدریس شروع کی جو تا حال مئی، 2023ء جاری وساری ہے۔اللہ تعالیٰ استقامت نصیب فرمائے۔

طلباء کرام وعلماء کرام کو دی جانے والی سند حدیث:

ناچیز اپنے ان طلباء کرام (تلامذہ) کو درج ذیل سند حدیث دیتا ہے جنہوں نے ناچیز سے حدیث پڑھی ہو، یا کوئی بھی عالم دین، خواہ کسی بھی ادارے سے فارغ التحصیل ہو، ان کے شوق اور مطالبے پر یہ سند حدیث، جو کئی اساتذہ کرام سے ناچیز تک پہنچی ہے دیتا ہے۔الحمد للہ تعالیٰ آج تک جتنے علماء کرام کو سند حدیث دی گئی ان کی تعداد چار سو ستائیس (427) ہیں۔

الاجازة فی الحدیث

اللھم لک الحمد والشکر دائما ابداً، صلّ علیٰ سیّدنا ومولانا محمّد ﷺ سرمداً، الذی افحم فصحاء عدنانَ و بلغاء قحطانَ بفصاحته وبلاغته و معارفه، وعلیٰ آله واصحابه اجمعین ومن تبعهم باحسان الی یوم الدین من الآئمة المجتهدین والمحدّثین. اما بعد فان السید الفاضل (یہاں پر طالب علم

کا نام لکھا جاتا ہے)قد احسن الظن بی فطلب منی ان اجیزه فی جمیع
مرویّاتی عن مشایخی وان لم اکن لذ لک اهلاً.فیقول العبد الفقیر الی ربه
القدیرالسیّد محمّد منوّرشاه الحنفی النقشبندی الامجدی بن الحاج
المولوی السیّد بخت روئید ار الشموزوی السواتی الحقیر.انی اجزته
بکل ما تجوز لی روایته من معقول ومنقول وفروع واصول کما اجازنی
بذلک اجلّة مشایخی، منهم: ﴿☆﴾استاذی الجلیل استاذ العلماء فضیلة
العلامة الشیخ افتخار احمد القادری الضیائی شیخ الحدیث بد ارالعلوم
الامجد یة بمد ینة کراتشی الباکستانیة. ﴿☆﴾وایضاً اجازنی العلامة
محمد اسماعیل الضیائی ﴿☆﴾وایضاً اجازنی فضیلة الشیخ المفتی
الکبیر المفتی محمدعبد السبحان القادری﴿☆﴾وایضاًاجازنی استاذ
المدرّسین الشیخ الاستاذ محمّد حسن الحقانی الاشرفی ﴿☆﴾وایضاً
اجازنی علامه ابوالفضل محمد فضل سبحان قادری. کل واحد منهم
مجاز عن جامع المنقول والمعقول امام الحدیث الفاضل الشیخ محمّد
عبد المصطفٰی الازهری. ﴿☆﴾وایضاً اجازنی المحدّث الکبیر الشیخ
ضیاء المصطفٰی الاعظمی وهو مجازعن حافظ الملة الشیخ عبد العزیز
المحدّث المراد آبادی ﴿☆﴾ وایضاًاجازنی المحدّث الشیخ ثناء
المصطفٰی الاعظمی. کل منهم مجازعن والده وشیخه صدرالشریعة وبدر
الطریقة المفتی الاعظم محمد امجد علی الاعظمی وهومجازعن
المحدّث الجلیل الامام وصی احمد السورتی واجازه الشیخ الاجل
العلامة المحقّق المحدّث الفقیه المفتی احمدعلی سهارنپوری وقد اجازه

الشیخ المشتهر فی الآفاق الشاه محمّد اسحاق المحدّث الدهلوی
﴿☆﴾وایضاً اکرمنی بالاجازة استاذی الجلیل فضیلة الشیخ محمّدعبد
الحکیم شرف القادری وقداجازه رئیس المدرسین الشیخ عطامحمّد
البند یالوی الجشتی وهو یروی عن فضیلة الشیخ ابراهیم العراقی عن
امیر الملة السید الشریف جماعت علی شاه المحدّث العلی پوری عن
الشیخ المعمر الفقیه فضل الرحمن المجدد المراد آبادی الهندی ﴿☆﴾
وایضاً قد تشرفت بالاجازة من فقیه العصر الشیخ غلام رسول السعیدی
وهومجازعن غزالی عصره الشیخ السید احمد سعید الکاظمی کما اجازه
شیخه السید محمّد خلیل الکاظمی وهو یروی عن الشیخ ریاست علی
خان الشاهجهانفوری وهویروی عن الشیخ ارشادحسین الفاروقی
المجددی الرامفوری وهوعن شیخه الشیخ احمد سعید الدهلوی
النقشبندی.ولشیخ مشائخنا الشاه محمّد اسحاق المحدّث الدهلوی
الاجازة المبارکة عن الشیخ عمربن عبدالکریم وهومجازعن الشیخ سید
مرتضیٰ وهو مجاز عن الشیخ ابی الحسن صغیروهومجازعن الشیخ
العلامة الفقیه المحقّق المخدوم محمّد هاشم الهاشمی القرشی التتوی
السندی﴿☆﴾وایضاًاجازنی الشیخ الاستاذابوفهیم انوارالله خان
واجازه مجمع البحرین الحافظ الدکتورفضل الرحمن الانصاری القادریو
صاحب التفسیرالمفتی محمد شفیع،والمحدّث محمد عبد الرشید
النعمانی،والعلامة محمدیوسف بنوری،والمفتی ولی حسن تونکی،
والعلامة ادریس میرتهی﴿☆﴾وایضا اجازنی المفتی محمد تقی العثمانی

واجازه ابوه وشیخه مفتی محمد شفیع العثمانی ﴿☆﴾ وایضاً اجازنی
الشیخ الاستاذمحمد انورالبدخشانی واجازه الشیخ محمد یوسف
بنوری واجازه الشیخ محمد انورشاه کشمیری واجازهما(ای مفتی
محمد شفیع ومحدث محمد انورشاه کشمیری) شیخ الهند محمود
الحسن واجازه الشیخ الشاه عبدالغنی واجازه الشیخ الشاه محمد
اسحاق الدهلوی ﴿☆﴾ولشیخ مشائخناصدرالشریعة الاجازة المبارکة
عن المجدد الامام احمدرضاخان الحنفی القادری الافغانی وهومجازعن
شیخه الکریم السیدالشاه آل رسول المارهروی. کل منهم (ای الشیخ
الشاه محمّد اسحق الدهلوی،الشیخ الفقیه فضل الرحمن المجدد المراد
آبادی الهندی ،الشیخ احمد سعید الدهلوی النقشبندی) مجاز عن شیخ
مشائخ الهند المحدّث الشهیر الشاه عبد العزیز المحدّث الدهلوی
وهومجازعن والد ه و شیخه الامام الشاه ولی الله المحدّث الدهلوی قال
حدثنی السیّدعمرتجاه قبرالنبیﷺقال حدثنی جدی الشیخ عبد الله بن
سالم البصری قال حدّثنا الشیخ یحیٰ بن محمّد الشهیربالشاوی قال
اخبرنا الشیخ سعید بن ابراهیم الجزائری قال اخبرنا المحقّق سعیدبن
محمّدالمقری عن الشیخ احمد حجی الوهرانی عن شیخ الاسلام ابراهیم
التازی قال قرأتُ علی المحدّث الربانی ابی الفتح محمّد بن ابی بکر بن
الحسین المراغی قال سمعتَ من لفظ شیخنازین الد ین عبد الرحیم بن
الحسین العراقی قال حدّثناابوالفتح محمّدبن محمّد بن ابراهیم البکری
المیدومی قال حد ثناابوالفرج عبداللطیف بن عبدالمنعِم الحرانی قال

حدّثناالحافظ ابوالفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی قال حد
ثناابوسعیداسمٰعیل بن ابی صالح احمدبن عبد الملک النیسابوری قال
حدّثنا والدی ابو صالح احمد بن عبد الملک قال حدّثناابوطاهرمحمّد
بن محمّد محمّش الزیادی قال حدّثنا ابوحامداحمد بن محمّدبن یحی بن
بلال البزار قال حدّثنا عبد الرحمن بن بشر بن الحکم قال حد ثنا سفیان
بن عیینة عن عمرو بن دینار عن ابی قابوس مولی عبدالله بن عمروبن
العاص عن عبدالله بن عمرو (رضی الله تعالیٰ عنهم وعنابهم ودامت
برکاتهم علینا الی یوم الدین)عن سیدنا و شفیعنا محمّد صلی الله تعالیٰ
علیه وآله واصحابه وسلم صلوٰة دائمة بدوام ملک الله جل جلاله. و
صلی الله تعالیٰ علٰی خیر خلقه محمد ﷺوآله واصحابه اجمعین.

طلباء کرام وعلماء کرام کودی جانے والی سند تخصص فی الفقہ :

ناچیز اپنے ان طلباء کرام (تلامذہ) کو درج ذیل سند ''تخصص فی الفقه'' دیتا
ہے جنہوں نے ناچیز سے ''تخصص فی الفقه'' پڑھی ہو۔ یا کوئی بھی عالم دین، خواہ کسی
بھی ادارے سے فارغ التحصیل ہو، ان کے شوق اور مطالبے پر یہ سند ''تخصص فی الفقه
'' ان کو بھی اعزازی طور پر دیتا ہے۔ الحمدللہ تعالیٰ آج تک جتنے علماء کرام کو سند ''تخصص
فی الفقه'' دی گئی ان کی تعداد ایک سو انسٹھ (159) ہیں۔

شهادة الفراغ من التخصص فی الفقه الحنفی

الحمدلله رب العالمین والصلوٰة والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین
سیدنا محمد وعلیٰ آله وصحبه اجمعین. تشهد رئاسة دارالافتاء بأن
الطالب / الطالبة ....بن/بنت............المولود فی عام ....

قد اکمل دراسة التخصص فی الفقه فی . . (یہاں اس ادارے کا نام لکھا جاتا ہے کہ جہاں جہاں ناچیز تخصص پڑھا تاہے.....حسب المناهج المقررة تحت اشراف رئیس دارالافتاء الاستاذ الفاضل المفتی السید محمد منورشاه السواتی حفظه الله تعالیٰ . وبناء علی ذلک فقد قررت رئاسة دارالافتاء منحه هذه الشهادة وتوصیه بتقوی الله عزوجل فی السر والعلانیة واتباع الکتاب والسنة والعمل علی نهجهما. والله الموفق لکل خیر. وصلی الله تعالیٰ علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین.

قلمی خدمات:

الحمدللہ، ناچیز نے تا حال کئی فتاویٰ، کتب ورسائل بزبان پشتو اور اردو لکھے ہیں۔

ناچیز کی کچھ تالیفات وتصنیفات کے نام درج ذیل ہیں۔

﴿1﴾السیف المسلول فی مسئلة یا محمد و یارسول ﷺ (اردو،مئی 2001)

﴿2﴾تحفة المتوسلین بعباده الکاملین (اردو،دسمبر 2001)

﴿3﴾الحجة التامة فی استحباب القعود فی الاقامة (اردو،دسمبر 2001)

﴿4﴾تنویر عقول الشبان باجتناب اللواطة والمُردان (اردو،جنوری 2004ء)

﴿5﴾تنویر الغمامة السوداء فی فضیلة العمامة البیضاء (اردو،فروری 2004ء)

﴿6﴾حاشیہ وترجمہ، تحقیق المسائل الخمسة (مولانا عبدالهادی شاہ منصوری) (عربی سے اردو،فروری 2004)

﴿7﴾رفع القلق فی تحقیق الشفق (اردو،جون 2004)

﴿8﴾اللطف والاحسان فی تعلیم التلامیذ والصبیان (اردو،اگست 2004ء)

﴿9﴾ القول النجیح فی حکم الحُقة والتتن القبیح (اردو،ستمبر 2004ء)

﴿10﴾ برکات الرحمن فی شهر رمضان (اردو،شعبان المعظم 2006ء)

﴿11﴾صدائے قُمری در تحقیق قضاء عمری (اردو،جولائی 2006)

﴿12﴾تطهیر السادات عن اوساخ الزکوٰة (اردو،جنوری 2007)

﴿13﴾حکم اتیان السواجد لاداء الصلوة فی المساجد (اردو،مارچ 2007ء)

﴿14﴾تنویر الصدر فی قضاء سنة الفجر (اردو،نومبر 2007ء)

﴿15﴾ تنویر الفتاویٰ ﴿جلد اول﴾ (کتاب العقائد، التصوف، التاریخ، السنن، الاسماء والکنیۃ، العلم، المساجد والمدارس، الطہارۃ، الاذان وغیرہ) صفحات. 716۔ طبع 2008ء بمطابق ۱۴۲۹ھ

﴿16﴾ تنویر الفتاویٰ ﴿جلد دوم﴾ کتاب الحظر والاباحۃ (یعنی جائز وناجائز کا بیان) صفحات: 654۔ کمپوزنگ: 2010ء

﴿17﴾ تنویر الفتاویٰ ﴿جلد سوم﴾ کتاب الصلوٰۃ (نماز کا بیان) صفحات: 630 کمپوزنگ: 2012ء

﴿18﴾ تنویر الفتاویٰ ﴿جلد چہارم﴾ (جنازہ، زکوۃ، روزہ، اعتکاف، حج، عمرے اور نکاح کا بیان) صفحات 630۔ کمپوزنگ: 2014ء

﴿19﴾ تنویر الفتاویٰ ﴿جلد پنجم﴾ کتاب المہر، الاکراہ، الجماع، حقوق الزوجین، المصاھرت، ثبوت النسب، الرضاعت، الحمل الظہار، المفقود، الخلع، فسخ النکاح، الطلاق) صفحات 756 کمپوزنگ: 2016ء

﴿20﴾ تنویر الفتاویٰ ﴿جلد ششم﴾ باب طلاق المعلق، المشروط، تفویض الطلاق، العدۃ، والرجوع، الحلالۃ، الحضانۃ، النفقہ، الولیمہ، البیوع، الشرکۃ، الاحتکار، الربا، الضمان، والوقف، الشفعۃ، الذبائح، الاضحیۃ، العقیقۃ، الصید، القصاص، الحدود، الدیۃ، الجنایۃ،

التعزیر، الغصب، الرہن، الضمان، الیمین، النذر، الدعویٰ، الاجارۃ، اللقطہ، مسائل شتّٰی

صفحات 546۔کمپوزنگ؛2018ء

﴿21﴾ تنویر الفتاوٰی ﴿جلد ہفتم﴾ باب المیراث صفحات 734۔کمپوزنگ:2020ء

﴿22﴾ تنویر الفتاوٰی ﴿جلد ہشتم﴾ جاری ہے، الحمدللہ۔

﴿23﴾دلائل الاجاودفی حکم الجنازۃ فی المساجد (اردو، مئی 2011ء)

﴿24﴾کشف الحوب بتحقیق کف الثوب (اردو، جون 2011)

﴿25﴾تنویر الجنان بمتابعة سیدا لانس و الجان (اردو، جولائی 2011)

﴿26﴾کشف التضاد بتحقیق حکم الظاء و الضاد (اردو، جولائی 2011)

﴿27﴾التنویر فی تقابل عقائد الدیوبند و الپنجپیر (اردو، جولائی 2011)

﴿28﴾حیاۃ الانبیاء علیھم التحیة و الثناء (اردو، اگست 2011)

﴿29﴾بحث التوسل و الوسیلة (اردو، اگست 2011)

﴿30﴾ بحث النداء لغیر الله (اردو، ستمبر 2011)

﴿31﴾بحث الحاضر و الناظر (اردو، ستمبر 2011)

﴿32﴾بحث الاستمداد من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والسلام (اردو، اکتوبر 2011)

﴿33﴾بحث الاستشفاء بتعلیق التعاویذ وتبرکات الاولیاء (اردو، اکتوبر 2011)

﴿34﴾بحث حدیث لولاک لما خلقت الافلاک (اردو، نومبر 2011)

﴿35﴾بحث سماع الموتیٰ (اردو، نومبر 2011)

﴿36﴾ قبرانور کاعرش سے افضل ہونا (اردو، دسمبر 2011)

﴿37﴾تنویر العینین بمدح السبطین الحسنین الکریمین (اردو، دسمبر 2011)

﴿38﴾التحقیق النویر فی حکم التصویر (اردو)

﴿39﴾امام احمد رضا بریلوی کون تھے؟ (پشتو)

﴿40﴾تنویر العالم بمیلاد سید و لد آدم ﷺ (اردو)

﴿41﴾لواطت اور امرد کے ساتھ اختلاط کا شرعی حکم (اردو)

﴿42﴾القول الانیق فی مسائل الاضحیة و التشریق (اردو)

﴿43﴾السنن الکبریٰ (چند جلدیں) (للامام البیھقی) (عربی سے اردو)

﴿44﴾ مصنف ابن ابی شیبہ (چند جلدیں) (عربی سے اردو)

﴿45﴾ عظمت نام مصطفیٰ ﷺ (فارسی سے اردو)

﴿46﴾ تربیت السالکین (پشتو سے اردو)

﴿47﴾البصائر لمنکری التوسل باھل المقابر (عربی سے اردو)

﴿48﴾شرح الصدور (للامام السیوطی) (عربی سے پشتو)

﴿49﴾تنویر پشتو ترجمه نحو میر (فارسی سے پشتو)

﴿50﴾انوار الانتباہ فی اثبات نداء یارسول اللہ ﷺ (پشتو سے اردو)

﴿51﴾ترجمه مظھر الحقائق فی احوال الجبریة. (تصنیف: مولانا محمد روشن سواتی)

﴿52﴾ترجمہ حکم شریعة الغراء علی من استخف بالعلم و العلماء (تصنیف، مرشد کریم)

﴿53﴾ترجمه :الحکم الشاق علی عنق العاق. (تصنیف، مرشد کریم)

﴿54﴾جب کہ فن میراث کی مشہور کتاب سراجی کی شرح ''تنویر السراجی'' زیر قلم ہے اور پہلی جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ان کے علاوہ کئی کتب کو ترتیب دی۔

اللہ رب العزت ناچیز کی خدمات قبول ومنظور فرمائے، اور دین کی خدمت کا صلہ دارین میں اپنی شان کے مطابق عطا فرمائے۔امین۔

کچھ گفت وشنید مگر گستاخی معاف

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمدلله و الصلوٰۃ و السلام علی رسول الله ﷺ امابعد:

بندہ ناچیز، کم علم وعمل، علماء کا کفش بردار، سید محمد منور شاہ نقشبندی بن سید بخت روئیدار بن سید عبدالمالک بن سید طوطی (المعروف طوطی ملاّ آف رانگیلا شموز وسوات) رحمہم اللہ تعالیٰ، سواتی شموزوی، جس پر اپنے اللہ رب العالمین اور رسول رحمۃ اللعالمین ﷺ کے بہت ہی احسانات وانعامات ہیں کہ جن کے صرف گننے ہی میں یہ فانی زندگی، فنا ہوجائے گی مگر ان نعمتوں کا گننا بفرمان خداوندی ''**وان تعدوا نعمة الله لاتحصوها**'' (اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو بھی نہیں گن سکتے) ختم نہیں ہوگا۔ (الحمدللہ)

میرے قارئین علماء وطلباء حضرات: سب سے پہلے یہ بات آپ کے ذہن میں حاضر کرنے کی جسارت کرتا ہوں حالانکہ آپ کو بخوبی علم بھی ہے کہ ہر صاحب بنان وبیان کا اپنی تحریر وتقریر میں ایک انفرادی انداز ہوتا ہے جو بعض لوگوں کو ہضم نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ کسی بھی پیرائے میں آکر شخص معہود کے ساتھ اپنی اندرونی دلی بھڑاس کو نکالنے کے لئے کچھ نہ کچھ بہانہ ڈھونڈنے کی کوشش کرکے اپنی باطنی فطرت سیئہ کی بناء پر پھٹ ہی جاتا ہے جس کی دلیل وہ عربی مقولہ ہے: (**الاناء ترشح بمافیه**) ہر شخص باطنی طور پر یا کم ظرفی یا کم ذاتی یا نسلی طور پر جیسا ہوگا وہ فطری طور پر اس کا ایک نہ ایک دن عدم برداشت کی وجہ سے اظہار کر ہی دیتا ہے، لیکن ناچیز بفرمان خداوندی ''**انمایوفی الصابرون اجرهم بغیر**

حساب'' صبر کرکے اجر کثیر کا طالب رہے گا (ان شاءاللہ تعالیٰ) اور دوسری بات یہ کہ ناچیز کا تو شروع ہی سے یعنی جدی پشتی ایک پہاڑی ودیہاتی علاقے سے تعلق ہے جس کی بناء پر نہ تو اردو ادب کے رموز سے واقفیت ہے اور نہ ہی لکھنے بولنے کا کوئی ڈھنگ، لہذا شروع ہی سے قارئین کی خدمت میں ملتجی ہوں کہ مجھ ضعیف وناتواں سے اگر کوئی تحریری، تشریحی یا توضیحی لغزش ہوجائے تو بجائے **لیفسد فیها** اور **مشاء بنمیم** بننے کے ناچیز ہی کی اصلاح فرمائیں جس سے آپ کو دارین کے دو فوائد حاصل ہوجائیں گے ایک تو یہ کہ آپ مصلحین کی صف میں آجائیں گے اور دوسرا یہ کہ غیبت وفساد فی الارض کے گناہ سے بچ جائیں گے اور یہ دونوں ہماری زندگی کا مقصد ہے اور ہونا بھی چاہئے۔

اور یہ بات اس لئے لکھ رہا ہوں کہ آج کل عوام تو عوام، بعض خواص حضرات اہل طریقت وشریعت اور ان کی جسمانی وروحانی اولاد وذریت بھی اپنی شان طریقت وشریعت کو پس پشت ڈال کر گوگل وفیس بک اور نیٹ کے علی الاعلان مُرید اور تصوف وشریعت کے ایسے مَرید وسرکش بن چکے ہیں کہ شب وروز میں قرآن کی تلاوت، مطالعہ احادیث وفقہ تو شاید ہی ان صاحبانِ طریقت وشریعت اور ان کی لاڈلی اولاد سے دکھنے میں آئے (الامان الحفیظ) جس کی وجہ سے جہاں کہیں بھی کسی کی تحقیقی وحق کے موافق تحریر وتقریر دیکھی اور سنی اور نفس امارہ قبول کرنے پر راضی اور مائل نہ ہو تو فوراً اپنی اصلیت سے مجبور ہوکر فتنہ وفساد کی آگ پر تیل چھڑک کر اپنا نام ان لوگوں کی فہرست میں شامل کردیتے ہیں جن کے بارے میں فرمان الٰہی ہے: **الاانهم هم المفسدون ولکن لایشعرون.**

میرے دوستو: ناراض نہ ہونا کہ میں یہ کیا لکھ رہا ہوں؟ میں یہ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ ''میں نے برسات میں بہت سے گھر جلتے دیکھے''، یہ فتنہ فساد اور اپنی دکانداری چمکانے کا دور ہے اگر میں کچھ اچھا کرنے کے قابل نہیں کہ نیک نامی پیدا کروں تو معاشرے

کانا سوراور ذلیل انسان بننا میرے لئے کوئی شرم وعار کی بات نہیں، مجھے بھی اپنی شہرت سے دلچسپی ہے،خواہ نیک اور اچھی شہرت ہو یابداور بری شہرت،پشتو زبان کا ایک محاورہ ہے کہ﴿ کہ یادنہ ئے نوپہ محراب کی غول اوکہ ﴾''اگر معاشرے میں تمہاری شہرت نہیں ہے تو مسجد کے محراب میں ٹٹی (پاخانہ) کرکے آجاؤ'' تو معاشرے میں شہرت ہو جائے گی۔آج میری بھی وہی حالت ہے کہ کسی بھی حوالے سے دین ودنیا میں کسی کا خیر خواہ نہیں بن سکتا تو بدخواہ، حاسداور دشمن بننا تو مشکل نہیں۔کوئی بھی بہانہ بنا کر، کسی پر کسی بھی پیرائے سے الزام لگا کر، کسی کی تقریر وتحریر میں اپنی فسادی اور تعصب والی نظر وفکر اور خرد ماغی سے نکتے نکال کر ایسی ایسی تشریح کردوں گا کہ مؤلف ومصنف انگشت بدندان حیران رہ جائے گا کہ یااللہ: میری کیا تحریر اور کیا مراد تھی اور مفسدین نے کیا مقصد اور مراد نکالا؟ اس لئے شروع ہی میں آپ حضرات سے عاجزانہ التجا ہے کہ میری تحریر میری حدتک ہے کسی کو کچھ سمجھنا یا سمجھانا ہو تو میری زندگی میں مجھ سے رابطہ کریں، اور مرنے کے بعد اگر اصلاح کر سکتے ہو تو کرنے کی اجازت ہے اور اگر سمجھ نہیں آرہا ہو تو اس کو مجھ تک ہی چھوڑ دیں۔

فرمان الٰہی ہے:

''تلک امة قدخلت لها ما کسبت ولکم ما کسبتم ''

''فمن یعمل مثقال ذرة خیرا یره ومن یعمل مثقال ذرة شرا یره''

اور قاعدہ فقہیہ ہے: **''المرأ یؤخذ باقراره''**

میرے قارئین دوستو: ناچیز اپنی اس شرح میں اپنی کم علمی کا بارہا اقرار کرتے ہوئے قارئین حضرات (علماء کرام وطلباء عظام) سے التجائے مؤدبانہ کرتا ہے اور اسی عاجزانہ ومشفقانہ خیر خواہی کا متمنی ہے کہ جس طرح کی امیدیں صاحب ''الدرالمختار'' علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے اپنے قارئین حضرات سے رکھی ہیں۔آپ فرماتے ہیں:

ومامولی من الناظر فیه ان ینظر بعین الرضاء والاستبصار وان یتلافی تلافه بقدر الامکان اویصفح لیصلح عنه عالم الاسرار والاضمار ولعمری ان السلامة من هذاالخطر لامر یعز علی البشر ولاغرو فان النسیان من خصائص الانسانیة ، والخطاء والزلل من شعائر الآدمیة.

(الدرالمختار،ص۲۰،۲۱،ج۱،خطبہ،ایچ ایم سعید)

میری کتاب کو پڑھنے والے سے میری امید وتمنا ہے کہ وہ اس کتاب کو رضاو خوشی اور بصیرت سے پڑھے،اور حتی الامکان اس کی غلطیوں کی تلافی کرے، اور غلطی ہونے پر درگزر فرمائے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ، جو رازوں اور پوشیدہ چیزوں کا عالم اور جاننے والا ہے،اس شخص کی اصلاح فرمائے۔میری عمر کی قسم: کہ اس طرح کی باتوں سے بچنا اور سالم رہنا،انسان کے لئے بہت ہی دشوار و مشکل ہے۔اور کوئی دھوکے کی بات نہیں کیونکہ بھولنا انسان کی خصوصیات،اور پھسلنا آدمیت (انسانیت) کے شعاء میں سے ہے۔

درج بالا عبارت کے بعض الفاظ کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

(بقدر الامکان)ای اذارأی فیه عیبا یتدارکه بامکانه ،بان یحمل علی محمل حسن حیث امکن،اویصلحه بتغییر لفظه ان لم یمکن تاویله.

(شامی علی الدرالمختار،ص۲۰،۲۱،ج۱،خطبہ،ایچ ایم سعید)

(ماتن کا قول:حتی الامکان) یعنی جب کوئی پڑھنے والا میری اس کتاب میں کوئی عیب دیکھے تو حتی الامکان اس کو روکنے اور ختم کرنے کی کوشش کرے،یعنی اگر ممکن ہو تو اس کو اچھے معنی

پر محمول کرنے کی کوشش کرے، اور اگر اس کی تاویل ممکن نہ ہو تو پھر اس لفظ کے بجائے کسی اور لفظ کو بدل کر اس عبارت کی اصلاح کرے۔

درج ذیل شرح میں ناچیز (مؤلف) کی طرف سے جو بار بار مؤدبانہ گزارش کی جاتی ہے کہ ناچیز (بلکہ ہر مسلمان) کے ساتھ نرمی اور محبت والا معاملہ کیا جائے، اس کی وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ حسد و تعصب و نفرت کی آگ میں جلے بنے رہتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے منہ (زبان) کا ناڑہ ڈھیلا رہتا ہے بلکہ کھلا ہی رہتا ہے، اردو میں مطلب یہ ہے کہ منہ پھٹ رہتے ہیں۔ اسی حسد و حاسدین کی طرف علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے یوں اشارہ فرمایا ہے۔ علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

واستغفر الله مستعيذابه من حسديسدباب الانصاف، ويردعن جميل الاوصاف، الاوان الحسد حسک من تعلق به هلک، کفی للحاسد ذماآخرسورة الفلق، فی اضطرامه بالقلق. لله در الحسد ماأعدله، بدأ بصاحبه فقتله. ومااانا من کيد الحسود بآمن. ولاجاهل يزری ولايتدبر. ولله در القائل: هم يحسدونی وشرالناس کلهم، من عاش فی الناس يوماغير محسود.

اذلايسود سيدبدون ودود يمدح، وحسوديقدح، لان من زرع الأحن حصد المحن، فاللئيم يفضح والکريم يصلح.

(الدر المختار، ص۲۰، ۲۱، ج۱، خطبہ، ایچ ایم سعید)

میں اللہ تعالیٰ سے استغفار و توبہ طلب کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آنا چاہتا ہوں ایسے حسد جو انصاف کا دروازہ بند کر دیتا ہے، اور لوگوں کو اچھے اوصاف سے لوٹا دیتا ہے۔ خبردار: حسد ایسے کانٹے ہیں کہ جس کے ساتھ متعلق ہو (چپھ)

جائے تو اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔ کسی بھی حاسد کی مذمت کے لئے سورہ فلق کی آخری آیت کافی ہے۔ حسد کی آگ میں، بندہ ہمیشہ مضطر رہتا ہے۔ حسد کیا خوب، بہترین انصاف اور عدل کرنے والی چیز ہے، پہلے حاسد سے ظاہر ہوتی ہے اور پھر اسی کو تباہ و برباد کرتی ہے۔ نہ تو میں حاسدوں کے مکر وفریب سے مامون و محفوظ نہیں ہوں، اور نہ ہی کسی جاہل عیب لگانے لگانے والے اور بے وقوف کے مکر وفریب سے محفوظ مامون ہوں۔ اللہ ہی کی طرف سے اس قائل کو جزائے خیر ملے جنہوں نے فرمایا: یہ لوگ مجھ سے حسد کرتے ہیں، اور وہ لوگوں میں سب سے زیادہ شریر اور برا بندہ وہ ہے کہ جو لوگوں میں تو رہتا ہوں مگر اس کے ساتھ حسد نہ کیا جاتا ہو۔ کیونکہ کوئی بھی شخص اس وقت تک سید و سردار، قائد و رہنما نہیں بن سکتا جب تک اس سے محبت کرنے والے اور اس کی تعریف کرنے والے، اور اس سے حسد کرنے والے اور عیب لگانے والے لوگ نہ ہوں، کیونکہ جو شخص خاردار پودے اگائے (کاشت کرے) گا تو وہ تکلیفوں کو برداشت کرے گا، پس لئیم (ذلیل، حاسد) رسوا، اور کریم (معزز) باعزت ہوگا۔

درج بالا عبارت کے بعض الفاظوں کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں:

(قوله من حسد) والحاسدظالم لنفسه، حيث اتعب نفسه واحزنهاواوقعهافی الاثم، ولغيره حيث لم يحب له مايحب لنفسه ولذاقال ابوالطيب: واظلم اهل الارض من کان حاسدا لمن بات فی نعمائه تتلقب. (قوله ويرد) ای يصرف صاحبه من جميل الاوصاف، ای عن الاتصاف بالاوصاف الجميلة، اوعن رؤيتهافی المحسود، فلايری الحاسد له جميلا. (قوله

حسک) ای شوک سعدان . . . . فان الحسد اذاتعلق بانسان اهلکه لانه یأکل حسناته .....اصبر علی کید الحسود فان صبرک یقتله ......النار تأکل بعضها ان لم تجد ما تأکله. (قوله یزری ولایتدبر)اذاعابه واستهزأبه . . . . .ولایتفکر فی عواقب الامور،وسبب هذاالبیت انه ابتلی بما ابتلیت به من حسد الحاسدین وکید المعاندین .والله المسئول ان یجعل کیدهم فی نحرهم.

(شامی علی الدرالمختار،ص۲۲،۲۳،ج۱،خطبہ،ایچ ایم سعید)

(ماتن کا قول:ایسی حسد)حاسد کرنے والا اپنے آپ پر ظلم کرنے والا ہوتا ہے، کیونکہ اپنے آپ کو تھکاتا اور غمگین رکھتا ہے، اور اپنے آپ کو گناہ میں واقع کرتا رہتا ہے(یعنی گناہ گار ہی رہتا ہے)اور دوسرے پر بھی ظلم کرنے والا ہوتا ہے کیونکہ وہ کسی دوسرے کے لئے وہ چیز پسند نہیں کرتا جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔اسی وجہ سے ابوالطیب (متنبّی) نے کہا: روئے زمین پر سب سے بڑا ظالم شخص وہ ہے جو ایسے شخص سے حسد کرتا ہے جو اپنے گھر کی نعمتوں میں رات گزارتا ہے۔اور حسد، حاسد کو اچھے اخلاق سے موصوف ہونے سے پھیرتا اور روکتا ہے، اور جس سے حسد کرتا ہے اس میں بھی اس نعمت کو دیکھنا گوارا نہیں کرتا، لہذا حاسد اس شخص کے لئے اچھائی دیکھنا پسند نہیں کرتا۔اور حسد، علاقہ سعدان کے بڑے بڑے کانٹوں کی طرح ہے، بے شک، جب حسد کسی انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے تو اس کو ہلاک کرکے رکھتا ہے کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جانے والا جراثیم (وائرس) ہے۔آپ، حاسد کی حسد ومکر وفریب

پر صبر کریں کیونکہ آپ کا صبر کرنا ہی اس کو قتل کردے گا، جس طرح آگ کو کچھ جلانے والی چیز نہ ملے تو وہ بھی آپس میں آگ ہی کو کھا جاتی ہے۔حاسد ہمیشہ عیب جو اور استھزاء (مذاق اڑانے والا) رہتا ہے، اور حاسد اپنے انجام (اخروی) کے بارے میں نہیں سوچتا۔اور اس شعر کو ذکر کرنے کی وجہ اور سبب یہ ہے کہ وہ (علامہ حصکفی رحمہ اللہ) حاسدوں کی حسد، اور دشمنوں کے مکر و فریب میں مبتلا کردیئے گئے تھے، جس طرح میں (علامہ شامی) بھی اس میں مبتلا کردیا گیا ہوں (کہ مجھ سے بھی حسد کرنے والوں کی کوئی کمی نہیں)اللہ تعالیٰ سے دعا کی جاتی ہے اللہ تعالیٰ ان کے مکر کو خود ان ہی کی گردنوں میں کردے۔(یعنی حاسدوں کو تباہ وبرباد کردے، آمین)

علامہ حصکفی اور علامہ شامی رحمہما اللہ تعالیٰ کی درج بالا عبارات سے اظہر من الشّمس ظاہر ہوا کہ حسد کا یہ سلسلہ قدیم، (یعنی حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان کا حسد رکھنا اور پھر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل کا ہابیل سے حسد رکھنا، اور برادرانِ یوسف کا حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کرنا، آپ ﷺ سے مشرکین مکہ اور منافقین مدینہ کا حسد رکھنا) چلا آرہا ہے، کہ اسی حسد کی وجہ سے حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالنے، قابیل کے ہاتھوں ہابیل کی شہادت، برادران یوسف کا یوسف علیہ السلام کو سایۂ پدری سے دور کرنا، اور آپ ﷺ کو مشرکین مکہ اور منافقین مدینہ کے ہاتھوں طرح طرح کی تکلیفیں ملنا، یہ سب نصوص شرعیہ سے ثابت ہیں۔

آمدم برسر مطلب: ناچیز ایک عرصہ سے یعنی جب سے 1998ء میں علوم مروجہ سے فراغت ہوئی تو اسی سال سے اپنی استطاعت کے مطابق طلباء کی مختلف فنون میں مصروف خدمت رہا، لیکن طلبِ علم کا ذوق وشوق پڑھانے کے باوجود ختم نہ ہوا، مرض بڑھتا

گیا جوں جوں دوا کی۔ (الحمدللہ) ناچیز آج تک جیسا کہ طلباء وطالبات کی خدمت میں مصروف ہے تو ساتھ ساتھ آج تک خود پڑھنے کا سلسلہ بھی مختلف دینی اداروں میں جاری ہے۔ (**اللهم زد فزد، رب زدنی علماً. آمین**)

ناچیز ملک عزیز پاکستان کے مختلف صوبوں کے مختلف اضلاع میں اپنی دارین کی سعادتوں کے حصول کے ساتھ ساتھ صدقہ جاریہ چھوڑنے کے لئے مختلف علمی اداروں میں مصروف خدمت رہا، اور طلباء وطالبات سے حق پر استقامت اور دارین کی خوشی کے لئے مستدعیٔ دعا رہا، رہتا ہے، اور رہے گا۔

ناچیز نے مختلف اداروں (الجامعۃ العلیمیۃ الاسلامیۃ، المعروف اسلامک سنٹر و المرکز الاسلامی نارتھ ناظم آباد کراچی میں سال 2005ء سے تاحال، الجامعۃ المقصودیہ سرجانی ٹاؤن کراچی میں 2009ء سے تاحال، اور مدینۃ العلم اسلامک اکیڈمی برائے مستورات، عالمگیر روڈ کراچی میں جولائی 2020ء سے تاحال،) میں دیگر فنون کے ساتھ ساتھ **بفضل اللہ تعالیٰ وبرحمتہ وبوسیلۃ حبیبہ** ﷺ کئی سالوں سے دورہ حدیث میں صحاح ستہ جیسی امہات الکتب، درجہ تخصص فی الفقہ (مفتی کورس) میں شرح عقود رسم المفتی، مقدمہ شامی، الدرالمختار، اصول الافتاء، قواعد الفقہ کے ساتھ ساتھ السراجی فی المیراث میں طلباء کرام وطالبات محصنات کی خدمت کی سعادت سے مشرف ہوا۔ (ایں سعادت بزور بازو نیست، تانہ بخشد خدائے بخشندہ)۔ اللہ تعالیٰ شرف قبولیت عطا فرمائے، اور تا موت بلکہ موت بھی پڑھتے پڑھاتے نصیب فرمائے۔ آمین۔

ناچیز نے ”السراجی فی المیراث“ کی کئی سال مدارس میں درساً درساً خدمت کے ساتھ ساتھ دورہائے میراث کے طور پر بھی کئی بار خدمت کی، اور تین سو پچھتر (۳۷۵) طلباء وطالبات کو درج ذیل ”سند علم الفرائض“ دے کر علم المیراث کے خادمین کی صف کا ایک ادنیٰ شریک رہا۔

شهادة الفراغ من علم الفرائض

الحمدلله الذى اعطى لكل ذى حق حقه وفرض لكل ذى فرض فرضه والصلوٰة والسلام على من جعل علم الفرائض نصف العلم بقوله تعلموا الفرائض وعلموهاالناس فانهانصف العلم وعلىٰ آله وصحبه ومن تبعهم الذين اوصلوااليناعلم الفرائض .امابعد فانانشهد بان الاخ /الاخت ....بن/بنت...........المولود/المولودة ....من سكان ....قدقرأ /قرأت عندنا من علم الفرائض "السراجى فى الميراث"والأن لماطلب/طلبت منا الشهادة فكتبنا له/لها هذه الورقة لتكون شهادة عند الحاجة. ونحن اذنمنحه/نمنحها هذة الشهادة نوصيه بتقوى الله عزوجل فى السر والعلانية والعمل المخلص لخدمة الدين الحنيف ونشر هذاالعلم . صلى الله تعالىٰ علىٰ خيرخلقه سيدنا محمدو آله واصحابه اجمعين.

ناچیز کا ماضی سے یہ ارادہ رہا کہ اپنے بساط کے مطابق طلباء وطالبات کے لئے اپنے سادہ و دیہاتی انداز تحریر وتدریس کے مطابق سراجی کی ایک ایسی آسان شرح لکھوں کہ جس کو مدارس کے طلباء وطالبات کے علاوہ دنیاوی علوم سے تعلق وعلاقہ رکھنے والے حضرات بھی آسانی سے سمجھ سکیں، اس حوالے سے ناچیز نے وقتاً فوقتاً کچھ ابواب کی تشریح کے لئے قلم اٹھایا اور کچھ فصول وابواب کی شرح لکھی، لیکن مستقل طور پر لکھنے کے لئے مسلسل وقت نہ ملا کہ جس میں یہ کام کر سکے، جس کی وجہ یہ ہے کہ مدارس کے سالانہ چھٹیوں شعبان المعظم و رمضان المبارک میں کسی نہ کسی ادارے میں سالانہ دورہ تفسیر ودورہ میراث کا سلسلہ جاری رہتا ہے جس کی وجہ سے شرح لکھنے کے لئے یکسوئی وفراغت نہیں ملتی۔ اس سال ذوالحجہ

1443ھ/مطابق جولائی 2022ء کی عیدالاضحیٰ کی چھٹیوں میں ارادے نے تھوڑی سی انگڑائی لی اور کروٹ بدلی کہ چلو بسم اللہ کر لیتے ہیں کچھ نہ کچھ ہو ہی جائے گا پھر آہستہ آہستہ موقع ملتے ہی کچھ نہ کچھ لکھتے رہیں گے تو قطرہ قطرہ سے دریا بن ہی جائے گا۔لہذا آج اس شرح کا آغاز کیا۔آغاز بسم اللہ انجام خدا جانے۔

اور آج کل جسمانی تکلیف بھی کافی ہے، بروز جمعہ 08 جولائی 2022 سے داڑھ میں شدید درد بھی شروع ہوا، گردے کی بھی تکلیف رہتی ہے جس کی وجہ سے جسم میں درد رہتا ہے اور بلڈ پریشر ہائی رہتا ہے۔اللہ تعالیٰ سے اس کے محبین ومحبوبین کے وسیلے سے دست بہ دعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس شرح کا اختتام اور مزید دیگر تقریری وتحریری علمی خدمات کی (بخیر وعافیت مع قبولیت عامہ وخاصہ) میری فانی زندگی میں توفیق عطا فرمائے۔اور روبقبلہ ،قلم بدست وپیشِ قرآن وحدیث وفقہ، دین اسلام وعلم دین کی خدمت کرتے کرتے روح نکل جائے تو زہے عز وشرف۔آج 09 جولائی، ناچیز کی تاریخ پیدائش بھی ہے جس کے حساب سے آج ناچیز کی عمر 51 سال ہوگئی۔اللہ تعالیٰ، ماضی کے ذنوب کبیرہ وصغیرہ معاف فرما کر آئندہ کے لئے تمام ذنوب ولغزشوں سے محفوظ ومامون فرمائے، اور ناچیز کے تمام اعمال جانیہ ومالیہ کو ہر قسم کی خودنمائی، ریا، تکبر، انانیت، گھمنڈ اور خود پسندی سے محفوظ و مامون فرمائے، اور اپنے لاڈلوں اور پیاروں کے وسیلے سے ہم تمام قارئین اور مسلمانوں کو ہر قسم کی بیماریوں، پریشانیوں، مصیبتوں، اور آفات ارضی وسماوی سے محفوظ فرمائے، اور ان ظاہری تکالیف کو ہمارے ذنوب کی معافی کا وسیلہ وسبب بنائے۔آمین۔

خادم العلم واھلہ:

سید محمد منور شاہ سواتی شموزوی نقشبندی

۹/ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق 09/جولائی 2022ء یوم السبت۔

﴿مقصود ومراد سے پہلے﴾

کہہ رہا ہے سر بسجود کر کے طالب، اے خدا

طلبائے دین کی خاطر اسے نافع بنا۔

عمر میں برکت میری، اور ہمت کر عطا

دین اور اسلام کی خدمت کرے احقر، سدا۔

عزیز قارئین: بحیثیت عالم دین، مدرس وطالب علم آپ حضرات کا دیگر فنون کے ساتھ ساتھ علم الفرائض (علم میراث) کے ساتھ بھی علاقہ وتعلق رہا ہوگا یا مستقبل میں رہے گا ان شاء اللہ۔

علم المیراث کے حوالے سے ہمارے وطن عزیز پاکستان کے عمومی مسالک و مکاتب فکر کے مدارس میں ایک ہی کتاب بنام "**السراجی فی المیراث**" پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے، جبکہ ہمارے دیہاتی (شمالی) علاقہ جات ضلع سوات وغیرہ میں سراجی کے ساتھ ساتھ اس کی شرح شریفیہ بھی درساً درساً پڑھی اور پڑھائی جاتی تھی اور کا ہے بگاہے اب بھی اسلاف کا یہ طریقہ موجود ہے۔ناچیز نے درج ذیل مقامات پر علماء کرام سے دورہائے علم میراث میں شرکت کر کے اسناد حاصل کی۔

﴿1﴾ حضرت علامہ مولانا فقیہ النفس شیخ محمد منیر صاحب شیخ الحدیث جامعہ حقانیہ سنگوٹہ سوات کے پی کے، سے دورہ تفسیر کے ساتھ ساتھ سراجی بھی، جامع مسجد بنڑ، گرین چوک منگورہ سوات میں پڑھی۔

﴿2﴾ مولانا مفتی اکرام صاحب زید مجدہ، سے، مدرسہ عربیہ راجہ آباد منگورہ سوات میں، اس

وقت میراث پڑھی تھی جب ہم دونوں اسی مدرسے میں تخصص فی الفقہ کے طالب العلم تھے اور آپ ''الجامعۃ الاسلامیۃ العالمیۃ المتحرکۃ پاکستان'' کے سند یافتہ ہیں، جس کے بانی بشیر احمد بگوی صاحب ہیں۔

﴿3﴾ حضرت علامہ مولانا سعید الرحمٰن صاحب المعروف خطیب صاحب اوگی مانسہرہ ہزارہ کے پی کے، سے جامعہ طاہریہ اورنگی نمبر 4 کراچی میں دوبار سراجی پڑھی۔

﴿4﴾ حضرت مولانا محمد اشفاق صاحب شاہ پوری کراچوی، سے مدرسہ نظارۃ العلوم الاسلامیہ پٹھان کالونی بنارس کراچی میں سراجی پڑھی۔

﴿5﴾ مولانا سرتاج امین صاحب، مدرسہ انوار القرآن فرنٹیئر موڑ کراچی۔

ناچیز کا جب 2005ء میں المرکز الاسلامی (اسلامک سنٹر) کراچی میں بحیثیت استاذ الحدیث ومفتی کا تقرر ہوا تو اسی سال سے دیگر کتب عالیہ کے ساتھ ساتھ سراجی فی المیراث بھی پڑھانے کو دی گئی، جو تا حال 2022ء جاری ہے۔ دوران تدریس طلباء کرام کی ذہنی لیول اور اندازہ معلوم کرنا اور اس کے مطابق پڑھانا استاذ کی ایک خداداد صلاحیت ہوتی ہے جب تک استاذ اپنے سامعین اور متعلقین کے ذہنی اندازہ اور لیول کو نہیں سمجھے گا تو اس کی تقریر سے خاطر خواہ فائدہ ممکن نہیں اور اس کی تمام تقریر لایعنی سمجھی جاتی ہے۔ دوسری طرف کسی بھی مصنف کا تحریری اور تصنیفی انداز اس کے ذہن، معاشرہ اور ماحول کے تابع اور موافق ہوتا ہے وہ اپنے زمانے اور اہل زمانہ کو مدنظر رکھتے ہوئے تحریر اور تقریر کو وجود میں لاتا ہے۔ بہت کم اہل قلم، مستقبل کے آنے والے موجوں (حالات، عادات، اطوار) کو تصور میں مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تحریر کو افادہ عامہ کے طور پر وجود میں لاتے ہیں۔ لہذا جب طالبعلم، علوم نقلیہ وعقلیہ سے فراغت پا کر افتاء (مفتی کورس) کے اصول وقواعد کے ماحول میں آتا ہے تو اس کے سامنے ایسے مسائل آجاتے ہیں کہ ناچیز کی طرح کم علم طالبعلم تو حیران رہ جاتا ہے کہ

جب ہمارے اکابرین احناف یہ لکھ کر ہمیں بتاتے ہیں کہ یہ مسئلہ ہمارے آئمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانہ کے ساتھ خاص تھا اور اب اس کے جواز یا عدم جواز کی وجہ ہمارا عرف وعادت اور ماحول، آئمہ حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ کے عرف وعادت وماحول سے بدلنے کی وجہ سے ہے۔

میرے دوستو: درج بالا اصول اگر آپ کے ذہن میں آگئے تو سراجی کے مصنف کا سراجی لکھنے کا اندازِ ترتیب ان ہی کے زمانے اور ذہن کے موافق تھا، لیکن جب ناچیز نے بیسیوں بار سراجی درساً درساً اور دورہ میراث کے انداز سے پڑھائی تو دور حاضر کے موافق سراجی کی ترتیب میں تقدیم وتاخیر محسوس ہوئی، اور اپنے اسی طرز وانداز سے پڑھانے سے ماشاء اللہ طلباء کرام کو فائدہ بھی ہوا اور سمجھ بھی اچھی طرح آئی، تحدیث نعمت کے طور پر یہ حقیقت بھی بیان کردوں کہ ناچیز اپریل، مئی 2019ء میں جب اپنے پیر ومرشد کی معیت میں عمرہ کی سعادت کے لئے حرمین شریفین حاضر ہوا تو مغرب کی نماز کے بعد حرم مکی میں مسجد حرام کے اندرونی حصہ میں ایک عربی شیخ مدرس طلباء کرام کو علم المیراث پڑھا رہے تھے تو بوجہ شوقِ حصولِ علم ناچیز بھی درس میں شریک ہوا، درس کی محفل برخاست ہونے کے بعد قریب میں جو افریقی طالب العلم مسمی عبداللہ بن محمد امان اللہ بیٹھے ہوئے تھے تو اس سے کچھ ہم کلامی نصیب ہوئی اور ان کی خوش طبعی کی وجہ سے ناچیز نے اس کو اپنے انداز سے میراث کے کچھ اصول سمجھائے جس کو سن کر وہ تو ایسے محظوظ ہوئے کہ دوبارہ ملنے اور پڑھنے کا ملتجی ہوا، پھر انہوں نے مجھے اپنی میراث کی کتاب ''الفوائد فی تسھیل مسائل الفرائض'' جو مسجد نبوی شریف میں، تحت الاشراف الشیخ محمد سعید بن حمود زلیبانی، پڑھائی جاتی ہے، جس کے مرتب وجامع، خادم علم المواریث بالمسجد النبوی الشریف فایز بن احمد الغامدی صاحب ہیں، تحفے میں دی۔ جو وہ وہاں درس میں شامل تھی۔ (الحمدللہ)

اور دوسری طرف مدارس اسلامیہ کے عمومی طلباء کرام کے لئے سراجی پڑھنی بھی مشکل محسوس ہوتی رہی اور ہورہی ہے جس کی وجہ ان طلباء کرام کا اسکول میں نہ پڑھنے کی وجہ سے ریاضی کے قواعد سے ناآشنائی اور لاعلمی ہے کیونکہ مدارس کے (الا ماشاءاللہ) عمومی طلبہ کرام، خاص کر دیہاتی وشمالی علاقہ جات کے طلباء کرام کئی وجوہات کی بناء پر اسکول سے متعلق نہیں رہے۔ لہذا ایک عرصہ سے دل میں یہ تمنا تھی کہ دور حاضر کے موافق سراجی کی ایک ایسی شرح لکھوں کہ جو عام سے عام طالب العلم بلکہ کوئی بھی تعلیم یافتہ دنیا دار بھی پڑھ سکے اور سمجھ سکے، اور اس شرح میں میری کوشش صرف کتاب کو حل کرنے کی حد تک ہی رہے گی ادھر ادھر کی باتوں سے ناچیز گریز ہی کرے گا تا کہ طلباء کرام وقارئین کا ذہن مشوش نہ ہو، ناچیز نے اس شرح میں مباحث سراجی کو سمجھانے کے لئے اپنے قارئین کی خدمت میں با قاعدہ مثالیں بھی لکھی ہے، جن کی تعداد تقریباً پانچ سونو (509) ہیں۔ اور اس شرح کی یہ جدید ترتیب میری اپنی ذہنی اختراع وایجاد ہے اگر کسی کو اچھا لگے تو دعا میں یاد رکھے اور اگر کسی کو اچھا نہ لگے تو غصہ کرنے، برا بھلا کہنے اور بددعا دینے کی ضرورت نہیں بلکہ ہمیں معاف کرتے ہوئے اپنی مرضی سے اسلاف کے طریقے کے مطابق ہی سراجی پڑھے اور پڑھائے۔ **وللناس فیمایعشقون مذاھب**. اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

حقیر خادم الطلباء: سید محمد منور شاہ

﴿ کچھ حضرت مصنف باباجی رحمہ اللہ کے بارے میں ﴾

آپ کا اسم مبارک، محمد۔ کنیت، ابوطاہر۔ لقب، سراج الدین۔ والد گرامی کا اسم مبارک، محمد۔ دادا کا اسم مبارک، عبدالرشید۔ اور نسبت سجاوندی ہے۔

سلسلہ نسب یوں ہے:

ابوالطاہر سراج الدین محمد بن محمد بن عبدالرشید السجاوندی۔ سجاوند کی طرف نسبت کی وجہ سے سجاوندی کہلاتے ہیں۔ سجاوند کہاں ہے؟ اس کے بارے میں کئی اقوال موجود ہیں۔ (۱) افغانستان کے شہر کابل کا ایک قصبہ ہے۔ (۲) خراسان میں ایک مقام کا نام ہے۔ (۳) سیسان کے ایک شہر سگاوند کا معرب ہے۔ آپ بڑے عالم ربانی، فرّاض اور حساب دان تھے، مسلکاً حنفی تھے۔ علامہ حمیدالدین محمد بن نوقدی رحمہ اللہ آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ آپ کی سراجی کی ایک شرح بھی ہے جو نایاب ہے۔

دیگر کتب درج ذیل ہیں: (۱) **رسالة فی الجبر والمقابلة** (۲) **عین المعانی فی تفسیر السبع المثانی** (۳) **الوقف والابتداء** (۴) **ذخائر نثار فی اخبار السیر المختار** ﷺ۔ آپ کی تاریخ وفات پر قطعی فیصلہ نہیں ملتا، بعض علماء نے لکھا ہے کہ آپ کی وفات ۳۵۸ھ میں ہوئی، لیکن یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی، اس لئے کہ سراجی کی ایک شرح ابوالحسن حیدرة بن عمر الصغانی رحمہ اللہ نے لکھی ہے ان کی وفات ۳۵۸ھ میں ہوئی ہے (کشف الظنون) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سراجی کے مصنف رحمہ اللہ، ۳۵۸ھ سے پہلے کے ہیں۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمة واسعة۔

﴾یہ آیات مبارکہ سمجھ کر حفظ کریں﴿

﴾پہلی آیت﴿

سب سے پہلے ناچیز قران مجید کی وہ تین آیات قارئین حضرات کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے تاکہ قارئین کو کسی مسئلہ میں آیات سے راہنمائی لینی ہو تو آسانی سے لے سکیں۔

﴾یوصیکم الله فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین .فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثاماترک .وان کانت واحدة فلهاالنصف ولابویه لکل واحد منهماالسدس مماترک ان کان له ولد فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث فان کان له اخوة فلامه السدس من بعدوصیة یوصی بهااودین آبائکم وابنائکم لاتدرون ایهم اقرب لکم نفعا فریضة من الله ان الله کان علیما حکیما﴿ (النساء: ۱۱)﴿

﴾ترجمہ﴿ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو تمہاری اولاد کے بارے (حق) میں وصیت (حکم) فرماتا ہے کہ ایک لڑکے (بیٹے) کے لئے دو لڑکیوں (بیٹیوں) کے برابر حصہ ہے، اگر لڑکیاں (بیٹیاں) دو (یا دو سے زیادہ) ہوں تو ان کو میت کے چھوڑے ہوئے ترکے میں سے دو تہائی حصہ ہے، اور اگر لڑکی (بیٹی) ایک ہو تو اس کے لئے (کل مال کا) آدھا حصہ ہے، اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو میت کے مال میں سے چھٹا حصہ ہوگا بشرطیکہ میت کی اولاد ہوں،

پس اگر (میت کی) اولاد نہ ہوں اور ورثاء صرف ماں باپ ہوں تو میت کی ماں کا تہائی حصہ ہے، پس اگر میت کے (دو یا زیادہ) بہن بھائی ہوں تو میت کی ماں کے لئے، وصیت اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد (کل مال کا) سدس (چھٹا) حصہ ہے، تمہیں نہیں معلوم کہ تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے تمہیں کون زیادہ نفع پہنچائے گا، یہ حصے اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ ہیں، یقیناً اللہ تعالیٰ خبردار اور حکمت والا ہے۔

﴾دوسری آیت﴿

ولکم نصف ماترک ازواجکم ان لم یکن لهن ولدفان کان لهن ولد فلکم الربع مماترکن من بعدوصیة یوصین بهااودین ولهن الربع مماترکتم ان لم یکن لکم ولد فان کان لکم ولد فلهن الثمن مماترکتم من بعد وصیة توصون بها اودین وان کان رجل یورث کلالة او امرأة وله اخ اواخت فلکل واحد منهماالسدس فان کانوااکثرمن ذلک فهم شرکاء فی الثلث من بعدوصیة یوصیٰ بهااودین غیرمضار وصیة من الله والله علیم حلیم. ﴾النساء: ۱۲﴿

﴾ترجمہ﴿ اور تمہارے لئے (اے شوہرو) تمہاری بیویوں کے چھوڑے ہوئے مال میں سے نصف (آدھا) ہے اگر ان کی اولاد نہ ہوں، اور اگر ان کی اولاد ہوں تو پھر تمہارے لئے (اے شوہرو) ربع (چوتھائی) حصہ ہے اس مال میں جو وہ بیویاں چھوڑ گیا ہے اس وصیت کے بعد جو کر گئیں ہیں اور قرضے کی ادائیگی کے بعد۔ اور ان بیویوں کے لئے (اے شوہرو) تمہارے چھوڑے

ہوئے مال میں ربع (چوتھائی) حصہ ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہوں ،اور اگر تمہاری اولاد ہوں تو پھر ان (بیویوں) کے لئے ثمن (آٹھواں) حصہ ہے اس مال میں جس کو تم چھوڑ چکے ہو اس وصیت کے بعد جو تم کر چکے ہو اور قرضے کی ادائیگی کے بعد۔اور اگر (مرحوم) جس سے میراث لی جاتی ہے کلالہ ہو یا خاتون کلالہ ہو اور اس کا ایک (اخیافی) بھائی یا بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے،اور اگر وہ (اخیافی بہن بھائی) ایک سے زیادہ ہوں تو پھر یہ سب (اخیافی بہن بھائی) ثلث (کل مال کے تہائی) میں برابر کے شریک ہوں گے اس وصیت کے بعد جو کی جاتی ہے اور قرضے (کی ادائیگی) کے بعد،کوئی ضرر نہیں دیا جائے گا،یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وصیت (حکم) ہے اور اللہ تعالیٰ علم و حلم والا ہے۔

﴿تیسری آیت﴾

﴿یستفتونک قل الله یفتیکم فی الکلالة ان امرؤاهلک لیس له ولدوله اخت فلهانصف ماترک وهویرثهاان لم یکن لها ولد فان کانتا اثنتین فلهماالثلثان مماترک وان کانوااخوة رجالا ونساء فللذکرمثل حظ الانثیین یبین الله لکم ان تضلوا والله بکل شیء علیم﴾ ﴿النساء:۱۷۶﴾

﴿ترجمہ﴾ لوگ آپ ﷺ سے فتویٰ (شرعی حکم) پوچھتے ہیں،آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا شخص فوت ہو جائے جو بے اولاد ہو (اور باپ بھی نہ ہو) مگر اس کی ایک (حقیقی یا علاتی) بہن ہو تو اس (ایک بہن) کے لئے اس مال کا آدھا حصہ ہے جو اس

نے چھوڑا ہے۔اور (حقیقی یا علاتی) بھائی اس (بہن کے کل مال) کا وارث ہوگا بشرطیکہ اگر اس بہن کے بچے نہ ہو۔پس اگر دو (یا دو سے زیادہ) بہنیں ہوں تو ان کو دو تہائی حصہ ملے گا اس مال میں جو اس (حقیقی یا علاتی بھائی) نے چھوڑا ہے ،اور اگر (اس فوت شدہ حقیقی یا علاتی بہن یا بھائی کے ورثاء ،اس کے) بہن بھائی ہوں تو پھر ایک مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہوگا، یہ احکامات ،اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کھول کر بیان فرما رہا ہے تا کہ تم بھٹکتے نہ پھرو،اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

خطبة الکتاب(السراجی)

الحمد للہ رب العالمین حمدالشاکرین .والصلوٰۃ والسلام علی خیرالبریۃ محمدو آلہ الطیبین الطاھرین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموھا الناس فانھا نصف العلم.

﴿ترجمہ﴾اس طرح کی تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے لئے جس طرح اللہ تعالیٰ کے شکر کرنے والے بندوں (انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام) نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی۔ درود وسلام ہو اس ذات مبارک پر جو تمام مخلوق میں بہتر ہیں جو محمد ﷺ ہیں اور آپ ﷺ کی پاک، طیب وطاہر آل (اہل بیت) پر بھی صلوٰۃ وسلام ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: علم فرائض (علم میراث) سیکھو اور سکھاؤ کہ یہ آدھا علم ہے۔﴾

﴿شرح﴾درج بالا خطبے میں مصنف باباجی علیہ الرحمۃ نے علم فرائض (علم میراث) کی اہمیت اور بلندی شان کو ظاہر کرنے کے لئے آپ ﷺ کی حدیث مبارک سے استدلال فرمایا، اور یہ بھی واضح فرمادیا کہ علم میراث کو علم الفرائض بھی کہا جاتا ہے۔

اب ہم ذیل میں علم الفرائض (علم میراث) کی بنیادی باتیں یعنی علم میراث کی تعریف، موضوع، غرض وغایت (مقصد)، ماخذ، شرف وفضیلت بیان کریں گے اور یہ بھی بیان کریں گے کہ اس علم کو نصف العلم کیوں کہا گیا؟ اگرچہ ان امور کے بارے میں شارحین حضرات نے اپنے اپنے انداز سے اپنی اپنی شروحات میں بہت لکھا ہے اور لکھا ہوگا۔

﴿لفظ میراث کی تعریف﴾

لفظِ میراث، ''وَرِثَ یَرِثُ ارثا ومیراثاً'' کا مصدر ہے، جس کا معنیٰ یہ ہے کہ کسی کے مرنے کے بعد اس کا وارث بننا اور رہنا۔ اور اس کے مال کا مالک وحقدار بننا۔

لفظ میراث اصل میں مِوراث تھا، واوَ ماقبل کسرہ آنے کی وجہ سے واوَ کو یاء سے بدل دیا تو میراث ہوگیا۔

﴿میراث کا لغوی معنیٰ﴾

میراث کا لغوی معنی فرماتے ہوئے علماء حضرات رقمطراز ہیں:

انتقال الشئی من شخص الی شخص ،اومن قوم الی قوم سواء کان ذلک الشئی علما اومالا او مجدا اوشرفاً.

یعنی ایک شخص، یا قوم سے کسی دوسرے شخص یا قوم کی طرف کسی چیز کا منتقل ہونا، خواہ وہ منتقل ہونے والی چیز علم ہو یا مال، بزرگی ہو یا شرافت وکمال۔

میراث کے لغوی معنیٰ میں صرف مال کے منتقل ہونے کو میراث نہیں کہتے ورنہ صرف حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث نہ ہوتے بلکہ حضرت داؤد علیہ السلام کے انیس (۱۹) بیٹے، سب کے سب حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث بنتے، مگر بفرمان خداوندی ''**وورث سلیمان داؤد. (النمل:۱۶)**'' صرف حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کے وارث بنے۔ اس سے مراد وراثت مالی نہ تھی بلکہ وراثت نبوت مراد ہے۔ یعنی حضرت داؤد علیہ السلام کا علم ومعرفت، حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا۔ اور آپ حضرت سلیمان علیہ السلام ہی اپنے والد گرامی حضرت داؤد علیہ السلام کے علم ومعرفت ونبوت کے وارث ہوئے۔

اسی نقطہ نظر سے فرمانِ امام الانبیاء والمرسلین علیہ السلام ہے:

ان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر. رواه الترمذی.

(مشکوۃ، ص۳۴، کتاب العلم، الفصل الثانی، مطبوعہ قدیمی کراچی)

علماء کرام، انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وارث ہیں، بے شک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے نہ تو دینار چھوڑے ہیں اور نہ دراہم، بلکہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے میراث میں علم چھوڑا ہے، پس جس نے علم حاصل کیا تو اس نے بہت بڑا حصہ حاصل کیا۔

﴿میراث کی اصطلاحی تعریف﴾

انتقال الملكية من الميت الى ورثته الاحياء سواء كان المتروك مالا او عقارا او حقا من حقوق الشرعية.

میت کی ملکیت کا، اس کے زندہ ورثاء کی طرف منتقل ہونا، خواہ وہ چھوڑی ہوئی چیز (نقد) مال (سونا چاندی، یا رقم) ہو، یا زمین (غیر منقولہ جائداد، کھیت، مکان و پراپرٹی) ہو، یا کوئی اور شرعی حقوق ہوں۔

﴿علم میراث کی اصطلاحی تعریف﴾

درج بالا سطور میں لفظ میراث کی لفظی، لغوی اور اصطلاحی تعریف بیان کی گئی، جبکہ یہاں علم میراث، یعنی ہم طلباء کرام جو مدارس میں فن میراث پڑھتے ہیں، اس کی تعریف ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

﴿علم میراث کی پہلی تعریف﴾

هو علم بقواعد فقهية وحسابية يعرف بها نصيب كل وارث من التركة.

علم میراث، فقہ وحساب کے چند ایسے اصولوں کا نام ہے کہ جن کے ذریعے ترکہ (مال وجائداد) سے ان کے مستحق ورثاء کو حصہ دینے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے۔

شیخ فایز بن احمد الغامدی، مدرس علم المواریث بالمسجد النبوی الشریف، لکھتے ہیں:

هو العلم بالقواعد الفقهية والحسابية التي يتوصل بها المعرفة نصيب كل وارث من تركة مورثه.

(الفوائد فی تسہیل مسائل الفرائض، ص۸، للشیخ فایز بن احمد الغامدی، مدرس علم المواریث بالمسجد النبوی الشریف)

یہ چند قواعد فقہیہ وحسابیہ، کا ایسا علم ہے جس کے جاننے سے میت کے شرعی ورثاء، اور ان میں شرعی اصول سے تقسیمِ ترکہ کا طریقہ معلوم ہو جاتا ہے۔

﴿علم میراث کی دوسری تعریف﴾ علامہ شامی لکھتے ہیں:

علم باصول من فقه وحساب تعرف حق كل اى كل واحد من الورثة.

فقہ وحساب کا ایسا علم، کہ جس کے ذریعے ہر وارث کا حق پہچانا جاتا ہے۔

درج بالا تعریفات سے معلوم ہوا کہ علم میراث کے فن میں سمجھنے اور سمجھانے کے لئے دو طرح کے علوم لازم وملزوم ہیں۔ (۱) علم فقہ (۲) علم حساب (ریاضی)

اگر ان دونوں میں مہارت ہے تو ماہرِ علم میراث ہوگا اور اگر دونوں یا ایک میں مہارت نہیں تو فیصلہ درست نہیں کر سکے گا اور اس کے لئے میراث تقسیم کرنا جائز نہ ہوگا۔

جیسے کہ علامہ شامی لکھتے ہیں:

ولذا قالوا من لا مهارة له بها لايحل له ان يقسم فريضة.

(شامی، ص۷۵۷، ج۶، کتاب الفرائض، ایچ ایم سعید کراچی)

﴿ضروری وضاحت﴾

درج بالاتعریفات میں لفظ ''**قواعد فقهيه اور اصول من فقه**'' آیا ہے تو اس فقہ سے کیا مراد ہے؟

علماء کرام نے اس کا جواب بہت احسن طریقے سے بیان فرمایا: حضرت مولانا فضل باقی صاحب مدظلہ العالی لکھتے ہیں:

علم فقہ ویسے تو بہت وسیع معنی رکھتا ہے اور اس کی بہت سی شاخیں ہیں۔علم میراث میں علم فقہ کے قواعد واصولوں سے مراد وہ خاص قواعد ہیں جو علم میراث کا خاصہ اور اسی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔اور جن سے ہمیں ورثاء کے حصوں کا پتہ چلتا ہے اور بعض حالات میں ایک وارث، دوسرے وارث سے میراث کا زیادہ حقدار ہوتا ہے اور بعض حالات میں کم کا حقدار ہوتا ہے اور بعض حالات میں بالکل حقدار ہی نہیں ہوتا بلکہ محروم یا محجوب ہوتا ہے۔ یہ سب باتیں فقہ کی کتابوں میں ذکر کی گئی ہیں، ''کتاب الفرائض'' کے نام سے یہ علم زیر بحث لایا جاتا ہے اور اس میں یہ ساری تفصیلات درج ہوتی ہے۔

(التقریر الحاوی، ص۲۲، مطبوعہ صوابی)

﴿علم حساب سے کیا مراد ہے؟﴾

اس علم سے مراد، ریاضی کے وہ بنیادی قوانین ہیں کہ جن کو عرف عام میں ہم، جمع (+) تفریق (-) ضرب (×) اور تقسیم (÷) وغیرہ کے نام سے جانتے ہیں۔تعریفات، میراث کے حصوں کی تقسیم میں بار بار استعمال ہوتی ہیں، علم میراث پڑھنے والے کے لئے ان کی پہچان اور درست استعمال کا طریقہ بہت ضروری ہے۔

﴿خلاصہ﴾ یہ ہوا کہ علم میراث کی بنیاد تین چیزوں پر ہے۔

﴿۱﴾ وارث وغیر وارث کی پہچان، یعنی کسی بھی میت کے رشتے داروں میں کون سا رشتہ دار وارث بنے گا اور کون سا نہیں بنے گا۔

﴿۲﴾ ہر وارث کے حصے کی پہچان۔یعنی جو رشتہ دار وارث بنتے ہیں تو ان وارثوں کو کون کون سا حصہ ملے گا۔

﴿۳﴾ ریاضی اور حساب کے قوانین جاننا۔جن کی مدد سے میراث کے حصوں تک احسن طریقے سے رسائی حاصل ہو۔

﴿علم میراث کی تیسری تعریف﴾

هو علم يبحث فيه عن كيفية قسمة المواريث بين مستحقيها .

علم میراث ایک ایسا علم ہے کہ جس میں مستحق ورثاء کے درمیان تقسیمِ میراث کے طریقے سے بحث کی جاتی ہے۔

﴿علم میراث کی چوتھی تعریف﴾

علم بقواعد جزئيات تعرف بها كيفية صرف التركة الى الوارث بعدمعرفته/علم بقواعد يعرف بها كيفية صرف التركة الى الوارث.

یہ چند جزئیات کے قواعد کا علم ہے جن کے ذریعے، حصہ جاننے کے بعد اس کو اس کے وارث کی طرف خرچ (ادا) کرنے کا طریقہ پہچانا جاتا ہے۔ یا۔ چند ایسے قواعد کا علم ہے کہ اس کے ذریعے ترکہ کو وارث کی طرف پھیرنے، لوٹانے کا طریقہ پہچانا جاتا ہے۔

﴿علم میراث کا موضوع﴾

التركة والوارث وطرق تقسيم التركة.او . كيفية قسمة التركة

بین المستحقین.

اس علم میں ترکہ، وارث اور ترکہ کی تقسیم کے طریقے (احوال) سے بحث کی جاتی ہے۔ یا۔ ترکہ کو مستحق ورثاء کے درمیان تقسیم کرنے کا طریقہ ہے۔

﴿غرض وغایت﴾ (مقصد):

ایصال الحقوق الی اربابھا او الاقتدار علی تعیین السھام لذویھا علی وجہ صحیح .

(ترکہ کے مستحقین اور ان کے شرعی حقوق وحصوں کی مقدار کا معلوم کرنے کے بعد) حقوق کو ان کے حقداروں تک پہنچانا، یا صحیح طریقے سے حقداروں کو مقرر حصوں کے لینے پر قدرت دینا۔

﴿فضیلت﴾

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ، یاابا ھریرۃ: تعلموا الفرائض وعلموھافانہ نصف العلم ھو ینسأ وھو اول شئی ینزع من امتی.

(ابن ماجہ ص ۱۹۵، ابواب الفرائض، باب الحث علی تعلیم الفرائض، قدیمی کراچی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوہریرہ: علم میراث سیکھو اور (لوگوں کو) سکھاؤ کیونکہ یہ نصف (آدھا) علم ہے، اور یہ بھلایا جائے گا، اور یہ وہ چیز (علم) ہے جو میری امت سے سب سے پہلے نکالا جائے گا۔

تعلموا الفرائض واللحن والسنن کماتتعلمون القرآن.

(سنن دارمی، ص ۳۴۱، ج ۲، بحوالہ التقریر الحاوی)

علم میراث، لہجے اور سنن (سنتیں) ایسا سیکھو جس طرح تم لوگ قرآن سیکھتے ہو۔

﴿میراث کے ارکان﴾ اس سے مراد یہ ہے کہ میراث کے وہ بنیادی اجزاء، جن کے بغیر علم میراث کا وجود نہیں ہوسکتا، وہ کیا ہیں؟ تو میراث کی تحقیق کے لئے تین ارکان ہیں۔

(۱) وارث (۲) مورِث (۳) موروث۔

(۱) وارث:

وہ شخص کہ جس کا حصہ شریعت نے مقرر کردیا ہے (خواہ ذوی الفروض کی حیثیت سے ہو یا عصبہ کی حیثیت سے)

(۲) مورِث (میت):

علم میراث کا وجود اور اس علم کو استعمال اس وقت ہوتا ہے جب کوئی آدمی مرجائے، لہذا مورِث کی زندگی میں اس کی میراث جاری نہیں ہوسکتی، وراثت صرف انتقال کرجانے کی صورت میں ممکن ہے، زندگی میں اولاد وغیرہ پر اپنا مال تقسیم کرنا میراث نہیں بلکہ ھبہ، عطیہ یا تحفہ کہلاتا ہے لہذا اس صورت میں مذکر ومؤنث (بیٹا بیٹی) کو برابر حصہ دینا ہوگا ورنہ دل شکنی ہوگی لہذا مساوات پر عمل کرنا چاہئے۔

(۳) موروث (ترکہ):

علم میراث کے قواعد واصول جاری کرنے کے لئے ترکہ (میراث) کا موجود ہونا لازم ہے، اگر کسی میت کی ملکیت میں کچھ بھی نہ ہو تو میراث جاری نہیں ہوسکتی، اور اگر ترکہ چھوڑا مگر اپنے اوپر قرضہ بھی چھوڑا تو اگر سارا ترکہ قرض میں ختم ہوجاتا ہے تو بھی میراث جاری نہیں ہوسکتی کیونکہ ترکہ باقی نہ رہا۔

﴿اسبابِ وراثت﴾

جس طرح میراث کے ارکان تین ہیں، اسی طرح اسبابِ وراثت بھی تین ہیں۔

(۱)زوجیت(۲)قرابت(۳)ولاء۔

(۱)زوجیت:میاں بیوی کا رشتہ۔

(۲)قرابت:اس سے مراد ذوی الفروض نسبیہ،عصبہ نسبیہ اور ذوی الارحام ہیں۔

(۳)ولاء:اس سے مراد عصبہ سببیہ ہے،آقا وغلام والی تحقیق۔

﴿شروطِ میراث﴾ شروط میراث بھی تین ہیں۔

(۱)موت المورِث۔(۲)حیات الوارث۔(۳)انتفاء المانع۔

ان شرائط سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی شخص کی میراث کی تقسیم کرنے کے لئے تین شرائط ہیں۔

(۱)موت المورث:

تب کسی شخص کی میراث تقسیم کی جائے گی جب اس پر موت طاری ہوکر دار فانی سے دار باقی کی طرف کوچ ورحلت کر جائے،خواہ یہ موت حقیقی ہو، جیسے لوگوں نے اس کا جنازہ پڑھا کر دفن کر دیا،یا حکمی موت،جیسے مفقود (گمشدہ) شخص،کہ اس کی موت تو یقینی اور لوگوں کے سامنے نہیں ہوئی مگر شرعاً ایک مدت گزرنے کے بعد اس پر موت کا حکم لگایا جائے گا۔

(۲)حیات الوارث:

کسی بھی میت کا ترکہ اس وقت میراث کے اصولوں کے تحت تقسیم کیا جائے گا جب اس کے ورثاء موجود وحیات ہوں،خواہ حقیقی طور پر موجود ہوں جیسے گھر میں یا کہیں بھی رہتے ہوں،یا حکمی طور پر موجود ہوں جیسے اس کی موت کے بعد اس کی بیوی حاملہ ہو تو حمل میں بچہ اگر چہ نظر نہیں آتا مگر حکمی طور پر موجود وزندہ ہے،تو ورثاء کی موجودگی،میراث کی تقسیم کے لئے شرط ہے۔

(۳)انتفاء المانع:

اس سے مراد کسی بھی میت کا زندہ وموجود وارث،تب اس میت کا وارث بنے گا

جب اس وارث میں موانع الارث کے اسباب میں سے کوئی سبب موجود نہ ہو۔اب اگر اس میت کا ایک ہی بیٹا موجود ہو کہ جو اس کا وارث بنتا ہے مگر وہی بیٹا،اپنے مرحوم باپ کا قاتل ہے تو اس صورت میں بھی میراث تقسیم نہیں ہوگی کیونکہ شرط پائی نہیں گئی۔(موانع الارث کی تفصیل اپنے مقام "**فصل فی موانع الارث** "میں آئے گی۔

﴿علم میراث کے مأخذ﴾ علم میراث کے مأخذ بھی تین ہیں۔

(۱)کتاب اللہ یعنی قرآن مجید(۲)سنت رسول اللہ ﷺ(۳)اجماعِ امت۔اس علم میں قیاس کو کوئی دخل نہیں۔درج بالا تحقیق کو علامہ شامی نے اس انداز سے تحریر فرمایا:

ودخل فيها (اى فى الاصول،سواتى)معرفة كون الوارث ذا فرض اوعصبة اوذارحم ،ومعرفة اسباب الميراث والضرب والتصحيح والعول والرد وغيرذلك فافهم والمراد بالفرائض السهام المقدرة كمامر فيدخل فيه العصبات وذوالرحم لان سهامهم مقدرة وان كانت بتقدير غيرصريح.وموضوعه: التركات.وغايته: ايصال الحقوق لاربابها .واركانه :ثلاثة ، وارث ومورِث وموروث.وشرطه: ثلاثة: موت مورِث حقيقة اوحكما كمفقود اوتقديرا كجنين ووجود وارثه عند موته حيا حقيقة اوتقديرا كالحمل والعلم بجهة ارثه . واصوله :ثلاثة: الكتاب والسنة ....واجماع الامة......ولامدخل للقياس هنا.

(شامی،ص۷۵۸،۷۵۷،ج۶،کتاب الفرائض،ایچ ایم سعید کراچی)

﴿واضعه﴾:

المجتھدون، اس علم کے قواعد کو وضع کرنے والے مجتہدین علیہم الرحمۃ

حضرات ہیں۔

﴿علم الفرائض کی وجہ تسمیہ﴾:

فرائض، فریضۃ کی جمع ہے جو فرض سے ماخوذ ہے جس کے معنی تقدیر وتعیین کے ہیں، چونکہ اس علم میں وارثوں کے جو حصے بیان کئے جاتے ہیں ان کی تقدیر وتعیین خود شریعت نے کی ہے اس لئے اس کو علم الفرائض کہتے ہیں۔

متن کے خطبہ میں مصنف بابا جی علیہ الرحمہ نے علم میراث کی فضیلت پر ایک حدیث بیان فرمائی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''علم الفرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کہ یہ نصف العلم ہے''، اس حدیث میں علم میراث کو علم الفرائض قرار دیا گیا اور علم فرائض (میراث) کو نصف العلم (آدھا علم) بھی قرار دیا، اب اس حدیث میں میراث کو علم لفرائض کیوں کہا گیا اس لفظ ''فرائض'' کے بارے میں علماء کرام کی جو تحقیقات ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔

﴿لفظ فرائض کی تحقیق﴾، فریضۃ بروزن فعیلۃ کی جمع ہے اور یہ فرض سے مشتق ہے، اور فرض کے لغوی حیثیت سے کئی معانی ہیں۔

(۱) فرض بمعنی تقدیر یعنی مقرر کرنا:

جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: **فنصف مافرضتم.** (البقرہ:237) اس مہر کا آدھا جس کو تم لوگوں نے مقرر کیا تھا۔ تو علم میراث کو فرائض اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ورثاء کے حصے مقرر ہیں۔

(۲) فرض بمعنی قطع یعنی محدود حصہ:

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: **نصیبا مفروضا** (النساء:118) محدود اور الگ کردہ حصہ۔ تو علم میراث کو فرائض اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں ہر وارث کا حصہ دوسرے وارث کے حصے سے الگ الگ ہوتا ہے۔

(۳) فرض بمعنی جو کسی کو بغیر عوض اور بدلے کے دیا جائے:

تو علم میراث کو فرائض اس لئے کہتے ہیں کہ میت کے مال میں ہر وارث کو اس کا حصہ بغیر کسی عوض اور بدلے کے دیا جاتا ہے۔

(۴) فرض بمعنی انزال یعنی نازل کرنا:

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: **ان الذی فرض علیک القرآن** (القصص:85) **ای انزل**۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا۔ تو علم میراث کو فرائض اس لئے کہتے ہیں کہ ورثاء کے حصوں کو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

(۵) فرض بمعنی بیان کرنا، کھول دینا، واضح کرنا:

فرمان الٰہی ہے: **قدفرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم.** (التحریم:2) **ای بینھا.** تحقیق اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر بیان فرمادیا کہ آپ ﷺ اپنے قسموں کو کھول دیں۔ تو علم میراث کو فرائض اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کے حصے بیان فرمادیئے۔

(۶) فرض بمعنی حلال کرنا:

فرمان الٰہی ہے: **ماکان علی النبی من حرج فیما فرض اللہ لہ** (الاحزاب:38) **ای احل اللہ لہ.** رسول اللہ ﷺ پر کوئی حرج (وگناہ) نہیں ان چیزوں میں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے حلال فرمائی ہیں، تو علم میراث کو فرائض اس لئے کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ حصے ورثاء کے لئے حلال فرمائے ہیں۔

﴿علم الفرائض کو نصف العلم کہنے کی وجہ﴾ اس حدیث کے الفاظ '**نصف العلم**' پر علماء ومشائخ کی مختلف تحقیقات وتاویلات ہیں کہ آپ ﷺ جو کہ من جانب اللہ تعالیٰ مخبرِ صادق ہیں، نے تمام علوم کے مقابلے میں صرف علم میراث کو نصف العلم کیوں قرار دیا؟ تو چونکہ یہ حقیقت اذہان اور عقول پر پوشیدہ ہے لہذا اس پر علماء کی جو آراء ہیں وہ پیش خدمت ہیں۔

(۱) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ ہم اس حدیث کے الفاظ نبویﷺ کی حقیقت اور معنٰی کو نہیں سمجھتے کہ ان کا حقیقی معنٰی کیا ہے اور نہ ہم ان الفاظ کے معانی کے سمجھنے کے مکلّف ہیں یعنی قیامت کے دن اس کے بارے میں ہم سے سوال نہیں کیا جائے گا، بلکہ ہم پر اتنا واجب ہے کہ ہم اس فرمان رسولﷺ کے حق اور صحیح ہونے کا عقیدہ اور اعتقاد رکھیں، خواہ ہم اس کا معنٰی سمجھیں یا نہ سمجھیں، کیونکہ اس کی تاویل میں ہم سے غلطی اور خطاء ہونے کا احتمال ہے۔

(۲) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ علم میراث کو نصف العلم اس لئے قرار دیا گیا کہ یہ عمومی طور پر پیش آتا ہے اور عمومی طور پر اس کی طرف حاجت بھی پیش آتی ہے کیونکہ اس دنیا میں ہر لمحے کوئی نہ کوئی فوت ہوتا رہتا ہے جس کی وفات کے بعد اس کی میراث کی تقسیم کی ضرورت پیش آتی رہتی ہے۔

(۳) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ علم میراث کو نصف العلم اس لئے قرار دیا گیا کہ انسان دو حالتوں میں محصور (گھیرا) رہتا ہے، یا تو وہ زندہ ہوگا یا مر گیا ہوگا، تو علم میراث کے علاوہ جتنے علوم ہیں ان کی طرف انسان کو زندگی میں ضرورت اور حاجت پیش آتی ہے اور علم میراث کی طرف اس کے مرنے کے بعد حاجت پیش آتی ہے۔

(۴) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس علم کی شاخوں (مسائل) کی کثرت اور بہتات کی طرف اور اس کے لئے جن حسابات کی ضرورت پیش آتی ہے اس کی طرف نسبت کرتے (دیکھتے) ہوئے اس علم میراث کو نصف العلم قرار دیا گیا۔

(۵) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ علم میراث کے علاوہ دیگر علوم وفنون کے حصول میں جتنی مشقت اٹھانی پڑتی ہے اتنی مشقت صرف علم میراث کے حصول میں اٹھانی پڑتی ہے، اس لئے اس علم کو نصف العلم قرار دیا گیا۔

(۶) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ علم میراث کے حصول میں جتنا ثواب وفضیلت ہے اس کو دیکھتے ہوئے علم میراث کو نصف العلم قرار دیا، کیونکہ کوئی بھی مسلمان جب علم الفرائض (میراث) کا ایک مسئلہ سیکھے گا تو اس کو سو (۱۰۰) نیکیاں ملتی ہیں جبکہ علم فقہ کے ایک مسئلہ سیکھنے میں اس کو دس نیکیاں ملتی ہیں۔ فرض کریں کہ کسی نے علم میراث کے دس مسائل سیکھے اور علم فقہ کے سو (۱۰۰) مسائل سیکھے تو دونوں کا ثواب برابر برابر ہے یعنی ہر ایک کو ایک ایک ہزار نیکیاں ملیں گی بفرمان خداوندی "**من جاء بالحسنة فله عشر امثالها**" لہٰذا اس صورت میں علم فرائض (میراث) ثواب کے لحاظ سے تمام دیگر علوم کے برابر ہے۔

(۷) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ علم میراث کو نصف العلم باعتبار تقدیر واندازہ کہا گیا ہے یعنی اگر کوئی علم الفرائض کو مکمل شرح وبسط کے طور پر پھیلائے تو اس کے فروعی مسائل پر مشتمل کتابوں کا حجم تمام علوم کی کتابوں کے حجم کے برابر ہو جائے گا۔

(۸) بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس حدیث میں میراث کو نصف العلم قرار دینا اس معنی میں ہے کہ علوم کی دو قسمیں ہیں اور دونوں قسموں میں سے ایک علم 'علم المیراث' ہے اگر چہ دونوں برابر نہیں، یہ قول علامہ ابن صلاح کا ہے اور یہی حسن قول ہے۔

(واللہ اعلم بالصواب)

﴿قال علماؤنا رحمهم الله تعالىٰ تتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة. الاول يبدأ بتكفينه وتجهيزه من غير تبذير ولا تقتير ثم تقضىٰ ديونه من جميع مابقي من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث مابقي بعد الدين ثم يقسم الباقي بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الامة.﴾

﴿ترجمہ﴾ ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کسی بھی میت

کے ترکہ میں چار حقوق ترتیب وار متعلق ہوتے ہیں۔﴿۱﴾سب سے پہلے میت کے (تجہیز وتکفین) کفن دفن سے ابتداء کی جائے گی جس میں اسراف اور بخل نہیں کیا جائے گا﴿۲﴾ پھر باقی مال سے اس میت کے تمام قرضے ادا کئے جائیں گے ﴿۳﴾ پھر (قرضے کی ادائیگی کے بعد) باقی مال کے ثلث (تہائی) سے اس میت کی وصیتیں پوری کی جائے گی ﴿۴﴾ پھر باقی ماندہ مال اس کے ورثاء میں قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے طریقے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

﴿شرح﴾ درج بالا متن ﴿تتعلق بتركة الميت﴾ میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے لفظ ''ترکۃ اور لفظ میت'' ذکر فرمایا، سب سے پہلے ان کی وضاحت کی جاتی ہے۔

لفظ ''ترکۃ'' کے دو لغات ہیں۔

(۱)تَرِکة: ''تاء'' پر فتحہ اور ''راء'' کسرہ۔(۲)تِرکة: ''تاء'' پر کسرہ اور ''راء'' ساکن۔ ترکہ کا معنی ہے، چھوڑی ہوئی چیز، ترکہ بمعنی متروکہ۔

لفظ میت کے دو لغات ہیں۔

(۱)مَیْــــت: ''یاء'' کے سکون کے ساتھ، بمعنی مردہ۔(جس کی روح نکل گئی ہو) اس کی جمع اموات آتی ہے، کما فی قوله تعالیٰ: افمن كان ميتا فاحييناه . (الانعام:۱۲۲) آیا وہ شخص، جو مردہ (کافر) تھا پس ہم نے اس کو زندہ (مومن) کیا۔

(۲)میِّت: ''یاء'' پر تشدید اور کسرہ کے ساتھ، مراد وہ شخص جو مرنے والا ہو لیکن فی الحال زندہ ہو (اس میں روح ہو) کمافی قوله تعالیٰ: انک میّت و انهم ميتون. (الزمر:۳۰) بیشک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔(کنز الایمان)

درج بالا لفظی تحقیق کے بعد مردے کے لئے لفظ مَیْت استعمال کرنا چاہیئے۔

﴿حقوق متقدمہ علی الارث﴾ درج بالا متن وعبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی میت (فوت شدہ شخص خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا خنثیٰ مشکل) کے ترکہ یعنی چھوڑے ہوئے مال میں جو حقوق متعلق ہوتے ہیں ان کی وضاحت فرمائی۔ فرمایا کہ جو شخص فوت ہو جاتا ہے اور کچھ مال وترکہ (خواہ وہ لاکھوں کروڑوں میں ہو یا سینکڑوں دہائیوں میں ہو) چھوڑ جاتا ہے تو ہمارے آئمہ وعلماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس میت کے مال کو شرعاً تقسیم کرنے کے اصول ہیں (اس کے ورثاء بھوکے گیدڑوں یا گِدھوں کی طرح اپنی منشاء کے مطابق اس کے مال کو ہڑپ کرنے کی کوشش نہیں کریں گے بلکہ) ان اصول وقواعد کی روشنی میں اس میت کے مال کو شرعاً خرچ وصرف کیا جائے گا، اور یہ ''حقوق متقدمہ علی الارث'' کہلائے جاتے ہیں، جو چار ہیں۔

﴿1﴾﴿تجہیز وتکفین﴾ :یعنی کسی شخص کے مرنے، روح نکلنے کے بعد سے قبر تک پہنچانے تک کے تمام وہ اخراجات میت ہی کے ترکے سے پورے کئے جائیں گے جس کا تعلق میت کے تجہیز وتکفین سے ہو، بشرطیکہ کوئی وارث یا رشتہ دار اپنے ذاتی مال سے پورے نہ کرے، یا اس علاقے کے فلاح وبہبود کمیٹی یا کسی اور ذریعے سے اس کے پورے کرنے کا کوئی اہتمام نہ ہو۔ کیونکہ اگر کسی اپنے یا پرائے شخص نے یا کسی سرکاری یا غیر سرکاری تنظیم نے یا کسی فلاحی یا غیر فلاحی کمیٹی نے کسی میت کے تجہیز وتکفین کا تمام خرچہ اپنی طرف سے ادا کیا یا برداشت کیا تو پھر میت کے مال میں سے یہ مال منہا (منفی) نہیں کیا جائے گا بلکہ اس کو دیگر مال کے ساتھ دوسرے حق کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ جیسے کہ ہمارے دیہاتی (شمالی علاقہ جات وغیرہ) میں یہ عرف ہے کہ کسی کا اگر کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہو جاتا ہے تو دیگر قریب یا بعید کے رشتہ دار اس کی قبر کھدائی، تجہیز وتکفین کا سارا معاملہ اپنی برادری کے رسم و رواج کے تحت خود ہی حل کرتے ہیں جس میں میت کے مال میں سے کچھ بھی خرچ نہیں کیا

جاتا کہ وہاں کے عرف میں قبر کے لئے زمین نہیں خریدنی پڑتی بلکہ اپنی قوم قبیلے کے قبرستان میں تدفین کا سلسلہ رہتا ہے، اور غسل وکفن بھی رشتہ دار ہی دیتے ہیں۔ ہاں اگر کسی علاقے میں برادری کا کوئی رسم ورواج نہ ہو بلکہ میت ہی کے ترکہ سے سب کچھ کرنا پڑتا ہو تو یہ تمام امورمیت کے ترکہ ہی سے ادا کئے جائیں گے جس میں یہ خیال رکھنا واجب اور ضروری ہے کہ ان امور میں کسی طرح بھی اسراف وبخل و کنجوسی نہ کی جائے۔

﴿کفن کے کپڑوں کی تعداد میں اسراف وبخل﴾:

اسراف یہ ہے کہ اگر میت مرد ہے تو تین سے زائد کپڑے نہ ہوں اور بخل و کنجوسی یہ ہے کہ تین سے کم کپڑے نہ ہوں، اور اگر میت خاتون ہے تو پانچ کپڑوں سے کم یا زیادہ نہ ہوں۔

﴿کفن کی قیمت میں اسراف وبخل﴾

اسراف یہ ہے کہ جس قیمت کے کپڑے میت اپنی زندگی میں پہنتے تھے اسی قیمت کا کفن دیا جائے، ہاں اگر اس کے عام گھریلو حوالے سے اور دوستوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کے حوالے سے اور عیدین یا کسی بڑے پروگراموں کے حوالے سے کپڑے الگ الگ ہوتے تھے تو پھر ان تین قسموں میں سے درمیانی قسم کے کپڑوں کی قیمت کا کفن دیا جائے گا، ورنہ بصورت دیگر شرعاً اسراف اور بخل و کنجوسی قرار دیا جائے گا۔

﴿فاتحہ وصدقات وسوئم وچہلم کا خرچہ میت کے تجہیز وتکفین میں داخل وشامل نہیں﴾

اگر کسی میت کا وارث بیٹا وغیرہ اپنی مرضی سے میت کے لئے فاتحہ، سوئم چہلم وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے تو آیا یہ بھی میت کے کل مال سے منفی کیا جائے گا یا یہ اسی معین شخص کے ذمہ واجب ہے؟ اس بارے میں اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی سے سوال کیا گیا اور آپ نے اس کا جواب یوں عطا فرمایا:

بقدر سنت غسل وکفن ودفن میں جس قدر صرف ہوتا ہے بقیہ ورثاء صرف اسی قدر

کے حصہ رسد کے ذمہ دار ہو سکتے ہیں، فاتحہ وصدقات وسوم وچہلم میں جو صرف ہوا یا قبر کو پختہ کیا یا اور مصارف قدر سنت سے زائد کئے وہ سب ذمہ پسر پڑیں گے باقی وارثوں کو اس سے سروکار نہیں، طحطاوی کے حاشیہ میں ہے:

(تتمہ) میت کی تجہیز میں دعا وفاتحہ (سوم، چہلم وغیرہ) لوگوں کو جمع کرنا اور دعوتِ طعام وغیرہ داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ چیزیں لازمی امور سے نہیں ہیں۔ چنانچہ ایسا کرنے والا اگر وارثوں میں سے ہے تو اس کے حصے میں سے شمار ہوگا اور وہ متبرع ٹھہرے گا، یونہی اگر اجنبی نے ایسا کیا تو وہ بھی متبرع قرار پائے گا۔ الخ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)۔

(فتاویٰ رضویہ، ص۲۸۸، ج۲۶، کتاب الفرائض، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

امام فاضل بریلوی کے درج بالا فتویٰ سے معلوم ہوا کہ آج کل جو میت کی وفات کے دن یا سوئم، تیجہ، چہلم یا سالانہ فاتحہ میں جو پلاؤ، قورمے، چکن، بیف اور مٹن بریانی اور زردے کی جو میٹھی کڑوی دیگیں آتی ہیں اور مدارس کی کھاتی پیتی قوم علماء وطلباء، مال موذی حلال بر غازی سمجھ کر کھا جاتے ہیں، وہ تمام کی تمام لانے والے کی جیب سے محسوب ہوں گے، اس کی قیمت میت کے مال متروکہ (ترکہ) سے ادا نہیں کی جائے گی۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام فاضل بریلوی کے ہاں، میت کی تجہیز میں دعا وفاتحہ (سوم، چہلم وغیرہ) لوگوں کو جمع کرنا اور دعوتِ طعام وغیرہ داخل نہیں ہیں کیونکہ یہ چیزیں لازمی امور سے نہیں ہیں۔

اب جو علماء اہلسنت (بریلوی) ان چیزوں کو واجب یا ضروری سمجھتے ہیں تو وہ اپنی فکر کی اصلاح کریں، اور جو علماء دیوبند وغیرہ ان چیزوں کے وجوب یا ضروری ہونے کی نسبت امام بریلوی یا بریلوی مکتبہ فکر کی طرف کرتے ہیں تو وہ بھی اپنی اس فاسد خیال وشر انگیز طرز عمل کی اصلاح کر کے اپنی دنیا وآخرت کو گناہ وغیبت سے بچانے کی کوشش کریں۔

(وماعلینا الا البلاغ)

﴿2﴾ ﴿قرضہ کی ادائیگی﴾ تجہیز وتکفین اگر میت ہی کے مال سے اداء ہوئی تو اس کے
بعد جو مال باقی بچا اس میں، اور اگر کسی اور نے پہلا حق ادا کر دیا تھا تو پھر تمام مال میں دوسرا
حق یہ ہے کہ اگر اس میت پر کسی انسان کا حق ہے تو اس کو ادا کیا جائے گا۔ اگر کسی ایک کا حق
ہے یا کئی افراد کا حق ہے تو اگر تجہیز وتکفین کے بعد باقی ماندہ مال سے یہ سارا قرضہ ادا ہوتا ہے
تو بہت اچھا، فبھا ونعمت۔ اور اگر پورا نہیں ہوتا تو قرض خواہ اس مال متروکہ میں سے اپنے
اپنے قرضہ کی نسبت سے حصہ لے کر اپنا باقی حق معاف کر کے اس کے بدلے میں جنت کی
نعمتوں کی شکل میں اپنا حق لے لیں۔ رہی بات حقوق اللہ کی مثلاً میت نے اپنی زندگی میں
زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی، یا اس پر مختلف کفارے یا فدیے لازم ہو گئے تھے جو ابھی تک ادا نہیں
کئے تھے، تو وہ تمام کے تمام ہمارے احناف کے ہاں اس کے فوت (انتقال) ہونے کی وجہ
سے ساقط ہو گئے کیونکہ یہ تمام عبادات میں شامل ہیں اور عبادت کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ
اس کو خود ادا کرے گا اور جب شرط فوت ہو جاتا ہے تو مشروط بھی فوت ہو جاتا ہے (یعنی
جب وہ بندہ ہی مر گیا تو اس کی ذمہ داری بھی ختم ہو گئی) ہاں اگر اس میت کے ورثاء اپنی مرضی
اور خوشی سے یہ حقوق نفلی طور پر ادا کرنا چاہیں تو ان شاء اللہ میت کی ذمہ داری پوری ہو جائے
گی اور گرفت سے بچ جائے گا، اور ان ورثاء کو بھی ثواب مل جائے گا۔ اور اگر میت نے ان
زکوٰۃ، فدیہ اور کفارہ کی ادائیگی کی وصیت کی تو پھر یہ تمام کے تمام میت کے مال کے تہائی
سے ادا کئے جائیں گے۔

﴿3﴾ ﴿باقی مال کے تہائی سے وصیت کا نفاذ﴾ اگر کسی میت پر کسی کا قرضہ تھا تو
اس کی ادائیگی کے بعد باقی مال کے ثلث سے، اور اگر قرضہ نہیں تھا تو تجہیز وتکفین کے بعد کل
(تمام) مال کے ثلث (تہائی) یعنی مال کے تیسرے حصے میں سے اس میت کی وہ وصیت

پوری کی جائے گی جو از روئے شریعت جائز اور نافذ العمل سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً کہا کہ میرے
مرنے کے بعد مسجد بنوانا، کنواں بنوانا یا مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں اس قدر روپیہ دینا یا فلاں
شخص کو اتنا روپیہ دینا یا فقراء ومساکین کو طعام یا راشن دینا یا کپڑے تقسیم کرنا وغیرہ وغیرہ، یا
فرائض وواجبات خداوندی مثلاً نماز، زکوٰۃ جو اس کی غفلت کی وجہ سے قضاء ہو گئے تھے ان
کے ادا کرنے کے لئے ورثاء وغیرہ سے کہا تو یہ سب چیزیں وصیت میں شمار ہوں گی اور تجہیز و
تکفین اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد باقی مال کے ثلث (تہائی) حصے سے پوری کی جائیں گی۔

جن شرعی امور کے بارے میں میت نے وصیت کی تھی تو مال کے تہائی سے ان
امور کو پورا کیا جائے گا اگر وصیتیں پوری ہو کر کچھ مال اس ثلث میں سے باقی بچ جاتا ہے تو وہ
بھی ترکہ کے ساتھ مل کر ان وارثوں کا حق ہے۔ اور اگر اتنی بڑی وصیت یا کئی وصیتیں کی کہ وہ
تمام تہائی مال میں پوری نہیں ہو سکتی تو جس قدر ایک ثلث مال میں پوری ہو سکیں پوری کی
جائیں باقی کا جاری ونافذ کرنا اور ثلث مال سے زیادہ اس میں خرچ کرنا وارثوں کے ذمہ
لازم وواجب نہیں ہے کیونکہ باقی دو حصے ان کا حق ہے البتہ اگر وہ اپنی اجازت اور خوشی سے
اپنے حصے میں سے خرچ کر کے میت کی وصیتوں کو پوری طرح جاری کرنا چاہیں تو کر سکتے
ہیں ان کو شرعاً اختیار ہے لیکن یہ تب ہی ہو سکتا ہے کہ جب سب وارث، بالغ وعاقل اور
موجود ہوں کیونکہ نابالغ ومجنون کی رضامندی معتبر نہیں ہے اور غیر موجود کا حال معلوم نہیں کہ
اجازت دے گا یا نہیں؟ اور یہ بھی یاد رکھیں کہ مورث کی وفات سے پہلے رضا کا اعتبار نہیں۔
یعنی مورث کی وفات کے بعد اگر وہ تمام ورثاء دل کی خوشی سے ثلث سے زیادہ کی وصیت
کے نفاذ پر راضی ہوتے ہیں تو صحیح ہے ورنہ جائز نہیں اگر چہ مورث کی زندگی میں ان ورثاء
نے ثلث سے زیادہ کی وصیت پر رضامندی کا اظہار کیا تھا۔

اگر کسی میت کی تہائی مال میں وصیت کرنے میں ثواب کی نیت نہ ہو اور نہ کوئی

ضرورت ہو بلکہ صرف مقصد یہ ہو کہ اس سے وارثوں کا حصہ کم ہو جائے گا یا زندگی میں
مورث نے مرض الموت سے پہلے سب مال کا فیصلہ کر کے بلا قصور سب وارثوں کو محروم کر دیا
تو یہ تصرف نافذ ہو جائے گا لیکن گناہ گار رہو گا۔ اگر کسی غیر شرعی مصرف کے لئے وصیت کی تو
وہ نافذ نہ ہوگی۔ اگر کسی شخص نے مرض الموت میں کوئی چیز کسی کو ہبہ کر دی تو اگر چہ یہ وصیت
کے حکم میں ہے مگر چونکہ جب تک مریض میں سانس باقی ہے تو اس وقت تک اس مرض
کا مرض الموت ہونا یقینی و قطعی نہیں ممکن ہے کہ مریض تندرست ہو جائے لہذا بالفعل یہ چیز
موہوب لہ کو دلوادی جائے گی لیکن اگر اسی مرض میں مر گیا تو اس سے وہ چیز واپس لی جائے
گی کیونکہ اس کا حکم وصیت جیسا ہے، اسی طرح اسی مرض میں اگر وارث کے لئے اقرار کیا تو
فی الحال دیا جائے گا البتہ اسی مرض میں فوت ہو گیا تو واپس لے لیا جائے گا۔

اگر میت نے مختلف وصیتیں کی ہوں اور وہ سب ثلث (تہائی) مال سے پوری نہ
ہو سکیں تو جو زیادہ ضروری ہو وہ مقدم ہوگی۔ یعنی فرائض کی وصیت واجبات پر، اور واجبات
کی وصیت نوافل پر مقدم ہوگی، لہذا فدیۂ نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ کی وصیت قربانی کی وصیت
سے مقدم ہے کیونکہ قربانی واجب ہے فرض نہیں۔ اور اگر ضروری وغیر ضروری ہونے میں
مساوی ہوں جیسے نماز وروزہ وزکوٰۃ وحج یا بناء مسجد و بناء مدرسہ تو جس کا ذکر وصیت میں پہلے
کیا ہو وہ مقدم ہوگی یہ قاعدہ حقوق اللہ میں ہے۔ اور اگر حقوق العباد غیر ضروریہ جمع ہو گئے
مثلاً زید وعمرو دونوں کے لئے وصیت کی تو ثلث مال دونوں پر تقسیم کیا جائے گا، اور موصٰی لہم
مذکر و مؤنث کو برابر حصہ ملے گا، البتہ اگر بعض کے لئے زیادہ اور بعض کے لئے کم کی وصیت
کی تو ان میں ان ترکوں کا ثلث حصہ قرض خواہوں کی طرح بقدر سہام تقسیم ہوگا۔

اور اگر حقوق العباد غیر ضروریہ اور حقوق اللہ آپس میں جمع ہوں تو جملہ حقوق کے
عدد پر ثلث مال کو تقسیم کر کے حقوق العباد کے حصے ان کو دیئے جائیں اور باقی حقوق اللہ کے

حصوں سے اگر سب حقوق اداء نہ ہو سکیں تو جو زیادہ ضروری ہو یا مورث نے جس کو بوقت
وصیت پہلے ذکر کیا ہو وہ مقدم ہوگا اور حقوق اللہ کے سب حصے اسی ایک پر لگائیے جائیں
گے۔ مثلاً کسی میت نے (۱) زید، (۲) ہندہ، (۳) بناء مسجد، (۴) بناء مدرسہ، (۵) فقیر غیر
معین، کے لئے وصیت کی تو یہ پانچ قسم کے مصارف ہوئے، تو اب اس صورت میں ثلث
مال کو پانچ حصوں میں تقسیم کر کے ایک ایک حصہ زید و ہندہ کو دیا جائے گا اور باقی حقوق اللہ
کے تین حصوں سے اگر سب حقوق ادا نہ ہو سکیں تو وصیت میں جس کو پہلے ذکر کیا ہو وہ مقدم
ہوگا۔ مسلمان کی وصیت کافر کے لئے اور کافر کی وصیت مسلمان کے لئے جائز ہے۔

﴿4﴾ ﴿ورثاء کے مابین میراث کی تقسیم﴾ میت کی طرف سے وصیت کی
موجودگی کی صورت میں اس کے نفاذ کے بعد باقی مال، اور وصیت کی عدم موجودگی میں قرضہ
کی ادائیگی کے بعد باقی ماندہ، تمام مال میت کے ورثاء میں شرعی نقطہ نظر اور اصولِ میراث
کے تحت قرآن وسنت اور اجماع امت کی روشنی میں تقسیم کیا جائے گا۔ یعنی جن جن ورثاء کو
قرآن وحدیث اور اجماعِ امت کی روشنی میں جو جو حصہ دیا گیا وہی مقرر حصہ ان کو دیا جائے
گا۔ جس کی تفصیل ان ورثاء کے حصوں کے ضمن میں آئے گی۔

**﴿فیبدأ باصحاب الفرائض وهم الذين لهم سهام مقدرة في
كتاب الله تعالىٰ ثم بالعصبات من جهة النسب و العصبة كل من
يأخذ ماابقته اصحاب الفرائض وعندالانفراد يحرز جميع
المال ثم بالعصبة من جهة السبب وهومولى العتاقة ثم عصبته
على الترتيب ثم الرد على ذوى الفروض النسبية بقدرحقوقهم
ثم ذوى الارحام ثم مولى الموالاة ثم المقرله بالنسب على
الغيربحيث لم يثبت نسبه باقراره من ذلك الغير اذامات**

المقر علی اقرارہ ثم الموصٰی لہ بجمیع المال ثم بیت المال﴾

﴿ترجمہ﴾ پس اصحاب الفرائض سے (میراث کی تقسیم کی) ابتداء کی جائے گی، اور یہ وہ لوگ ہیں جن کا کتاب اللہ میں مقرر حصہ ہے۔ پھر نسب کے طور پر جو عصبہ ہیں (ان کو میراث دی جائے گی) اور عصبہ ہر وہ شخص ہے جو اصحاب الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی ماندہ مال لیتا ہے اور اگر عصبہ اکیلے ہوں (اور میت کا کوئی ذوی الفروض نہ ہو) تو اس صورت میں عصبہ سارا مال لے گا۔ پھر سبب کے طور پر جو عصبہ ہے (ان کو میراث ملے گی) اور یہ (عصبہ سببی) آزاد کرنے والا مالک (آقا) ہے۔ پھر اس کے ترتیب وار عصبہ ہوں گے۔ (آزاد کرنے والے کے مرنے کے بعد اس کے عصبات کو ترتیبِ عصبہ کے موافق میراث ملے گی)۔ پھر ذوی الفروض نسبیہ کو ان کے حصے کے تناسب کے مطابق دوبارہ ترکہ (مال) دیا جائے گا۔ پھر ذوی الارحام (کو میراث ملے گی)۔ پھر مولی الموالاۃ (کو میراث ملے گی)۔ پھر اس شخص کو (میراث ملے گی) جس کے بارے میں میت (مرنے والے) نے اپنے نسب (خاندان) سے ہونے کا اس طرح اقرار کیا ہو کہ اس کا نسب اس کے اقرار کے باوجود اس غیر سے ثابت نہیں ہوتا اور (اس شخص کو میراث اس وقت ملے گی جب) وہ اقرار کرنے والا اپنے اس اقرار پر مر جائے۔ پھر موصٰی لہ یعنی جس کے لئے کل مال کی وصیت کی ہو (اس کو میت کی میراث ملے گی)۔ پھر (کسی بھی وارث کی عدم موجودگی میں) میت کا سارا مال بیت المال میں دیا جائے گا۔

﴿شرح﴾ مصنف باباجی علیہ الرحمۃ نے درج بالا عبارت میں میراث کی تقسیم کی ترتیب بیان فرمائی کہ جب حقوق متقدمہ علی الارث یعنی میت کی تجہیز و تکفین، قرضہ کی ادائیگی اور

وصیت کے نفاذ کے بعد کچھ مال بچ جاتا ہے تو وہ میت کے ورثاء کا حق ہے کہ ان کے درمیان باقی ماندہ مال کو شریعت کے اصول کے مطابق تقسیم کرنا ہے۔ لہذا جب میت کے ورثاء میں میراث کی تقسیم کا مرحلہ شروع ہو جائے تو درج بالا (متن) وذیل (شرح کی) ترتیب سے میراث کی تقسیم ہوگی۔

﴿میراث کی تقسیم کی ترتیب کی تفصیل﴾

﴿1﴾ ذوی الفروض ﴿2﴾ عصبات نسبی ﴿3﴾ عصبات سببی ﴿4﴾ عصبہ سببی کے عصبہ نسبی پھر عصبہ سببی ﴿5﴾ ذوی الفروض نسبی پر دوبارہ لوٹانا ﴿6﴾ ذوی الارحام ﴿7﴾ مولی الموالاۃ ﴿8﴾ مقر لہ بالنسب ﴿9﴾ موصٰی لہ ﴿10﴾ بیت المال۔

﴿تلک عشرۃ کاملۃ﴾

عزیز دوستو، علماء و طلباء ذی وقار: سراجی کے ماتن باباجی علیہ الرحمۃ نے اگرچہ کسی بھی میت کی میراث کی تقسیم کے لئے ورثاء کی درج بالا ترتیب بیان فرمائی ہے مگر جب ہم اپنے ملک عزیز پاکستان کے عرف و حالات کا جائزہ لیتے ہیں تو کسی بھی میت کے ترکہ لینے کے لئے صرف تین ہی قسم کے ورثاء پائے جاتے ہیں یعنی میت کے ذوی الفروض، عصبہ نسبی اور ذوی الارحام۔ جب کہ باقی ماندہ قسموں کا کوئی وجود نہیں۔ لیکن طلباء کرام کے لئے ہم ان تمام اقسام کی قدرے تفصیل اور سمجھنے کے لئے مثالیں بیان کریں گے۔

﴿1﴾ ﴿ذوی الفروض﴾

هم الذين لهم سهام مقدرة فی كتاب الله تعالیٰ .

ذوی الفروض کی تعریف خود مصنف باباجی علیہ الرحمۃ نے کتاب میں یوں ذکر فرمائی:

کسی بھی میت کے ورثاء میں ذوی الفروض ان ورثاء کو کہا جاتا ہے کہ جن کا میت کے مال متروکہ میں حصہ (اور مقدار) شریعت میں مقرر و معین ہو۔

ذوی الفروض کے اقسام وتعداد کی تفصیل ''باب معرفة الفروض ومستحقیها'' میں آئے گی۔

﴾2﴿ ﴾عصبات نسبی﴿

والعصبة کل من یأخذ ماابقته اصحاب الفرائض وعندالانفراد یحرز جمیع المال .

عصبہ نسبی کی تعریف خود مصنف باباجی علیہ الرحمۃ نے کتاب میں یوں ذکر فرمائی کہ

کسی بھی میت کے ورثاء میں عصبہ وہ ورثاء کہلائے جاتے ہیں کہ جن کا میت کے مال متروکہ میں مقرر ومعین حصہ تو نہیں ہوتا مگر جب میراث کی تقسیم ہو رہی ہوتی ہو تو یہ حضرات اس انتظار میں ہوتے ہیں کہ ذوی الفروض جب اپنا حصہ لے لیتے ہیں تو اگر کچھ مال باقی بچتا ہے تو وہ باقی ماندہ مال ان عصبات ہی کو ملے گا۔(اور اگر کچھ نہیں بچتا تو ان بے چاروں کو کچھ بھی ہاتھ نہیں آتا) اور دوسری تعریف وحیثیت عصبہ کی یہ ہے کہ اگر کسی میت کے ذوی الفروض (مقرر حصے والے) ورثاء نہ ہوں تو سارا مال ان عصبہ نسبی ہی کو ملے گا۔

عصبات کی تقسیم وتفصیل باب العصبات میں آئے گی۔

﴾3﴿ ﴾عصبات سببی﴿ العصبة من جهة السبب وهو مولى العتاقة.

اس کو مولی العتاقہ بھی کہتے ہیں۔یعنی جو شخص (خواہ مرد ہو یا عورت) کسی غلام یا لونڈی کو آزاد کرے تو وہ اس غلام کا مُعتِق (آزاد کرنے والا) اور مولی العتاقہ کہلاتا ہے، اور جس کو آزاد کیا تو وہ مُعتَق (آزاد کیا ہوا) کہلایا جاتا ہے۔اب اگر یہ آزاد شدہ غلام یا کنیز مر جائے اور اس کے ذوی الفروض اور عصبات نسبی میں سے کوئی موجود نہ ہو یا ذوی الفروض کے موجود ہونے کی صورت میں ان کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال لینے کے لئے کوئی عصبہ نسبی

نہ ہو تو پہلی صورت میں کل ترکہ اور دوسری صورت میں باقی ماندہ مال اس کے مولی العتاقہ یعنی آزاد کرنے والے آقا و مالک کو ملے گا، خواہ یہ آزاد کرنے والا مرد ہو یا عورت۔

﴾4﴿ ثم عصبته على الترتيب .

(عصبہ سببی کے عصبہ نسبی پھر عصبہ سببی) اگر مولی العتاقہ یعنی آزاد کرنے والا خود موجود نہ ہو یعنی وہ اپنے آزاد کئے ہوئے غلام کی زندگی ہی میں فوت ہوا ہو تو پھر اس آزاد کردہ غلام کے مرنے کے بعد اس کا مال متروکہ اس آزاد کرنے والے آقا کے عصبہ نسبی کو ملے گا، مگر آقا کے نسل میں کسی خاتون کو حصہ نہیں ملے گا۔الحاصل یہ کہ مولی العتاقہ یا اس کے عصبات اگر موجود ہوں گے تو یہ ذوی الارحام سے مقدم رہیں گے اور ذوی الارحام ان کے سامنے محروم ہوں گے۔

﴾5﴿ ذوی الفروض پر مال دوبارہ لوٹانا﴿

ثم الرد على ذوي الفروض النسبية بقدر حقوقهم.

اس سے مراد یہ ہے کہ اگر کسی میت کے ورثاء میں صرف ذوی الفروض ہوں جنہوں نے اپنا مقرر حصہ لے لیا مگر باقی مال لینے کے لئے کوئی عصبہ نسبی یا سببی نہ ہوں تو اس صورت میں باقی ماندہ مال دوبارہ ان ہی ذوی الفروض کو ان کے اصل مقرر حصہ کے تناسب اور نسبت سے دیا جائے گا۔مثلاً ایک شخص کا انتقال ہوا اور اس کے ورثاء میں اس کی ایک بیٹی اور ماں ہے، اب جب بیٹی اور ماں نے اپنا اپنا مقرر حصہ لے لیا اور کچھ مال بچ گیا اور اس کے لینے کے لئے کوئی عصبہ نہیں تو وہ باقی مال دوبارہ اس کی بیٹی اور ماں کو ان کے حصے کے نسبت سے دیا جائے گا۔اس کی تفصیل سراجی میں باب الرد میں آئے گی۔ان شاءاللہ تعالیٰ

﴾6﴿ ﴾ذوی الارحام﴿

ذو الرحم هو كل قريب ليس بذي سهم ولا عصبة .

یہ کسی بھی میت کے وہ وارث ہیں کہ جو نہ تو ذوی الفروض ہوتے ہیں اور نہ ہی عصبات ۔ بلکہ میت اوران کے درمیان کسی عورت کا واسطہ (رشتہ وقرابت) ہو جیسے میت کی خالہ، کہ یہ ذوی الارحام میں سے ہے کیونکہ اس کا واسطہ میت کی طرف میت کی ماں (عورت) کی طرف سے ہے کہ یہ میت کی ماں کی بہن ہے۔ یا یہ خود عورت ہو جیسے میت کی پھوپھی، کہ یہ بھی ذوی الارحام میں سے ہے، اگرچہ اس کی نسبت میت کی طرف مرد (میت کے باپ) کے واسطے سے ہے کہ یہ میت کے باپ کی بہن ہے مگر یہ خود مرد نہیں بلکہ عورت ہے۔

ان کی تفصیل باب ذوی الارحام میں آئے گی۔ ان شاءاللہ تعالیٰ

اگر کسی میت کے ورثاء میں تین قسم کے وارث یعنی ذوی الفروض، عصبہ اور ذوی الارحام ہوں تو ان میں قسم اول یعنی ذوی الفروض سب سے مقدم ہیں جب تک ان کا حصہ پورا نہ مل جائے قسم دوم وسوم یعنی عصبہ اور ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملے گا۔ ہاں اگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد کچھ مال بچتا ہے تو وہ سارا بچا ہوا مال عصبہ کو مل جائے گا اور ذوی الارحام کو کچھ نہیں ملے گا، ہاں اگر ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہوں تو پھر ذوی الارحام کو ملے گا۔

مثال کے طور پر ایک خاتون ٹینشن بی بی فوت ہوئی اور اس نے تین ذوی الفروض یعنی شوہر، ایک بیٹی اور والدہ ،اور دو عصبہ یعنی ایک حقیقی بھائی اور ایک چچا، اور دو ذوی الارحام یعنی ایک خالہ اور ایک ماموں چھوڑے۔ تو اس صورت میں جب تک شوہر، بیٹی اور والدہ کو مقرر حصہ نہیں ملے گا تو کسی اور کو ترکہ میں حصہ لینے کا کوئی حق نہیں کیونکہ یہ تینوں ذوی الفروض میں سے ہیں جن کا حق سب سے مقدم ہے، ان کا اپنا حصہ لینے کے بعد اگر کچھ مال بچتا ہے تو وہ مرحومہ خاتون کے حقیقی بھائی کو بطور قریبی عصبہ نسبی کے ملے گا اور چچا بوجہ بعید عصبہ نسبی کے محروم رہے گا، اور خالہ اور ماموں بوجہ ذوی الارحام کے محروم رہیں گے کہ ان کو تب حصہ ملتا ہے جب میت کے ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہوں جبکہ وہ یہاں موجود ہیں۔ ہاں

اگر اس مرحومہ کے ذوی الفروض وعصبہ نہ ہوتے تو پھر ذوی الارحام کو میراث ملتی۔

﴿7﴾ ﴿مولی الموالاۃ﴾

اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی مجہول النسب شخص (مرد ہو یا عورت) جس کا نسب اور رشتہ کچھ معلوم نہ ہو، کسی دوسرے شخص کے ہاتھ پر مسلمان ہو کر یا پہلے سے مسلمان تھا اور اس دوسرے شخص سے یہ کہے کہ تم میرے مولیٰ (سردار و کفیل کار) ہو، اگر میں آپ کے سامنے مر گیا تو آپ میرے ترکہ کے مستحق ووارث ہوں گے اور اگر میں کسی جگہ جنایت، قصور و غلطی کروں تو میرا تاوان بھی آپ کو دینا پڑے گا، جب وہ دوسرا شخص اس کو قبول کرے تو وہ مولی الموالاۃ کہلاتا ہے۔ اب اگر یہ مجہول النسب شخص اس کی زندگی میں مر جاتا ہے تو اس کی میراث مولی الموالاۃ کو پہنچے گی کیونکہ میت کا اور کوئی وارث تو کسی قسم کا ہے ہی نہیں، البتہ مجہول النسب مرنے والے مرد یا عورت کی بیوی یا شوہر ہو تو ان کو ان کا حصہ دینے کے بعد جو کچھ باقی رہے گا وہ مولی الموالاۃ کو ملے گا۔ بعض علماء نے جو مولی الموالاۃ میں کسی کے ہاتھ پر اسلام لانے کی شرط لگائی ہے وہ ضروری نہیں کیونکہ پہلے یہی دستور وطریقہ تھا کہ جس کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاتا اسی کو مولی الموالاۃ بنا لیتے تھے اس لئے اسلام لانے کا ذکر کیا جاتا ہے ، جب تک مولی الموالاۃ نے کسی قسم کی جنایت کا تاوان اس کی طرف سے ادا نہیں کیا تو اس وقت تک مجہول النسب کو اس اقرار سے پھر جانا اور مولی الموالاۃ کو چھوڑ دینا جائز ہے، اور اگر مولیٰ کوئی تاوان اس کی طرف سے بھر چکا ہو تو اس وقت علیحدہ ہونا اور اقرار توڑنا جائز نہیں۔

اگر دو مجہول النسب افراد باہم ایسا اقرار کریں تو جانبین سے مولی الموالاۃ ہو جائیں گے اور پہلے مرنے والے کی میراث دوسرے کو ملے گی۔

﴿8﴾ ﴿مقرلہ بالنسب﴾

ثم المقرله بالنسب على الغير بحيث لم يثبت نسبه باقراره من

ذلک الغیر اذامات المقر علی اقرارہ.

پھر وہ شخص وارث بنے گا جس کے نسب کا مرنے والے نے کسی دوسرے پر اس طرح اقرار کیا ہو کہ اس کا نسب اس کے اقرار کی وجہ سے ثابت نہ ہوسکا (یعنی جس پر نسب کا اقرار کیا ہو اس نے اس کی تصدیق نہ کی ہو) بشرطیکہ اقرار کرنے والا اپنے اقرار پر مرا ہو۔

سمجھنے کے لئے مثال (۱) یہ ہے کہ مرنے والے نے ایک شخص کے بارے میں یہ اقرار کیا کہ یہ میرا بھائی ہے، اب اس اقرار کا مفہوم یہ ہوا کہ اس شخص کا نسب میرے باپ سے ثابت ہے اور باپ اس کو اپنا بیٹا تسلیم نہیں کرتا ہے۔

اس کو سمجھنے کے لئے مثال (۲) یہ ہے کہ زید ایک مجہول النسب لڑکے کی نسبت کہتا ہے کہ یہ میرا بھائی ہے اور لڑکے کی عمر بھی اس قابل ہے کہ وہ زید کا بھائی ہو سکے یعنی زید کے باپ سے پندرہ بیس سال چھوٹا ہے، اب زید کا اس کو بھائی ماننے اور اپنے ورثاء میں داخل کرنے سے یہ لازم آیا کہ یہ لڑکا اس کے باپ کا بیٹا ہے لیکن زید کے باپ نے اس کی نسبت کبھی بھی اقرار نہیں کیا اور نہ کوئی گواہ ہے کہ یہ لڑکا، زید کے باپ کا بیٹا ہے ایسی صورت میں زید کا اقرار اپنے حق میں صحیح ہوگا اور یہ لڑکا مقرلہ کہلائے گا، اور زید کے وارثوں میں داخل ہوجائے گا لیکن ذوی الفروض یا عصبہ نہیں بنے گا بلکہ مقرلہ ہی رہے گا۔ اگر زید کا کسی قسم کا کوئی وارث موجود نہیں ہوگا تو اس کو میراث ملے گی، لیکن زید کے اقرار کے باوجود یہ مقرلہ زید کے باپ کا بیٹا نہیں بنے گا اور نہ ہی اس سے نسب ثابت ہوگا کیونکہ زید کو یہ اختیار نہیں کہ باپ وغیرہ کسی دوسرے شخص کے نسب میں کسی کو داخل کرے۔ اگر نسب علی الغیر کا اقرار کرنے کے بعد اس سے رجوع کرلیا تو یہ رجوع صحیح ہے ایسا مقرلہ وارث نہ ہوگا۔

ہاں اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کے بارے میں یہ اقرار کرے کہ یہ میرا بیٹا یا بیٹی ہے اور اس لڑکے یا لڑکی کا کوئی نسب مشہور بھی نہ ہو بلکہ مجہول النسب ہو، اور عمر بھی اتنی

زیادہ نہیں کہ اقرار کرنے والا اس کا باپ نہ ہوسکے تو یہ نسب ثابت ہوجائے گا اور یہ بیٹا یا بیٹی حقیقی اولاد کی مانند عصبہ اور ذوی الفروض میں داخل ہوجائیں گے اور پوری طرح بلا تکلف میراث پائیں گے۔

﴿9﴾ ﴿موصٰی لہ﴾

جب کسی میت کے درج بالا مذکورہ ورثاء نہ ہوں اور میت نے زندگی میں کسی شخص کے لئے اپنے کل مال کی وصیت کی ہو تو میت کا کل مال اسی موصٰی لہ کو دیا جائے گا۔

(فان قیل) اگر کوئی یہ کہے کہ کسی میت کے لئے جائز ہی نہیں کہ وہ اپنے مال کے تہائی سے زیادہ کسی کے لئے وصیت کرے تو کیسے کسی کو سارا مال وصیت کے مطابق دیا جائے گا؟

(قلنا) تو اس کا جواب یہ ہے کہ تہائی مال کی وصیت کا حکم اس وقت ہے کہ جب کسی شخص کے ورثاء (ذوی الفروض، عصبہ وغیرہ) موجود ہوں تا کہ یہ لوگ میراث سے محروم نہ ہوں، اب جب کسی کے ورثاء (ذوی الفروض، عصبہ اور ذوی الارحام وغیرہ) ہی نہیں تو پھر اس کے لئے اپنے سارے مال کی وصیت کرنا جائز ہے۔ ہاں اگر کسی میت کے زوجین میں سے کوئی زندہ ہو تو موصٰی لہ کو زوجین کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی سارا مال دیا جائے گا، اور اگر کوئی اور ذوی الفروض وعصبات ہوں تو پھر موصٰی لہ کو تجہیز وتکفین اور قرضہ کی ادائیگی کے بعد باقی مال کا تہائی بطور وصیت دیا جائے گا۔

﴿10﴾ ﴿بیت المال﴾

پھر درج بالا ورثاء (مستحقین) کی عدم موجودگی میں میت کا سارا مال بیت المال میں دیا جائے گا تا کہ امین الامانات اس مال کو مسلمانوں کے ایسے کاموں میں خرچ کرے جس سے بلا خصوصیت، عام مسلمانوں کو نفع پہنچے، مثلاً جہاد کے لئے فوج ولشکر کی تیاری،

سرحدوں پر حفاظت کے لئے چھاؤنیاں اور چوکیاں قائم کرنا، دریاؤں کے پل اور سڑکیں بنانا، مدارس ومہمان خانے پر خرچ کرنا وغیرہ وغیرہ۔لیکن آج کل ہمارے ملک عزیز میں اسلامی خزانہ اور بیت المال نہیں ہے لہذا جب کوئی وارث کسی قسم کا موجود نہ ہوتو میت کا ترکہ بجائے بیت المال کے فقراء پر صرف کردیا جائے خواہ یہ فقراء مدارس کے طلباء ومدرسین ہوں یا خانقاہوں کے صوفیاء اور درویش، یا مساجد کے آئمہ وخدام ،لیکن یہ خیال رہے کہ کسی شخص کو اجرت میں نہ دیا جائے اور نہ کسی مالدار غنی شخص کو دیا جائے۔

﴿تنبیہ﴾ جب کوئی مسافر پردیس میں مرجائے تو اہل شہر اور محلّہ والوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ اس کا مال بلا تکلف مال غنیمت سمجھ کر فی سبیل اللّٰہ تقسیم کردیں بلکہ سب سے پہلے خط یا کوئی اور جدید ذرائعِ ابلاغ کو بروئے کار لاتے ہوئے خوب تحقیق کرلیا جائے کہ کوئی بعید یا قریب وارث موجود ہے یا نہیں؟ اگر تحقیق سے کوئی وارث معلوم ہوجائے تو اس کو دیا جائے ورنہ جب بالیقین یا گمانِ غالب ہوجائے کہ کوئی وارث نہیں ہے اس وقت فقراء پر صرف کردیں۔لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر کسی میت کے بعض ایسے عزیز واقارب مفلس و غریب موجود ہوں جو شرعاً وارث نہیں تو عام دیگر فقراء سے وہ لوگ مقدم ہوں گے،اوران کے فقر واحتیاج کو مدنظر رکھتے ہوئے بعید والے فوت شدہ رشتہ دار کا ترکہ ان غیر وارث فقیر و محتاج رشتہ داروں کو دیا جائے گا۔لیکن ان کا مقدم کرنا یہ کوئی میراث کے کسی شرعی قاعدہ و قانون کے تحت نہیں بلکہ خاص رشتہ اور تعلق کی وجہ سے ان کو دیگر فقراء پر مقدم سمجھ کر دیا جائے گا، جیسے رضاعی بہن یا سوتیلی اولاد وغیرہ۔

﴿فصل فی الموانع﴾

﴿المانع من الارث اربعة(۱)الرق وافرا كان اوناقصا (۲) والقتل الذی يتعلق به وجوب القصاص اوالكفارة(۳)واختلاف

الدينين (۴)واختلاف الدارين اماحقيقة كالحربی والذمی او حكما كالمستأمن والذمی اوالحربيين من دارين مختلفين والدار انمايختلف باختلاف المنعة والملک لانقطاع العصمة فيما بينهم﴾

﴿ترجمہ﴾ میراث سے مانع (روکنے) والے اسباب چار ہیں(۱) غلامی: خواہ مکمل غلامی ہو یا ناقص (۲) وہ قتل جس کے ذریعے قصاص یا کفارہ لازم آتا ہے(۳) دو دینوں (مذاہب) کا اختلاف (۴) دوملکوں کا اختلاف، یا تو حقیقی طور پر جیسے حربی اور ذمی کا ہونا، یا حکمی طور پر جیسے مستامن اور ذمی کا ہونا، یا دو مختلف ملکوں کے دو حربیوں کا ہونا۔اور ملک کا بدلنا لشکر اور بادشاہ کے بدلنے سے ہوتا ہے کیونکہ ان کے مابین حفاظت اور عصمت نہیں ہوتی۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت کی شرح سے پہلے ناچیز قارئین حضرات کی خدمت میں ''مانع من الارث'' و ''حاجب عن الارث'' کے درمیان فرق کو واضح کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

﴿مانع اور حاجب میں فرق﴾ مانع اور حاجب لغوی معنی کے اعتبار سے مترادف ہے لیکن اصطلاحی معنی کے اعتبار سے دونوں میں فرق ہے۔ ہر وہ وصف جو کسی وارث کی ذات میں پائی جاتی ہے اور جس کی وجہ سے وہ میراث سے محروم ہوتا ہے تو وہ وصف مانع کہلاتا ہے ۔جیسے قتل، غلامی اور کفر۔اور کسی اور شخص کی وجہ سے میراث سے محرومی ''حجب'' کہلاتا ہے۔موانع الارث کی وجہ سے محروم ہونے والے وارث کو محروم اور حجب کی وجہ سے محروم ہونے والے کو محجوب کہتے ہیں۔

(شامی،ص۷۶۶،ج۶،کتاب الفرائض،ایچ ایم سعید کراچی)

درج بالاعبارت میں مصنف باباجی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول معظم ﷺ نے کسی بھی میت کے ترکے میں اس کے شرعی ورثاء کو ان کا حق عطا فرمایا ہے لیکن اگر کوئی ایسی بات یا وجہ پیش آجائے کہ جس سے مورث اور وارث میں کوئی تعلق نہ رہے اور ایک قسم کی جدائی، علیحدگی اور نفرت ثابت ہو جائے تو اس وارث کو میراث نہیں ملے گی۔ وہ چار امور درج ذیل ہیں کہ جن کی وجہ سے کوئی وارث اپنے مورّث کے ترکہ سے محروم کیا جائے گا۔

﴿1﴾ غلامی ﴿2﴾ قتل ﴿3﴾ اختلاف دِین ﴿4﴾ اختلاف دارَین۔

بعض علماء نے موانع الارث کی تعداد آٹھ بتائی ہے۔ جو ان کی اپنی تحقیقات ہیں، ان چار کے علاوہ جو دیگر اسباب موانع الارث کے ہیں ان میں سے ایک یعنی

﴿5﴾ پانچواں سبب، کسی وارث کا مرتد ہونا ہے جس کی تفصیل خود مصنف علیہ الرحمۃ نے اسی کتاب میں ''فصل فی المرتدّ'' میں بیان کی ہے۔

﴿6﴾ چھٹا سبب کسی میت کے تاریخ اور وقت وفات کا معلوم نہ ہونا ہے جیسے کہ کسی حادثے کے سبب اجتماعی اموات میں معلوم نہ ہوتا ہو کہ کون کس دن یا کس وقت اور کون پہلے یا بعد میں فوت ہوا، مثلاً ایک سمندری جہاز میں بہت سے رشتہ دار ایک ساتھ غرق ہو گئے اور یہ معلوم نہ ہوا کہ کون شخص پہلے مرا ہے کون بعد میں؟ یا مکان و دیوار گر کر چند آدمی مر گئے یہ معلوم نہ ہوا کہ کون شخص پہلے مرا ہے کون بعد میں؟ تو ایسی صورت میں ان فوت شدہ لوگوں میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کا وارث نہ ہوگا اور موت کا وقت معلوم نہ ہونا گویا محرومی میراث کا باعث ہو جائے گا۔ یہاں یوں سمجھیں گے کہ گویا یہ سب ایک ہی ساتھ مرے ہیں نہ یہ اس کا وارث ہوگا نہ وہ اس کا، ان کے بعد جو وارث موجود رہے ہیں ان کو میراث دی جائے گی۔ جس کو مصنف باباجی علیہ الرحمۃ نے ''فصل فی الغرقیٰ والحرقیٰ

والهدمیٰ'' میں بیان کیا ہے۔

﴿7﴾ ساتواں سبب یہ کہ میت کے حقیقی وارث کا پتہ نہیں چلتا کہ ان افراد میں میت کا حقیقی وارث کون ہے؟ جیسے کہ کسی فوت شدہ خاتون کے قریب دودودھ پیتے بچے موجود ہیں لیکن ان میں سے یہ یقینی طور پر معلوم نہیں ہو رہا کہ اس کا اپنا بچہ کون سا ہے اور رضاعی بچہ کون سا ہے؟ لہٰذا اس صورت میں یہ ان دونوں میں سے کسی کو بھی اس خاتون مرحومہ کی وراثت میں سے حصہ نہیں دیا جائے گا، یعنی دونوں محروم قرار دیے جائیں گے۔

﴿8﴾ آٹھواں سبب میراث سے محرومی کا وہ نبوت ہے یعنی انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نہ اپنے کسی رشتہ دار سے میراث پا سکتے ہیں نہ ان کی میراث کسی کو پہنچتی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **انا معاشر الانبیاء لانورث ماترکنا صدقة.** یعنی ہم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مال میں میراث جاری نہیں ہوتی ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں اس کا حکم صدقہ کی مانند ہے یعنی تمام مسلمانوں کا حق ہے، ایسے امور میں صرف کیا جائے گا جس سے عام مسلمانوں کو نفع پہنچے۔ بعض علماء کرام نے اگرچہ ان آخری چار اسباب کا اضافہ فرمایا ہے لیکن حقیقت میں موانع الارث چار ہی ہیں اور پانچواں سبب جو مرتد ہونا ہے وہ خود مصنف باباجی رحمہ اللہ نے الگ فصل میں بیان فرمایا ہے۔ اب ہم ان موانع الارث کی تفصیل بیان کریں گے جو متن میں موجود ہیں۔

﴿1﴾ ﴿غلامی﴾ کسی شخص کا غلام چونکہ اس قابل نہیں کہ وہ کسی مال کا مالک بنے یعنی اس میں مال کا مالک بننے کی صلاحیت اور قابلیت نہیں رہتی۔ اس کے قبضے میں جو کچھ آتا ہے وہ اس کے مالک و آقا کی ملک ہو جاتا ہے لہٰذا اگر غلام کا کوئی رشتہ دار مر جائے تو اس کے مال میں سے غلام کو میراث نہیں ملے گی بلکہ محروم رہے گا کیونکہ اگر اس کو حصہ دیا یا دلایا جائے گا تو وہ ایک ایسے شخص کی ملک ہو جائے گا جو اس مال کا مستحق نہ تھا۔ اور غلام کے انتقال پر

اس کے ورثاء کو میراث اس لئے نہیں ملتی کہ غلام جب حالت غلامی میں مرتا ہے تو اس کا کچھ ترکہ ہی باقی نہیں رہتا کیونکہ وہ کسی چیز کا مالک ہی نہ تھا، جو کچھ اسباب و مال اس کے قبضہ میں ہے وہ زندگی میں بھی آقا اور مالک کا مملوک تھا اور غلام کے مرنے کے بعد بھی اسی کا مملوک رہا، اب غلام کے ورثاء کو کہاں سے حصہ پہنچے اور کیسے میراث حاصل ہو؟، الغرض اگر کسی میت کا وارث غلام ہو، خواہ کلیۃً (مکمل) غلام ہو یا مدبر ہو، یا ام ولد ہو یا مکاتب ہو تو وہ غلام وارث نہیں بنے گا۔ (آج کل ہمارے دور میں یہ سبب نہیں پایا جاتا)

﴿2﴾ ﴿قتل﴾ اگر کسی بالغ وارث نے اپنے مورث کو قتل کیا تو اس قاتل کو اس مقتول مورث کے مال وترکہ میں سے میراث نہیں ملے گی، اور قتل سے مراد وہ قتل ہے جس کی وجہ سے فی نفسہ قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو، اگر چہ کسی مانع کی وجہ سے قصاص وکفارہ ساقط ہوگیا ہو، پس اگر باپ نے بیٹے کو قتل کر دیا تو باپ وارث نہ ہوگا اگر چہ اس پر قصاص وکفارہ بھی نہیں۔ یعنی اگر بالغ وارث نے اپنے مورث کو ظلماً قتل کر ڈالا تو یہ قاتل وارث، مقتول مورث کی میراث سے بالکل محروم ہوگا۔ خواہ کسی کاٹنے والی دھاری دھار چیز (مثلاً تلوار، چھری، خنجر وغیرہ) سے قتل کیا یا کسی بڑی موٹی بھاری زوردار چیز سے مارا جس کے مارنے سے عموماً آدمی مرجاتا ہے جیسے بڑا پتھر وغیرہ۔ یا کسی چھوٹی چیز کے مارنے سے مرجائے جس سے عموماً لوگ نہیں مرتے جیسے پتلی چھڑی، چھوٹا پتھر وغیرہ۔ اور خواہ یہ قتل عمداً واقع ہوا ہو یعنی قتل کرنے کی نیت اور ارادے سے مارا ہو یا خطاءً ایسا ہوگیا یعنی غلطی سے مارا ہو، مثلاً ہرن کو گولی یا تیر مار رہا تھا نشانہ خطا کر گیا اور مورث پر جالگا، یا بندوق درست کر رہا تھا بلا قصد و ارادہ گولی چل گئی اور مورث کو لگی، یا کوئی چاقو یا بڑی چیز اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر مورث پر جا پڑی اور وہ اس سے مرگیا۔ یا کوئی شخص چھت پر سو رہا تھا اور اس کا مورث نیچے صحن میں سو رہا تھا اور اوپر سونے والا شخص سوتے سوتے چھت سے نیچے گرا اور نیچے سویا ہوا شخص اس کی

وجہ سے مرگیا، یا بھاری جسم والی خاتون نے اپنے دودھ پیتے بچے پر کروٹ بدل کر اس کو دبا کر قتل کر دیا تو ان تمام صورتوں میں قاتل، مقتول (مورث) کی میراث سے محروم ہوگا۔ ہاں اگر کسی نابالغ یا مجنون نے اپنے مورث کو قتل کر دیا تو قاتل میراث سے محروم نہیں ہوگا کیونکہ نابالغ اور مجنون کے اکثر افعال شرعاً موجب سزا و جزا نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر ظلماً نہیں مارا بلکہ مورث ناحق اس پر قاتلانہ حملہ کر رہا تھا اور اس نے اپنے آپ کو بچانے کے لئے اس پر وار کیا اور اس سے مورث مرگیا تو یہ وارث میراث سے محروم نہیں ہوگا۔ یا مورث پر سزا میں کسی وجہ سے شرعاً قتل واجب ہوا اور بادشاہ یا قاضی کے حکم سے وارث نے قتل کر دیا تو بھی میراث سے محروم نہ ہوگا، کیونکہ ان سب صورتوں میں قتل ظلماً نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی رشتہ دار عورت کو زنا کی خطا پر مار ڈالا تو یہ مارنے والا وارث محروم نہ ہوگا بشرطیکہ یہ جرم گواہوں سے ثابت ہوگیا ہو۔

﴿3﴾ ﴿اختلاف دین﴾ اگر وارث مسلمان ہو اور مورث کافر ہو (خواہ ہندو یا عیسائی یا یہودی یا آتش پرست وغیرہ قطعی کافر) تو اس کی میراث مسلمان وارث کو نہیں ملے گی بلکہ اگر اس کے کافر وارث موجود ہوں تو ان کو دی جائے گی، اور اگر کوئی بھی نہ ہو تو بیت المال میں جمع کی جائے گی۔ اور اگر مورث مسلمان ہے اور وارث کافر، تو اس کو بھی مورث کی میراث سے حصہ نہیں ملے گا بلکہ جو وارث مسلمان ہیں ان کو دی جائے گی، مثلاً کسی ہندو کا بیٹا مسلمان ہوگیا اب اس کے انتقال کے بعد اس کے ہندو باپ کو کچھ حصہ نہیں ملے گا، ہاں اگر اس بیٹے کی کوئی زوجہ یا اولاد مسلمان ہو تو ان کو ترکہ دیا جائے گا اور اگر کوئی بھی مسلمان وارث نہ ہو تو بیت المال وغیرہ میں صرف کیا جائے گا۔ اسلام کے علاوہ جس قدر مذاہب اور فرقے ہیں ان کا مقدمہ اگر اسلامی عدالت میں آتا ہے تو ان کے مابین میراث جاری کرائی جائے گی، مثلاً بیٹا یہودی اور باپ عیسائی ہے تو ان کے درمیان میراث جاری کرنے کا حکم

دیا جائے گا۔اسی طرح اگر میاں بیوی میں سے ایک ہندواور دوسرا عیسائی ہے تو اگر ان میں سے کوئی ایک مرتا ہے تو دوسرے کو میراث ملنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔لیکن مسلمان کو ان فرقوں میں سے کسی ایک سے بھی میراث نہیں ملے گی اور نہ مسلمان کے انتقال پر ان فرقوں میں سے کسی شخص کو کچھ حق ملے گا،مثلاً کسی ہندو کا بھائی مسلمان ہوگیا ہے اب اگر وہ ہندو بھائی مرجائے تو اس کے مسلمان بھائی کو ہر گز کچھ حصہ نہیں ملے گا۔علیٰ ھذا القیاس اگر کسی مسلمان نے کسی اہل کتاب (یہودی،عیسائی) خاتون سے نکاح کیا تو مسلمان شوہر کی وفات پر زوجہ کو میراث نہیں ملے گی البتہ اگر مہر ادا نہیں کیا تھا تو وہ دیا جائے گا اور اہل کتاب بیوی مرتی ہے تو مسلمان شوہر کو اس کی میراث سے کچھ حصہ نہیں دیا جائے گا۔

رہی بات اسلامی فرقوں جیسے مقلد و غیر مقلد کے مابین، یا حنفی شافعی مالکی حنبلی کے مابین میراث کی تقسیم کی؟ تو ان کے مابین میراث تقسیم ہوگی۔اسی طرح گمراہ اور بدعتی لوگ جن کی تکفیر نہ کی گئی ہو وہ وارث بھی بنیں گے اور مورث بھی۔اسی طرح شیعہ سنّی کے درمیان میراث کی تقسیم تو ان کے مابین بھی اکثر علماء کے نزدیک میراث جاری ہوگی، البتہ وہ شیعہ جو بالکل کفریہ عقائد رکھتا ہو تو اس کا حال مثل کافروں کے سمجھا جائے گا۔واللہ الموفق۔اور قادیانی جو ختم نبوت و رسالت کے منکر ہیں ان کا حال مثل کافروں کے ہے۔اور وہ لوگ جو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی صریح توہین کے مرتکب ہوں یا شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو گالیاں دیتے ہیں وہ بھی وارث نہ ہوں گے۔

﴿4﴾ ﴿اختلاف دارَین﴾ یعنی اختلاف ممالک ووطن۔یعنی میت اور وارث کے ملک وولایت کا مختلف ہونا۔یہ مانع غیر مسلموں کے لئے ہے نہ کہ مسلمانوں کے لئے، کیونکہ مسلمان کا وارث گو کتنے ہی دور والے مختلف ملک میں رہتا ہوا اپنے مورث کے مال سے محروم نہیں ہوگا اگرچہ دونوں کے مابین بعدالمشرقین ہو اور دونوں کی سکونت مختلف سلطنتوں میں

ہو،اسی طرح اگر مسلمان تجارت کی غرض سے یا کسی اور غرض سے دارالحرب میں چلا گیا اور وہیں مرگیا یا مسلمان کو حربیوں نے قیدی بنا کر رکھ لیا اور وہ دارالحرب میں مرگیا تو اس کے رشتہ دار جو دارالاسلام میں ہیں اس کے وارث ہوں گے،اسی طرح اگر وارث اور مورث مسلمانوں کے دو ایسے گروہوں سے تعلق رکھتے ہیں جو آپس میں نبرد آزما ہیں اور دونوں کی الگ الگ فوجیں ہیں تب بھی وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔مستامن اگر ہمارے ملک (دارالاسلام) میں مرجائے اور اس کا مال ہو تو ہم پر لازم ہے کہ اس کا مال اس کے ورثاء کو بھیجیں ،اور اگر ذمی مرجائے اور اس کا کوئی وارث نہ ہو تو اس کا مال بیت المال میں جائے گا۔لیکن اگر کسی معاشرے میں بیت المال کا کوئی تصور نہ ہو تو اس کا مال فقراء وغرباء پر تقسیم کیا جائے گا۔البتہ جو لوگ مسلمان نہیں ان میں اگر میت اور وارث دو مختلف ملکوں میں رہتے ہوں تو دوسرے ملک کے رہنے والے میت کی میراث اس کے وارث کو نہیں ملے گی،اور مختلف ملکوں میں رہنا ان کے لئے محرومی میراث کا سبب بنے گا۔اور ملک کا بدلنا لشکر اور بادشاہ کے بدلنے سے ہوتا ہے کیونکہ ان کے مابین حفاظت اور عصمت نہیں ہوتی۔جیسے ہندوستان کا بادشاہ (صدر) الگ ہے اور روس وغیرہ کسی اور غیر مسلم ملک کا بادشاہ (صدر) الگ ہے،اسی طرح ان کا فوجی اور عسکری نظام بھی الگ الگ ہے۔

اب ذیل میں ان اسباب کی وضاحت کی جاتی ہے کہ جو شرعاً میراث سے محرومی کے اسباب نہیں ہیں مگر ہم مسلمانوں نے خود اپنی نفس پرستی ،دنیا پرستی اور غیر مسلموں کی روش کو اپناتے ہوئے اس کو موانع ارث سمجھا ہے۔وہ اسباب درج ذیل ہیں۔

﴿1﴾ وارث کی صغرسنی ﴿2﴾ وارثہ بیوہ کا نکاح ثانی کرنا ﴿3﴾ وارث کا نافرمان ہونا۔

درج بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ جو اسباب وموانع ،میراث سے محرومی کے ہیں وہ چار ہے۔لیکن آج کل ہمارے معاشرے میں کم علمی یا بدمعاشی کی وجہ سے جو بعض ورثاء کو

میت کی میراث سے محروم کیا جاتا ہے اس کی شرعی کوئی حیثیت نہیں جیسے

﴿1﴾ وارث کی صغر سنی﴾ کسی شخص کے مرنے کے بعد اس کے نابالغ اور کم عمر وارث (بیٹے وغیرہ) کو حصہ نہیں دیا جاتا تو یہ بہت بڑا ظلم ہے، لہٰذا اگر کسی میت کا ایک بیٹا نہایت ہی قوی جوان عالم وفاضل ہو اور دوسرا بیٹا دو چار روز کا شیر خوار اور مریض وکمزور بچہ ہو تو دونوں کو میراث میں برابر حصہ ملے گا بلکہ اگر کوئی بچہ حمل میں ہو تو اس کا بھی مورث کے مال میں حصہ ہوگا۔ جس کی تفصیل باب الحمل میں آئے گی۔

﴿2﴾ وارثہ بیوہ کا نکاح ثانی کرنا﴾ اسی طرح کسی میت کی بیوہ عدت گزرنے کے بعد اگر کسی اور شخص سے شادی کرتی ہے تو اس میت کے رشتہ دار اس کو جرم اور معیوب سمجھ کر اس بیوہ کو اس کے مرحوم شوہر کی میراث سے محروم کر دیتے ہیں، حالانکہ شریعت کی رو سے اس نکاح ثانی کر لینے سے اس عورت کو اپنے پہلے والے مرحوم شوہر کی میراث سے محروم نہیں کیا جاتا، اور نہ نکاح ثانی کرنا شرعاً کوئی عیب یا عار وشرم کی بات ہے، بلکہ جس طرح پہلا نکاح جائز مسنون وباعث ثواب ہے اسی طرح دوسرا بھی ہے، پس جو لوگ نکاح ثانی کو عار اور جرم سمجھ کر اس کی وجہ سے عورتوں کو شوہر کی میراث سے محروم کر دیتے ہیں وہ نہایت سخت عذاب کے مستحق اور اعلیٰ درجے کے گناہ گار ہوتے ہیں، کیونکہ یہ رواج محض ہندوستان وغیرہ کے کفار کا ہے جنہوں نے عورتوں کو نکاح ثانی سے باز رکھنے اور روکنے کے لئے یہ سخت سزا یعنی محرومی میراث تجویز کی تھی۔ بلکہ یہ اب بھی پہلے والے شوہر کی میراث میں اپنے شرعی حصے کی وارث اور حقدار ہے ہاں اگر وہ خود دل کی خوشی سے بلا جبر واکراہ اپنا حصہ دیگر ورثاء کو معاف کرنا چاہتی ہے تو شرعاً اس کو اجازت ہے مگر زبردستی اس کو محروم نہیں کیا جاسکتا۔

﴿3﴾ وارث کا نافرمان ہونا﴾ نافرمان یا بدکار ہونے سے کوئی شخص میراث سے محروم نہیں ہوسکتا اگر ایک بیٹے نے باپ کی تمام عمر خدمت کی اور فرمانبردار ومطیع رہا اور دوسرا بیٹا

کبھی بھی اپنے والد کی زندگی میں قریب تک نہیں گیا بلکہ الٹا والد صاحب کو پریشان کرتا رہا تو دونوں بیٹے برابر میراث کے مستحق ہوں گے، اسی طرح کوئی رشتہ دار وارث جو ہمیشہ اپنے مورث کا مخالف اور تکلیف پہنچانے کے لئے مستعد رہا تو اگرچہ دل آزاری اور ایذاء رسانی کی وجہ سے وہ گناھگار ہوگا مگر میراث سے محروم نہیں کیا جائے گا اور نہ محروم ہوگا، اگرچہ میت نے زبانی یا تحریری طور پر اس کے خلاف کاروائی کرتے ہوئے اس کو عاق ومحروم بھی کر دیا ہو تو بھی محروم نہ ہوگا اور نہ عاق کرنے سے عاق ہوگا۔ ایسی صورت میں مناسب یہ ہے کہ جو کچھ کسی کو دینا چاہتا ہے زندگی میں دے کر قبضہ کرایا جائے اور سب مال کا فیصلہ کر جائے جب میت کے بعد مال ہی نہ ہوگا تو یہ وارث جو نافرمان اور ایذا رسان تھا خود ہی محروم ہو جائے گا لیکن بلاوجہ وضرورت شرعیہ کے کسی وارث کو حق سے محروم رکھنا بڑا گناہ ومعصیت ہے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص (بلاوجہ شرعی) اپنے وارث کا حق قطع کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا حق جنت سے قطع فرمائے گا۔

﴿باب معرفة الفروض ومستحقيها﴾

﴿الفروض المقدرة فی کتاب الله تعالیٰ ستة. النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس علی التضعیف والتنصیف و اصحاب هذه السهام اثناعشر نفرا اربعة من الرجال وهم الاب والجد الصحیح وهو اب الاب وان علا والاخ لام والزوج وثمان من النساء وهن الزوجة والبنت وبنت الابن وان سفلت والاخت لاب وام والاخت لاب والاخت لام والام والجدة الصحیحة وهی التی لایدخل فی نسبتها الی المیت جدفاسد﴾

﴿ترجمہ﴾ کتاب اللہ (قرآن مجید) میں (میت کے ورثاء کے) مقرر حصے

چھ ہیں(1)نصف(2)ربع(3)ثمن(4)ثلثان(5)ثلث(6)سدس۔ دگنا کرنے اور یک گنا کرنے کے طور پر۔اور ان حصوں کے اہل بارہ افراد ہیں۔جن میں چار مرد ہیں(1)میت کا باپ(2)جد صحیح اور یہ میت کے باپ کا باپ اوپر تک ہے(3)ماں شریک (اخیافی) بھائی(4)شوہر۔اور آٹھ قسم کی خواتین ہیں اور وہ میت کی (5)بیوی(6)بیٹی(7)بیٹے کی بیٹی یعنی پوتی وغیرہ پڑپوتی نیچے تک (8)حقیقی (سگی) بہن(9)علاتی (سوتیلی یعنی باپ شریک) بہن(10)اخیافی (سوتیلی یعنی ماں شریک) بہن (11)ماں (12)جدہ صحیحہ،اور یہ وہ خاتون ہے کہ جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں جد فاسد نہ آتا ہو۔﴾

﴿تشریح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف باباجی علیہ الرحمۃ کسی بھی میت کے ورثاء کے مقرر حصوں کی وضاحت فرما رہے ہیں،اور پھر ان حصوں کے مستحق افراد یعنی مقرر حصوں والوں کی تعداد اور شناخت وپہچان بیان فرما رہے ہیں کہ شریعت میں میت کے مال میں مقرر حصے کتنے ہیں اور ان حصوں کے مستحقین (ورثاء) مردوں اور عورتوں میں کتنے اور کون کون ہیں؟لہٰذا یہ ذہن نشین رہے کہ ان مقرر حصوں کو'**الفروض المقدرۃ**'اور'**السھام المقدرۃ**'(مقرر کردہ حصے) کہا جاتا ہے اور ان حصوں کے مستحقین کو''ذوی الفروض''اور ''اصحاب الفروض''(مقرر حصوں والے) کہا جاتا ہے۔

﴿**الفروض المقدرۃ**﴾ یعنی شریعت میں کسی بھی مسلمان کی میراث میں اس کے ورثاء کے لئے جو مقرر حصے ہیں وہ بفرمان خداوندی وبحکم شرعی، چھ حصے ہیں اور ان کے دو انواع (قسمیں) ہیں، جو درج ذیل ہیں۔جس کی وضاحت ہم اپنے انفرادی انداز تحریر سے کریں گے۔

النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس
علی التضعیف والتنصیف.

﴿تضعیف وتنصیف یعنی حصوں کے ڈبل وسنگل کرنے کی تحقیق﴾ ان درج بالا چھ حصوں میں سے پہلے والے تین ترتیب وار حصوں یعنی نصف،ربع اور ثمن کو علم فرائض کی اصطلاح میں نوع اول کہتے ہیں جبکہ بعد والے تین ترتیب وار حصوں یعنی ثلثان،ثلث اور سدس کو نوع ثانی کہتے ہیں۔اور''علی التضعیف والتنصیف''سے مراد یہ ہے کہ اگر ان دونوں انواع کے حصوں کو اسی درج بالا ترتیب سے لکھیں تو نوع اول میں سے اگر نصف سے ثمن کی طرف جائیں گے تو یہ حصے تنصیف یعنی آدھا اور کم ہونے کی طرف جائیں گے،اور اگر ثمن سے نصف کی طرف جائیں گے تو یہ حصے ڈبل اور زیادہ ہوتے جائیں گے۔یعنی نصف کا آدھا (سنگل) ربع،اور ربع کا آدھا (سنگل) ثمن ہوتا ہے یا یوں سمجھیں کہ ربع،نصف کا آدھا (سنگل) ہوتا ہے اور ثمن،ربع کا آدھا (سنگل) ہوتا ہے۔اور جب ان ہی حصوں میں ہم ثمن سے نصف کی طرف آئیں گے تو حصے ڈبل ہوتے جائیں گے۔یعنی ربع،ثمن کا ڈبل (دگنا) ہوتا ہے اور نصف،ربع کا ڈبل (دگنا) ہوتا ہے یا یوں سمجھیں کہ ثمن کو ڈبل (دگنا) کریں گے تو ربع بن جائے گا اور ربع کو ڈبل (دگنا) کریں گے تو نصف بن جائے گا۔اور جب نصف کو آدھا کریں گے تو ربع بنے گا اور ربع کو آدھا کریں گے تو ثمن بنے گا۔

اب اس کی مثال ذرا اور آسان طریقے سے سمجھیں کہ زید کے پاس آٹھ روپے ہیں۔اگر وہ ان آٹھ روپے میں سے کسی کو ثمن (آٹھواں) حصہ دے گا تو ایک روپیہ دے گا کیونکہ آٹھ روپے میں آٹھواں حصہ ایک روپیہ بنتا ہے،اور اگر وہ کسی کو آٹھ روپے میں سے ربع (چوتھائی) حصہ دے گا تو دو روپیہ دے گا کیونکہ آٹھ روپے میں ربع (چوتھائی) حصہ دو روپے بنتے ہیں،اور اگر وہ کسی کو آٹھ روپے میں سے نصف (آدھا) حصہ دے گا تو وہ چار

روپے دے گا کیونکہ آٹھ روپے کا آدھا (نصف) حصہ چار روپے بنتے ہیں۔ اگر آپ اس مثال کو سمجھ گئے تو یہ بھی سمجھ لیا ہوگا کہ ربع (چوتھائی یعنی آٹھ میں دو روپیہ) کیسے بنا؟ وہ ایسے بنا کہ ثمن اور ثمن (آٹھواں اور آٹھواں یعنی ایک روپیہ اور ایک روپیہ) ملایا تو دو روپے یعنی ربع حصہ بن گیا۔ علیٰ ھذا القیاس نصف کیسے بنا؟ وہ آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ جب آٹھ روپے کے ربع (دو روپے) کو ربع (دو روپے) کے ساتھ ملا لئے تو چار روپے بن گئے جو آٹھ کا نصف (آدھا) حصہ ہے۔ (یہاں تک یہ تفصیل تضعیف یعنی ڈبل کرنے کی تھی) مثال ہندسوں میں سمجھیں۔

جس کے پاس آٹھ روپے ہیں اس میں تضعیف کی مثال درج ذیل ہے۔

ثمن+ثمن=ربع / ربع + ربع =نصف/

4 =2 + 2 / 2= 1 + 1

اب ہم تنصیف (حصہ کو آدھا کرنے) کی طرف آتے ہیں وہ یہ ہے کہ آپ نے اوپر سمجھ لیا کہ آٹھ روپے کا نصف چار روپے بنتے ہیں تو آٹھ روپے کا نصف (چار روپے) کو جب ہم آدھا کریں گے تو اس سے ربع (چوتھائی) حصہ یعنی دو روپے بن جائیں گے، اور جب ہم اس ربع (چوتھائی حصے یعنی دو روپے) کو آدھا کریں گے تو ثمن (آٹھواں) حصہ یعنی ایک روپیہ بن جائے گا۔ اگر آپ کو کچھ سمجھ میں آیا تو الحمدللہ، ماشاءاللہ۔ ورنہ دوبارہ اس تحریر پر نظر دوڑائیں ان شاء اللہ سمجھ میں آجائے گا۔ مثال ہندسوں میں سمجھیں۔ جس کے پاس آٹھ روپے ہیں اس میں تنصیف کی مثال درج ذیل ہے۔

نصف کا آدھا= ربع / ربع کا آدھا=ثمن

1 =1 - 2 / 2 =2 - 4

یہی حال نوع ثانی کا بھی ہے کہ اگر یہ حصے (ثلثان، ثلث، سدس) درج

بالا ترتیب سے لکھے جائیں تو ثلثان سے سدس کی طرف لے جانے سے حصے تنصیف وکم ہونے کی طرف اور اگر سدس سے ثلثان کی طرف لائیں گے تو حصے دگنا اور ڈبل ہونے کی طرف آئیں گے۔ اس کی مثال یوں سمجھیں کہ زید کے پاس چھ روپے ہیں تو اب اگر زید کسی کو اپنے ان چھ روپے کا (سدس) چھٹا حصہ دے گا تو ایک روپے دے گا کیونکہ چھ روپے کا چھٹا حصہ ایک روپیہ بنتا ہے، اور اگر ثلث (تہائی) حصہ دے گا تو دو روپے دے گا کیونکہ چھ روپے کا تہائی حصہ دو روپے بنتے ہیں، اور اگر ثلثان (دو تہائی) حصہ دے گا تو چار روپے دے گا کیونکہ چھ روپے کے دو تہائی چار روپے بنتے ہیں۔ اگر آپ اس درج بالا سطور کو سمجھ گئے تو یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ چھ روپے میں ثلث (تہائی) حصہ کیسے بنا؟ وہ ایسے بنا کہ جب ہم نے چھ روپے کے سدس (چھٹے حصہ یعنی ایک روپے کو) ایک اور سدس (چھٹے حصے یعنی ایک روپے) کے ساتھ ملایا تو دو روپے بن گئے جو چھ روپے کا ثلث (تہائی) حصہ ہے، اسی طرح جب ہم نے چھ کے تہائی (ثلث) حصے یعنی دو روپے کو، ایک دوسرے تہائی (دو روپے) کے ساتھ ملایا تو (ثلثان) دو تہائی یعنی چار روپے بن گئے۔ (یہاں تک یہ تفصیل تضعیف یعنی ڈبل کرنے کی تھی) مثال ہندسوں میں سمجھیں۔ جس کے پاس چھ روپے ہیں اس میں تضعیف کی مثال درج ذیل ہے۔

سدس+سدس=ثلث/ ثلث+ثلث=ثلثان

4 =2 + 2 / 2 =1 + 1

اب ہم تنصیف (حصہ آدھا کرنے) کی طرف آتے ہیں وہ یہ ہے کہ جب ہم نے چھ کے ثلثان (دو تہائی یعنی چار روپے) کو آدھا (نصف) کیا تو دو روپے بن گئے جو چھ روپے کا ثلث (ایک تہائی) ہے، اور جب ہم نے ثلث (ایک تہائی یعنی دو روپے) کو آدھا (نصف) کیا تو ایک روپیہ بن گیا جو چھ روپے کا سدس (چھٹا) حصہ ہے۔ مثال ہندسوں میں

سمجھیں۔

جس کے پاس چھ روپے ہیں اس میں تنصیف کی مثال درج ذیل ہے۔

ثلثان کا آدھا=ثلث/ ثلث کا آدھا=سدس

1 =1 - 2 / 2 =2 - 4

﴿ذوی الفروض﴾ یعنی درج بالا مقرر حصے والے ورثاء، ان کو اصحاب الفروض المقدرہ اور اصحاب السہام المقدرہ بھی کہا جاتا ہے، یہ کل بارہ افراد ہیں۔ ان میں چار مرد حضرات ہیں اور آٹھ خواتین ہیں۔ ان افراد وورثاء کا اپنے مورث کے مال وترکہ میں شرعاً حصہ مقرر ہے، اور سب سے پہلے یہی افراد اپنا حصہ لیں گے، اس کے بعد اگر کچھ مال بچتا ہے تو وہ میت کے عصبات کو دیا جائے گا۔ مقرر حصے والے چار مرد حضرات یہ ہیں:

(1)﴿اب﴾ یعنی میت کا باپ، والد۔

جس کو پشتو میں پلار، فارسی میں پدر اور انگریزوں نے فارسی سے چوری کرتے ہوئے فادر کہتے ہیں۔

(2)﴿الجد الصحیح﴾: اور یہ میت کے باپ کا باپ (دادا) اوپر تک (پردادا، لکڑ دادا، سکڑ دادا وغیرہ) ہیں۔

جس کو پشتو میں نیکہ، ورنیکہ، ٹرنیکہ کہتے ہیں۔ جد صحیح کی تعریف یوں آئے گی ''جد صحیح وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کی میت کی طرف نسبت کریں گے تو درمیان میں عورت کا رشتہ نہیں آتا''، جیسے کہ آپ نے اوپر سطور میں ملاحظہ فرمایا کہ میت کے دادا، اور میت کے درمیان خاتون کا رشتہ نہیں ہوتا بلکہ وہ ڈائریکٹ میت کے باپ کا باپ ہے، اسی طرح پردادا، میت کے دادا کا باپ ہے، اسی طرح لکڑ دادا، میت کے پردادا کا باپ ہے، علی ھذا القیاس۔

(3)﴿اخ لام﴾: یعنی ماں شریک (اخیافی) بھائی: جس کو پشتو میں مورراوڑے ورور، اردو

میں ماں جایا بھائی کہتے ہیں۔ اس اخیافی بھائی کو پہچاننے کے لئے یوں سمجھیں کہ زید کے والد کے فوت ہونے کے بعد زید کی جوان سال امی جان نے وقت ضائع کرنے کے بجائے عدت گزرنے کے بعد کسی اور شخص سے شادی کر لی، تو شادی کے بعد تو یہ فطری بات ہے کہ بچوں کا سلسلہ جاری رہے گا تو اس دوسرے شخص سے زید کی ماں کا ایک اور بیٹا پیدا ہوا تو وہ لڑکا زید کا اخیافی بھائی بنا، یعنی ماں شریک بھائی، کیونکہ یہ دونوں لڑکے آپس میں بھائی ہیں مگر دونوں ماں میں شریک ہیں جبکہ باپ دونوں کا الگ الگ ہے۔

(4)﴿الزوج﴾: شوہر:

شوہر کو تو سب لوگ جانتے ہیں کہ جس کے نکاح میں کوئی عورت ہو تو یہ مرد اس کا شوہر کہلاتا ہے۔ جس کو اردو میں شوہر، پشتو میں خاوند، میڑہ، چنغول، عربی میں زوج، انگلش میں ہسبینڈ کہتے ہیں۔

اور آٹھ قسم کی خواتین یہ ہیں:

(1)﴿الزوجة﴾: میت کی بیوی۔

جس کو عربی میں زوجة، پشتو میں خزہ، چنغلہ، ناوی اور کورودانی۔ فارسی میں زن۔ سندھی میں زال۔ انگلش میں وائف (اور راقم کی اصلاح واختراع میں اس کو نہ ختم ہونے والی ٹینشن) کہتے ہیں۔

(2)﴿البنت﴾: میت کی بیٹی۔

جس کو عربی میں بنت، پشتو میں لور، فارسی میں دختر (اور انگریزوں نے فارسی سے چوری کرتے ہوئے بیٹی کو ڈاٹر کہا)۔

(3)﴿بنت الابن﴾: میت کی پوتی:

یعنی میت کے بیٹے کی بیٹی، اس میں پڑپوتی، لکڑ پوتی، سکڑ پوتی نیچے تک داخل

ہیں، اس کو عربی بنت الابن، بنت ابن الابن، اور پشتو میں نمسئی، کڑوسئی، کو دئی کہتے ہیں۔

(4)﴿اخت لاب وام﴾: میت کی حقیقی، عینی، اعیانی (سگی) بہن۔

یعنی وہ بہن کہ اس کے اور میت کے والدین ایک ہی ہوں، اس کو اردو میں سگی بہن، پشتو میں سکہ خور، فارسی میں خواہر، انگلش میں سسٹر کہتے ہیں۔

(5)﴿اخت لاب﴾: میت کی علاتی (سوتیلی) بہن۔

یعنی یہ وہ بہن ہے کہ اس کا اور میت کا والد تو ایک ہی ہوتا ہے مگر مائیں الگ الگ ہوتیں ہیں۔ جیسے کسی کے والد کی دو بیویاں ہوں تو دونوں بیویوں کی اولاد آپس میں سوتیلے یعنی باپ شریک بہن بھائی کہلائے جاتے ہیں۔ اس کو اردو میں سوتیلی بہن، پشتو میں ''د میرے مورلور'' کہتے ہیں۔

(6)﴿اخت لام﴾: میت کی اخیافی (ماں شریک سوتیلی) بہن۔

یعنی یہ وہ بہن ہوتی ہے کہ اس کی اور میت کی امی جان ایک ہوتی ہے اور باپ الگ الگ ہوتے ہیں، جس کی مثال اوپر اخیافی بھائی کی تعریف میں گزر چکی ہے۔

(7)﴿الام﴾: میت کی ماں۔

جس کو اردو میں ماں اور امی، پشتو میں مور، سندھی میں امڑ، فارسی میں مادر، اور انگریزوں نے فارسی سے چوری کرتے ہوئے انگلش میں مدر کہتے ہیں۔

(8)﴿**الجدة الصحيحة**﴾: میت کی دادی اور نانی۔

علم الفرائض (میراث) کی اصلاح میں جدہ صحیحہ وہ خاتون ہے کہ جس کی میت کی طرف نسبت کرنے میں جد فاسد (نانا) نہ آتا ہو۔ جدہ کو اردو میں دادی و نانی، پشتو میں ''نِیا'' کہتے ہیں۔

یہ وہ چار مرد اور آٹھ خواتین یعنی بارہ ذوی الفروض ہیں کہ جن کا میت کی میراث

اور ترکہ میں حصہ مقرر ہے، سب سے پہلے ان کو ان کا مقرر حصہ دیا جاتا ہے اس کے بعد بچا ہوا مال عصبہ کو دیا جاتا ہے۔

﴿نوٹ﴾ اب ذیل میں بارہ ذوی الفروض کے ان درج بالا چھ حصوں کے ثبوت پر آیات پیش کی جاتی ہیں اور یہ وضاحت بھی کی جائے گی کہ ان چھ حصوں میں سے کون سا حصہ کس وارث کو کب دیا جائے گا؟ ناچیز کا سراجی پڑھانے میں اپنے انفرادی تدریس کے حوالے سے جو طریقہ کار ہے وہ درج ذیل ہے، کیونکہ جب تک طالبعلم ان مقرر حصوں اور ان کے مستحقین کو نہیں پہچانیں گے تو ذوی الفروض کی، وارث کی حیثیت سے جو حالتیں ''**باب معرفة الفروض ومستحقيها**'' میں ہیں ان کے پڑھنے کے وقت جب ان کو مثالوں سے سمجھائیں گے تو مثالیں ان کی سمجھ میں نہیں آئیں گی کیونکہ ان کو پہلے سے یہ معلوم نہ ہوگا کہ جس وارث کا یہ حصہ ہے اس کو کس عدد سے اور کیسے حل کریں گے تو مسئلہ حل کرنے میں پریشانی ہوگی۔

ناچیز، مقرر حصوں اور ان کے مستحقین کی تفصیل پڑھانے سے پہلے طالبعلموں کو یہ سمجھاتا اور لکھواتا ہے کہ مقرر حصے کن کن لوگوں کے ہیں اور کس وارث کو مقرر حصوں میں سے کون سا حصہ کس شرط پر دیا جائے گا تو آپ بھی ذہن نشین فرمالیں۔

﴿1﴾﴿نصف﴾

مقرر حصوں میں نوع اول میں سے نصف (آدھا) حصہ درج ذیل ورثاء کا درج ذیل شرائط کی موجودگی میں ہے۔

﴿1﴾شوہر ﴿2﴾بیٹی ﴿3﴾پوتی ﴿4﴾حقیقی بہن ﴿5﴾علاتی بہن۔

﴿1﴾شوہر: شوہر کو اپنی فوت شدہ بیوی کی میراث میں نصف حصہ اس وقت ملے گا جب بیوی کی اولاد (خواہ مذکر ہو یا مؤنث، خواہ اس شوہر سے ہو یا کسی اور سابقہ شوہر سے، یا

نعوذ باللہ بوجہ زنا کے) نہ ہوں، خواہ نکاح کے بعد رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

ولکم نصف ما ترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد. (النساء : ۱۲)

اورتم شوہروں کو (اپنی فوت شدہ بیوی کے ترکہ میں) نصف حصہ ملے گا بشرطیکہ میت (فوت شدہ بیوی) کی اولاد نہ ہو۔

﴿2﴾ بیٹی: میت کی بیٹی کو مرحوم (ماں باپ) کے مال میں نصف حصہ اس وقت ملے گا جب بیٹی ایک ہو اور میت کا بیٹا نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے

:فان کانت واحدة فلھا النصف. (النساء : ۱۱)

اگر میت کی ایک ہی بیٹی ہو تو اس کو کل مال کا نصف ملے گا۔

﴿3﴾ پوتی: میت کی پوتی کو مرحوم (دادا، دادی) کے مال میں نصف حصہ اس وقت ملے گا جب پوتی ایک ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی اور پوتا نہ ہو۔ (اس صورت میں میت کی پوتی میت کی بیٹی کے قائمقام ہو کر نصف حصہ لے گی) فرمان الٰہی ہے:

فان کانت واحدة فلھا النصف. (النساء : ۱۱)

اگر میت کی ایک ہی پوتی ہو تو اس کو کل مال کا نصف ملے گا۔

﴿4﴾ حقیقی بہن: میت کی حقیقی بہن کو مرحوم (حقیقی بھائی بہن) کے مال میں نصف حصہ اس وقت ملے گا جب حقیقی بہن ایک ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک اولاد، باپ، دادا اور حقیقی بھائی نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

وله اخت فلھا نصف ماترک. (النساء : ۱۷۶)

اگر میت کی ایک ہی حقیقی بہن ہو تو اس کو کل مال کا نصف ملے گا۔

﴿5﴾ علاتی بہن: میت کی علاتی بہن کو مرحوم (علاتی بھائی بہن) کے مال میں نصف حصہ اس وقت ملے گا جب علاتی بہن ایک ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک اولاد، باپ،

دادا، حقیقی بھائی، حقیقی بہن اور علاتی بھائی نہ ہو۔ (اس صورت میں علاتی بہن، حقیقی بہن کے قائمقام ہو جائے گی) فرمان الٰہی ہے:

وله اخت فلھا نصف ماترک. (النساء : ۱۷۶)

اگر میت کی ایک ہی علاتی بہن ہو تو اس کو کل مال کا نصف ملے گا۔

﴿2﴾ ﴿ربع﴾

مقرر حصوں میں نوع اول میں سے ربع (چوتھائی) حصہ درج ذیل ورثاء کا درج ذیل شرائط کی موجودگی میں ہے۔

﴿1﴾ شوہر ﴿2﴾ بیوی۔

﴿1﴾ شوہر: شوہر کو اپنی فوت شدہ بیوی کے مال میں چوتھائی حصہ اس وقت ملے گا جب بیوی کی اولاد (خواہ مذکر ہو یا مؤنث، خواہ اس شوہر سے ہوں یا ماقبل کسی شوہر سے، یا خدانخواستہ زنا سے) ہوں، خواہ نکاح کے بعد رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کان لھن ولد فلکم الربع (النساء: ۱۲)

اگر فوت شدہ بیوی کی اولاد ہوں تو اس کے ترکہ میں تم شوہروں کو چوتھائی حصہ ملے گا۔

﴿2﴾ بیوی: بیوی کو اپنے فوت شوہر کی میراث میں چوتھائی حصہ اس وقت ملے گا جب شوہر کی اولاد (خواہ مذکر ہو یا مؤنث، خواہ اس بیوی سے ہو یا کسی دوسری زندہ یا فوت شدہ یا مطلقہ سے) نہ ہوں، خواہ نکاح کے بعد رخصتی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

ولھن الربع مما ترکتم ان لم یکن لکم ولد. (النساء: ۱۲)

اوران بیواؤں کو تم شوہروں کے ترکہ میں چوتھائی حصہ ملے گا بشرطیکہ تم شوہروں کی اولاد نہ ہو۔

(اگر بیوی دو یا زیادہ ہوں تو وہ اس چوتھے حصے کو آپس میں برابر تقسیم کریں گی)

﴿3﴾ ﴿ثمن﴾

مقررحصوں میں سے ثمن (آٹھواں) حصہ صرف بیوی کا درج ذیل شرط کی بنیاد پرحق ہے۔ بیوی کے علاوہ ثمن (آٹھواں) حصہ کسی اور وارث کا نہیں ہے۔

﴿بیوی﴾: بیوی کو فوت شدہ شوہر کے ترکہ میں سے ثمن (آٹھواں) حصہ اس وقت ملے گا کہ جب میت (شوہر) کی اولاد ہوں (خواہ مذکر ہو یا مؤنث، خواہ اس بیوی سے ہو یا کسی اور زندہ، فوت شدہ یا مطلقہ بیوی سے)۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کان لکم ولد فلھن الثمن.(النساء : ۱۲)

اگر تم مرحوم شوہروں کی اولاد ہوں تو تمہاری بیواؤں کو کل مال کا آٹھواں حصہ دیا جائے گا۔

(اگر بیوی دو یا زیادہ ہوں تو وہ اس آٹھویں حصے کو آپس میں برابر تقسیم کریں گی)

﴿4﴾ ﴿ثلثان﴾

مقررحصوں میں نوع ثانی میں سے ثلثان (دوتہائی) حصہ درج ذیل ورثاء کا درج ذیل شرائط کی موجودگی میں ہے۔

﴿1﴾ بیٹی ﴿2﴾ پوتی ﴿3﴾ حقیقی بہن ﴿4﴾ علاتی بہن۔

﴿1﴾ بیٹی: میت کی بیٹی کو مرحوم (والدین) کے مال میں ثلثان (دوتہائی) حصہ اس وقت ملے گا جب بیٹی دو یا زیادہ ہوں اور میت کا بیٹا نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ماترک .(النساء : ۱۱)

اگر میت کی دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو ان کو میت کے کل مال کا دوتہائی حصہ دیا جائے گا۔ (جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی)

﴿2﴾ پوتی: میت کی پوتی کو مرحوم (دادا، دادی) کے مال میں ثلثان (دوتہائی) حصہ اس وقت ملے گا جب پوتی دو یا زیادہ ہوں اور میت کا بیٹا، بیٹی اور پوتا نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ماترک .(النساء : ۱۱)

اگر میت کی دو یا زیادہ پوتیاں ہوں تو ان کو میت کے کل مال کا دوتہائی حصہ دیا جائے گا۔ (جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی)

﴿3﴾ حقیقی بہن: میت کی حقیقی بہن کو مرحوم (حقیقی بھائی و بہن) کے مال میں ثلثان اس وقت ملے گا جب حقیقی بہنیں دو یا زیادہ ہوں اور میت کا بیٹا، بیٹی پوتا، پوتی نیچے تک، باپ، دادا اور حقیقی بھائی نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانتااثنتین فلھما الثلثان مماترک.(النساء:۱۷۶)

اگر میت کی دو (یا زیادہ) حقیقی بہنیں ہوں تو ان کو میت کے کل مال کا دوتہائی ملے گا۔ (جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی)

﴿4﴾ علاتی بہن: میت کی علاتی بہن کو مرحوم کے مال میں ثلثان (دوتہائی) حصہ اس وقت ملے گا جب علاتی بہنیں دو یا زیادہ ہوں اور میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک، حقیقی بھائی، حقیقی بہن، باپ، دادا اور علاتی بھائی نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانتااثنتین فلھما الثلثان مماترک.(النساء:۱۷۶)

اگر میت کی دو (یا زیادہ) علاتی بہنیں ہوں تو ان کو میت کے کل مال کا دوتہائی ملے گا۔ (جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی)

﴿فوق اثنتین میں لفظ فوق سے اعتراض وجواب﴾ اگر کوئی طالب العلم کسی استاذ سے یہ سوال کرے کہ استاذ محترم: دو بیٹیوں اور پوتیوں کا آپ نے جو حصہ ثلثان (دوتہائی) بتایا یہ تو دو بیٹیوں وغیرہ کا نہیں بلکہ یہ تو دو سے زیادہ بیٹیوں اور پوتیوں کا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن

مجید میں فرمایا:**فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثا ماترک** کہ اگر بیٹیاں یا پوتیاں دو سے زیادہ ہوں توان کوثلثان حصہ ملے گا، یہاں تو دو سے زیادہ کا ذکر "**فوق اثنتین**" فرمایا اور آپ استاذ محترم ،دو بیٹی اور پوتی کو بھی ثلثان میں شامل کرتے ہیں؟ تو استاذِ محترم اس کو مشفقانہ انداز سے جواب دینے کی کوشش کرے نہ کہ درسگاہ سے باہر نکال دے جیسا کہ آج کل یہ دیکھا جاتا ہے کہ طالب العلم اگر کوئی سوال کرتا ہے تو وہ طالب العلم ہمیشہ کے لئے استاذ کی نفرت آمیز نظروں اور تعصب سے بھرے دل میں آجاتا ہے۔

﴿قلنا﴾ تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرے پیارے دوست : دو بیٹیوں اور دو پوتیوں کو بھی ثلثان ہی ملے گا جیسا کہ دو سے زیادہ بیٹیوں یا پوتیوں کو ثلثان ملتا ہے، اور یہاں اس آیت میں جولفظ "**فـــوق**" آیا ہے تو مفسرین حضرات رحمہم اللہ نے اس کی یہ تاویل فرمائی ہے کہ یہاں پر لفظ "فوق" جو ہے وہ زاید ہے، اپنے فوق (اوپر) والے معنیٰ میں مستعمل نہیں ہے۔

اس کو سمجھانے کے لئے مفسرین رحمہم اللہ نے قرآن کی ایک اور ایسی آیت سے استدلال فرمایا کہ جہاں لفظ "فوق" آیا ہے اور وہ وہاں پر زاید استعمال ہوا ہے یعنی وہاں اس کا اپنا فوق اور اوپر والا معنیٰ مراد نہیں، فرمان الٰہی ہے:**واضـــربـوا فـوق الاعـــنـــاق واضربوا منھم کل بنان.** (الانفال: ۱۲) (جب تم مسلمان مجاہدین، میدان جہاد میں کافروں کے آمنے سامنے ہو جاؤ تو) ان کافروں کو گردنوں سے اوپر اوپر مارو اور ان کے ہر ہر جوڑ کو مارو۔

تو میرے عزیز دوستو: یہاں اس آیت قرآنی میں حکم خداوندی یہ ہے کہ میدان جہاد میں کوئی بھی مسلمان مجاہد جب کسی کافر کو مارے گا تو اس کو گردن سے اوپر اوپر مارے گا نہ کہ نیچے، تو اب اگر کسی مسلمان مجاہد کا قد ہی فطری طور پر چھوٹا (ٹنگڑا) ہو اور اس کی تلوار مدمقابل کافر کی گردن تک نہیں پہنچ سکتی تو وہ اس کے سامنے خاموش کھڑا رہے گا اور اس کے گھٹنوں اور

پیٹ پر وار نہیں کرے گا؟ اور اگر کمانڈر یا کوئی مجاہد اس سے پوچھے کہ کافر کو کیوں نہیں مار رہے ہو تو وہ یہ کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:**واضـربـوا فـوق الاعناق.** کافروں کو گردن کے اوپر اوپر مارو۔ اور میں گردن تک نہیں پہنچ پارہا؟ تو کیا خیال ہے اس مجاہد کا یہ استدلال و جواب درست ہوگا یا غلط؟ عزیز دوستو: جب یہ درج بالا تحقیق سمجھ میں آگئی تو یہ بھی سمجھو کہ یہاں اس آیت میراث میں بھی لفظ "فوق" زاید ہے اپنے معنیٰ میں مستعمل نہیں ہے۔

﴿قلنا﴾ اس کا دوسرا جواب علماء کرام رحمہم اللہ نے یہ دیا ہے کہ سورہ نساء کی آخری آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمان میت کی دو حقیقی یا علاتی بہنوں کا حصہ وراثت ثلثان بیان فرمایا ہے تو جب دو بہنوں کا حصہ ثلثان ہے تو دو بیٹیوں اور دو پوتیوں کا حصہ بھی ثلثان ہے۔فرمان الٰہی ہے::**فـان کانتااثنتین فلھما الثلثان مماترک.**(النساء:۱۷۶) اگر میت کی دو حقیقی یا علاتی بہنیں ہوں تو ان کو کل مال کا دو تہائی ملے گا۔

﴿دو بیٹیوں کے لئے ثلثان کی تحقیق کے لئے حدیث مبارک کا حوالہ﴾

عـن جـابـر قال جاء ت امرأةسعد بن الربیع بابنتیھا من سعد بن الربیع الی رسول اللہ ﷺ فقالت یارسول اللہ ﷺ ھاتان ابنتا سعـد بن الربیع ،قتل ابوھما معک یوم احدشھیدا وان عمھما مـااخـذ مالھما ولم یدع لھما مالاولاتنکحان الاولھما مال،قال یـقـضـی الـلـہ فی ذلک،فنزلت آیة المیراث فبعث رسول اللہ ﷺ الـی عـمـھـمـا فـقال اعط لابنتَی سعد الثلثین واعط امھما الثمن ومابقی فھولک. رواہ احمد والترمذی.

(مشکوٰۃ،ص۲۶۴،باب الفرائض،الفصل الثانی،قدیمی کراچی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ

کی بیوی اپنی دوبیٹیوں کولے کر آپ ﷺ کی خدمت میں آئی اور عرض کیا:
یارسول اللہ ﷺ: یہ دونوں لڑکیاں حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں، ان کے والد آپ کی معیت میں غزوہ احد میں شھید ہو گئے ہیں، اوران بچیوں کے چچانے ان کا مال لے لیا ہے اوران کے لئے کچھ بھی مال نہیں چھوڑا ، اوران بچیوں سے اس وقت تک کوئی نکاح نہیں کرے گا جب تک ان کے پاس کچھ مال نہ ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ پس میراث کی آیت نازل ہوئی، آپ ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کی طرف پیغام بھیجا اور فرمایا: ان دوبچیوں کوان کے والد (سعد) کے مال میں سے دوتہائی حصہ دے دو، اوران بچیوں کی ماں (سعد کی بیوہ) کو آٹھواں حصہ دے دو، اور جو باقی بچ جائے وہ آپ کا ہے۔

﴿5﴾﴿ثلث﴾

مقررحصوں میں نوع ثانی میں سے ثلث (ایک تہائی) حصہ درج ذیل ورثاء کا درج ذیل شرائط کی موجودگی میں ہے۔

﴿1﴾ اخیافی بھائی ﴿2﴾ اخیافی بہن ﴿3﴾ ماں۔

﴿1﴾ اخیافی بھائی: میت کے اخیافی (ماں شریک) بھائی کو میت کے ترکہ میں ثلث (ایک تہائی) حصہ تب ملے گا کہ جب اخیافی بھائی دویازیادہ ہوں اور میت کے اصول (باپ، دادا، پردادا، اوپر تک) اور فروع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک کوئی) نہ ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث. (النساء: ۱۲)

اگر اخیافی بھائی ایک سے زاید (دویازیادہ) ہوں تو ان کو ثلث (تہائی) حصہ

ملے گا۔ (جس کو وہ سب برابر کے شریک ہوں گے)

﴿2﴾ اخیافی بہن: میت کی اخیافی بہن کو میت کے ترکہ میں ثلث (ایک تہائی) حصہ تب ملے گا کہ جب اخیافی بہنیں دویازیادہ ہوں اور میت کے اصول (باپ، دادا، پردادا، اوپر تک) اور فروع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک کوئی) نہ ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث. (النساء: ۱۲)

اگر اخیافی بہنیں ایک سے زاید (دویازیادہ) ہوں تو ان کو ثلث (تہائی) حصہ ملے گا۔

﴿تنبیہ﴾ اگر کسی میت کے ورثاء میں اخیافی بہن اور اخیافی بھائی دویازیادہ ہوں اوران میں مذکر ومؤنث دونوں ہوں تو ان تمام کو مجموعی اور اشترا کی طور پر ثلث (تہائی) حصہ ہی دیا جائے گا جس کو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کریں گے، یعنی اخیافی بھائی اور اخیافی بہن کو برابر برابر حصہ ملے گا، ان میں حقیقی اور علاتی بہن بھائیوں کی طرح ڈبل سنگل تقسیم نہیں ہوگا۔ **للذکر مثل حظ الانثیین** والا قانون اخیافی بہن بھائیوں میں جاری نہیں ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا: **فھم شرکاء فی الثلث.** کہ سب اخیافی بہن بھائی تہائی مال میں برابر کے شریک ہوں گے۔

﴿3﴾ ماں۔ میت کی ماں کے ثلث (تہائی) حصے کے متعلق دوقوانین ہیں۔

(1) ثلث الکل: یعنی میت کے کل ترکہ کا تہائی۔ (2) ثلث الباقی: یعنی زوجین میں سے کسی ایک کی موجودگی میں باقی مال کا تہائی۔

(1) ثلث الکل: یعنی میت کے کل ترکہ کا تہائی۔ میت کی ماں کو میت کے کل مال کا تہائی حصہ اس وقت ملے گا جب میت کی کوئی اولاد (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک) یا دو یا زیادہ بہن بھائی (خواہ حقیقی ہو یا علاتی یا اخیافی ہو یا صرف بھائی ہوں یا بہنیں یا مشترک) نہ

ہوں۔فرمان الٰہی ہے:

فان لم یکن له ولد و ورثه ابواه فلامه الثلث.(النساء: ۱۱)

اگر کسی میت کی اولاد نہ ہوں اوراس کے ورثاءصرف اس کے ماں باپ ہوں تو ماں کوکل مال کا تہائی حصہ ملے گا۔

(2) ثلث الباقی: یعنی زوجین کی موجودگی میں باقی مال کا تہائی۔اس کا مطلب یہ کہ جب کسی مرد یا عورت کا انتقال ہوجاتا ہے اوراس کی بیوی یا شوہر کی موجودگی میں میت کے ماں باپ ہوں تو اس صورت میں میت کا شوہر یا بیوی اپنا مقرر حصہ نصف یا ربع لے کر باقی مال کا ثلث (تہائی) حصہ میت کی ماں کو ملے گا، اور باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔(بشرطیکہ میت کی اولاد یا دو یا زیادہ بہن بھائی نہ ہوں)

﴿تنبیہ﴾ میت کی ماں کا ثلث الباقی لینے کے لئے زوجین میں سے کوئی ایک اور باپ کا ہونا ضروری ہے، اگر باپ کی جگہ میت کا دادا ہوگا تو اس صورت میں میت کی ماں کوثلث الباقی کے بجائے کل مال کا ثلث ملے گا۔

﴿6﴾﴿سدس﴾

مقرر حصوں میں نوع ثانی میں سے سدس (چھٹا) حصہ درج ذیل ورثاء کا درج ذیل شرائط کی موجودگی میں ہے۔

﴿1﴾باپ ﴿2﴾دادا ﴿3﴾ماں ﴿4﴾ پوتی ﴿5﴾علاتی بہن ﴿6﴾اخیافی بھائی ﴿7﴾اخیافی بہن ﴿8﴾جدہ۔

﴿1﴾باپ: میت کے باپ کوسدس (چھٹا) حصہ تب ملے گا جب میت کی اولاد موجود ہوں (خواہ مذکر ہو یا مؤنث)۔فرمان الٰہی ہے:

ولابویه لکل واحدمنهما السدس مما ترک ان کان له ولد. (النساء:۱۱)

اورمیت کے ترکہ میں سے میت کے والدین میں سے ہرایک کو چھٹا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی اولاد موجود ہوں۔

﴿2﴾دادا: میت کے دادا کو سدس تب ملے گا جب میت کی اولاد موجود ہوں (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) بشرطیکہ میت کا باپ نہ ہو(اس صورت میں دادا باپ کے قائمقام ہوجائے گا)۔فرمان الٰہی ہے:

ولابویه لکل واحدمنهما السدس مما ترک ان کان له ولد. (النساء:۱۱)

اورمیت کے ترکہ میں سے میت کے والدین میں سے ہرایک کو چھٹا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی اولاد موجود ہوں۔

﴿3﴾ماں: میت کی ماں کوسدس تب ملے گا جب میت کی اولاد موجود ہوں (خواہ مذکر ہو یا مؤنث)۔فرمان الٰہی ہے:

ولابویه لکل واحدمنهما السدس مما ترک ان کان له ولد. (النساء:۱۱)

اورمیت کے ترکہ میں سے میت کے والدین میں سے ہرایک کو چھٹا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی اولاد موجود ہوں۔

☆اسی طرح میت کی ماں کوسدس اس وقت بھی ملے گا جب میت کی دو یا زیادہ بہن بھائی ہوں خواہ حقیقی ہوں یا علاتی یا اخیافی ،خواہ بھائی ہو یا بہنیں یا مشترک، اگرچہ میت کی اولاد نہ ہوں۔فرمان الٰہی ہے:

فان کان له اخوة فلامه السدس.(النساء: ۱۱)

اگر میت کے دو یا زیادہ بہن بھائی ہوں تو اس کی ماں کوسدس (چھٹا) حصہ ملے گا۔

﴿4﴾پوتی: میت کی پوتی کو میت کے ترکہ میں سے سدس (چھٹا) حصہ اس وقت ملے گا جب میت کی ایک بیٹی ہو،اور ساتھ میں ایک یا زیادہ پوتی ہو،تو بیٹی کونصف اور پوتی یا

پوتیوں کو سدس ملے گا بشرطیکہ میت کا بیٹا اور پوتا نہ ہو۔ بیٹی کا نصف حصہ اور پوتی کا سدس حصہ مل کر ثلثان بن جائے گا جو دو یا زیادہ بیٹیوں اور پوتیوں کا حصہ ہے، اس نصف اور سدس کامل کر ثلثان بننے کو علم فرائض کی اصطلاح میں ''**تکملة للثلثين**'' کہتے ہیں۔

﴿5﴾ علاتی بہن: میت کی علاتی بہن کو میت کے ترکہ میں سے سدس (چھٹا) حصہ اس وقت ملے گا جب میت کی ایک حقیقی بہن ہو، اور ساتھ میں ایک یا زیادہ علاتی بہن ہو تو حقیقی بہن کو نصف اور علاتی بہن یا بہنوں کو سدس ملے گا بشرطیکہ میت کا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، باپ، دادا، حقیقی بھائی اور علاتی بھائی نہ ہو۔ حقیقی بہن کا نصف حصہ اور علاتی بہن کا سدس حصہ مل کر ثلثان بن جائے گا جو دو یا زیادہ حقیقی یا علاتی بہنوں کا حصہ ہے، اس نصف اور سدس کامل کر ثلثان بننے کو علم فرائض کی اصطلاح میں ''**تکملة للثلثين**'' کہتے ہیں۔

﴿6﴾ اخیافی بھائی: میت کے اخیافی بھائی کو میت کے ترکہ میں سدس (چھٹا) حصہ تب ملے گا کہ جب اخیافی بھائی ایک ہو، اور میت کے اصول (باپ، دادا، پردادا، اوپر تک) اور فروع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک کوئی) نہ ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

وله اخ او اخت فلكل واحدمنهما السدس. (النساء: ۱۲)

اور اس میت کا ایک (اخیافی) بھائی یا ایک (اخیافی) بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔

﴿7﴾ اخیافی بہن: میت کی اخیافی بہن کو میت کے ترکہ میں سدس (چھٹا) حصہ تب ملے گا کہ جب اخیافی بہن ایک ہو، اور میت کے اصول (باپ، دادا، پردادا، اوپر تک) اور فروع (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک کوئی) نہ ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

وله اخ او اخت فلكل واحدمنهما السدس. (النساء: ۱۲)

اور اس میت کا ایک (اخیافی) بھائی یا ایک (اخیافی) بہن ہو تو ان میں سے

ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا۔

﴿8﴾ جدہ: جدہ کو سدس تب ملے گا جب میت کے ماں باپ نہ ہوں، خواہ جدہ ایک ہو یا زیادہ، بشرطیکہ ایک ہی برابری (پیڑی) کی ہوں۔

﴿☆﴾ عزیز قارئین، علماء کرام وطلباء ذی وقار دوستو: درج بالا چھ فروض مقدرہ یعنی مقررہ حصوں کے حقدار، ورثاء کی تفصیل کی ایک انفرادی انداز تحریر کے بعد ناچیز کی سراجی پڑھانے کا ایک انفرادی انداز یہ بھی ہے کہ ذوی الفروض کا میراث میں اپنا مقررہ لینے کے حوالے سے جو متعدد حالات واحوال ہوتے ہیں، اس کے پڑھانے سے پہلے ناچیز اپنے محبوب طلباء کرام ودستوں کو وہ ابواب سمجھاتا ہے جس کو ''**باب مخارج الفروض**'' اور ''**باب العصبات**'' کہتے ہیں کیونکہ عمومی طور پر جو مدرسین سراجی کی ترتیب سے کتاب پڑھاتے ہیں تو وہ اساتذہ ذی وقار، جب ذوی الفروض کی حالتیں اور حصوں کی تفصیل پڑھانے کے دوران ان کے حصوں اور حالتوں کو سمجھانے سے متعلق کوئی مثال لکھتے ہیں تو طالب العلم تشویش میں پڑ جاتا ہے کہ اس میں ذوی الفروض کا حصہ تو ہم سمجھ گئے کہ ان کا مقرر حصہ یہ ہے، مگر ان طلباء کرام کے ذہن میں نہیں ہوتا کہ اس مسئلہ کو ہم کس مخرج (عدد) سے حل کریں گے؟ کیونکہ سراجی کی ترتیب میں مقررہ حصوں کی تعداد و پہچان اور ذوی الفروض کی تعداد و پہچان کے فوراً بعد ان ذوی الفروض کے حصوں کے حالات کا بیان شروع ہوجاتا ہے۔ اسی طرح طلباء کرام کو اس مسئلہ میں عصبات کی پہچان میں بھی کافی پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ عصبات کون کون ہیں؟ اور ان کا عصبہ بننے کی حیثیت سے کیا ترتیب ہے؟ کون عصبہ بننے میں کس سے مقدم ہے کون مؤخر ہے؟ کون کس کی موجودگی میں عصبہ بن سکتا ہے کون نہیں بن سکتا؟ تو جب تک یہ تمام تفصیل اور تحقیق طالب العلم کے ذہن میں پہلے سے نہیں ہوگی تو ذوی الفروض کے حالات پڑھنے کے وقت ان کو ان کی مثالیں سمجھنے میں بہت

بڑی پریشانی کا سامنا رہتا ہے،اس لئے ناچیز ذوی الفروض کے حالات پڑھانے سے پہلے ''**مخارج الفروض** ''اوراس کے بعد''**عصبات کی تعریف وتقسیم** ''کے ابواب پڑھاتا ہے،یعنی کسی بھی میت کی میراث کی تقسیم کے وقت مسئلہ کس عدد سے بنے گا،اورذوی الفروض کا اپنا مقررہ حصہ لینے کے بعد باقی مال کس عصبہ کوکس ترتیب سے ملے گا،اس کے ابواب پڑھاتا ہے۔

الحمدللہ ناچیز کے درس میراث (خواہ وہ کسی مدرسے میں روزانہ درس کی صورت میں ہو یا ماہانہ یا بیس روزہ دورہ میراث کی صورت)میں،جب اس ترتیب کوطلباء کرام سمجھ لیتے ہیں تو اس کے بعد طلباء خود ہی اس میت کی میراث کی تقسیم کرتے ہوئے مسئلہ احسن طریقے سے حل کرتے ہیں،خود ہی مخارج لکھتے ہیں،خود ہی ذوی الفروض کو حصے دیتے ہیں اورخود ہی عصبات کو پہچان کران کوعصبہ بناتے ہوئے بقیہ مال دیتے ہیں۔(الحمدللہ)

درج بالا وجوہات کی بناء اب ہم یہاں بھی ذوی الفروض کے حصوں کی تقسیم سے پہلے''**باب مخارج الفروض** '' کی بحث پرروشنی ڈالیں گے،اس کے بعد''**باب العصبات**'' کی تفصیل پیش کریں گے۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔

﴿باب مخارج الفروض﴾

﴿اعلم ان الفروض المذكورة فی كتاب الله تعالیٰ نوعان. الاول:النصف والربع والثمن.والثانی:الثلثان والثلث والسدس علی التضعيف والتنصيف .فاذاجاء فی المسائل من هذه الفروض احاد احاد فمخرج كل فرض سميه الاالنصف و هومن الاثنين كالربع من اربعة والثمن من ثمانية والثلث من ثلٰثة .واذاجاء مثنیٰ او ثلٰث وهما من نوع واحد، فكل عدد

يكون مخرجا لجزء، فذلک العدد ايضا يكون مخرجالضعف ذلک الجزء، ولضعف ضعفه، كالستة هی مخرج للسدس، ولضعفه و لضعف ضعفه واذا اختلط النصف من الاول بكل الثانی اوببعضه فهومن ستة،واذا اختلط الربع بكل الثانی او ببعضه فهومن اثنی عشر واذااختلط الثمن بكل الثانی اوببعضه فهومن اربعة وعشرين.﴾

﴿ترجمہ﴾ جان لو کہ بے شک مقرر حصے کتاب اللہ (قرآن مجید) میں دو قسم کے ہیں۔پہلی قسم:نصف (آدھا)، ربع (چوتھائی) ثمن (آٹھواں) ہے۔ اور دوسری قسم:ثلثان (دوتہائی) ثلث(ایک تہائی)،سدس(چھٹا) ہے ، بڑھانے اور گھٹانے کی حیثیت سے۔پس جب(میراث کے) مسائل میں ان مقرر حصوں میں سے کوئی ایک ایک آتا ہے تو مسئلہ اسی حصے کے ہم نام،عدد سے بنے گا سوائے نصف کے،کہ صرف نصف آنے کی صورت میں مسئلہ دو سے حل ہوگا،جیسے کہ ربع (چوتھائی) آنے کی صورت میں مسئلہ چار سے حل ہو گا۔اورثمن (آٹھواں) آنے کی صورت میں مسئلہ آٹھ سے حل گا۔اورثلث (تہائی) آنے کی صورت میں مسئلہ تین سے حل ہوگا۔اوراگرکسی مسئلہ میں دو دویا تین تین مقرر حصے موجود ہوں اور وہ دونوں یا تینوں حصے ایک ہی نوع (نوع اول یا نوع ثانی) کے ہوں تو ہر ایسے عدد سے مسئلہ بنے گا کہ جو اپنے اس جزء کے لئے مخرج ہوگا،پس وہی عدد اس جزء کے دگنے(ڈبل) کا بھی مخرج ہوگااوراسی طرح اس دگنے کے دگنے (ڈبل کے ڈبل) کا بھی مخرج ہوگا۔جیسے چھ(6) کا عدد،تو جس طرح یہ چھ(6)،سدس کا مخرج ہے تو یہی

چھ،سدس کے دگنے یعنی ثلث کا بھی مخرج ہے اوراسی طرح یہی چھ،ثلث کے ڈبل یعنی ثلثان کا بھی مخرج ہے۔اور جب نوع اول میں سے نصف ،نوع ثانی کے کل یا بعض حصوں کے ساتھ مل کر آئے تو مسئلہ چھ(6) سے بنے گا۔ اوراگرنوع اول میں سے ربع (چوتھائی)،نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آجائے تو مسئلہ بارہ سے بنے گا۔اوراگرنوع اول میں سے ثمن (آٹھواں)، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آجائے تو مسئلہ چوبیس سے بنے گا۔

﴿شرح﴾ درج بالا متن میں اس تفصیل کی طرف اشارہ کیا گیا کہ جو''**باب معرفة الفروض ومستحقیھا**'' کی شرح میں گزر چکی ہے کہ مقرر حصے چھ ہیں،جس کی دو نوع ہیں۔نوع اول میں نصف،ربع،ثمن،اورنوع ثانی میں ثلثان،ثلث،سدس،ڈبل کرنے اور سنگل کرنے کی حیثیت سے شامل ہیں۔

اس کے بعد مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ،طلباء کرام کی سہولت کے لئے یہ ضابطہ بیان فرمارہے ہیں کہ اگر کسی میت کے ترکے کی تقسیم کا مسئلہ کسی طالب علم کے پاس آتا ہے تو طالب علم اس میت کے کل مال کو کس قانون کے تحت کس عدد سے تقسیم کرے گا؟

﴿مسئلہ بنانے کے پندرہ قواعد واصول﴾ :تو اے میرے عزیز دوست طالب علم،مصنف باباجی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر کسی میت کے ترکے کی تقسیم کا مسئلہ آتا ہے تو پریشان ہونے کی بات نہیں ہے بلکہ آپ ذرا اپنے ذہن کو حاضر ومتوجہ فرما کر دیکھیں کہ اس مسئلہ میں میت کے ورثاء میں سے مقرر حصے والا ایک ذی فرض ہے یا کئی مقرر حصوں والے دو یا زیادہ ذوی الفروض موجود ہیں؟ اگر ایک مقرر حصے والا ذی فرض ہو تو پھر دیکھیں کہ یہ مقرر حصہ کس نوع کا ہے،نوع اول کا یا نوع ثانی کا؟ یا زیادہ مقرر حصے والے ذوی الفروض موجود ہیں؟ اگر دو یا زیادہ مقرر حصے والے ذوی الفروض موجود ہیں تو پھر دیکھیں کہ وہ سب ذوی الفروض

ایک ہی نوع کے حصوں کے حقدار ہیں یا دونوں نوع کے مشترک حصوں والے ہیں؟ اگر ایک ہی نوع کے ایک ہی مقرر حصے والا ہے تو اس مسئلے کو ہم اسی مقرر حصے کے ہم نام عدد سے حل کریں گے سوائے نصف کے،کہ نصف کا ہم نام عدد نہیں ہے لہذا جس مسئلے میں صرف نصف آئے گا ہم اس مسئلہ کو اس چھوٹے سے چھوٹے عدد سے حل کریں گے کہ جس میں نصف حصہ بغیر اعشاریہ کے مکمل آسکتا ہو،لہذا ہم صرف نصف کی موجودگی میں مسئلہ دو(2) سے حل کریں گے کیونکہ دو کا نصف ایک(1) آسکتا ہے۔اوراگر صرف ربع آتا ہے تو مسئلہ کو ربع کے ہم نام عدد،اربعہ(4) سے حل کریں گے،اوراگر صرف ثمن آتا ہے تو مسئلہ کو ثمن کے ہم نام عدد ثمانیہ(8) سے حل کریں گے۔اوراگر صرف ثلث،یا صرف ثلثان آتا ہے تو مسئلہ کو ثلث اور ثلثان کے ہم نام عدد ثلاثہ(3) سے حل کریں گے۔اوراگر صرف سدس آتا ہے تو مسئلہ کو سدس کے ہم نام عدد،ستہ(6) سے حل کریں گے۔

اور جب کسی مسئلہ میں دو حصے یا تین حصے آجائیں اور وہ سب ایک ہی نوع کے ہوں تو سب سے چھوٹے حصے کے ہم نام عدد سے مسئلہ بنانا ہوگا اور اسی عدد سے تمام ورثاء کے حصے دیئے جائیں گے مثلاً اگر کسی مسئلہ میں نوع ثانی کے کل حصوں،ثلثان،ثلث اور سدس آئیں تو ان تینوں میں سے چھوٹا حصہ سدس (چھٹا) ہے تو اسی سدس کے ہم نام عدد، ستہ(6) سے مسئلہ حل ہوگا کیونکہ جس طرح یہ چھ(6) کا عدد،سدس(چھٹے) حصے کا مخرج ہے تو اسی طرح یہ چھ(6) کا عدد،سدس (چھٹے) حصے کے ڈبل یعنی ثلث (تہائی) کا بھی مخرج ہے اور چھٹے کے ڈبل (تہائی)،کے ڈبل یعنی دو تہائی (ثلثان) کا بھی مخرج ہے۔ لہذا ہر ایک کا حصہ اسی چھ سے نکلے گا،سدس والے کو چھ کا چھٹا (ایک) حصہ،ثلث والے کو چھ کا تہائی (تیسرا) حصہ دیا جائے گا،جو چھ میں دو حصے بنتے ہیں اور یہ ثلث (دو حصے)، سدس (ایک) حصے کا ڈبل ہے۔اور ثلثان والے کو چھ کے دو تہائی حصہ دیا جائے گا جو چھ

میں چار حصے بنتے ہیں اور یہ ثلثان (چار حصے)، ثلث (تہائی) کا ڈبل اور سدس (چھٹے) کے ڈبل کا ڈبل ہے۔ معلوم ہوا کہ چھ (6) کا عدد، جس طرح سدس کا مخرج ہے تو اسی طرح سدس کے ڈبل ثلث کا بھی مخرج ہے اور اسی طرح ثلث کے ڈبل ثلثان کا بھی مخرج ہے۔

اور اگر نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے کل یا بعض حصوں کے ساتھ مل کر آئے تو مسئلہ چھ سے بنے گا، کیونکہ جس طرح یہ چھ (6) مخرج ہے نوع اول کے نصف کا تو اسی طرح یہ (6) نوع ثانی کے سدس، ثلث اور ثلثان کا بھی مخرج ہے کیونکہ چھ (6) کا نصف، تین ہے، تو چھ (6) کا سدس ایک اور ثلث دو اور ثلثان چار ہیں۔ اور اگر نوع اول میں سے ربع (چوتھائی) نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آجائے تو مسئلہ بارہ (12) سے بنے گا، کیونکہ جس طرح بارہ مخرج ہے ربع کا تو اسی طرح بارہ، سدس، ثلث اور ثلثان کا بھی مخرج ہے کہ بارہ کا ربع تین، بارہ کا سدس دو، بارہ کا ثلث چار، اور بارہ کے ثلثان آٹھ آتا ہے۔ اور اگر نوع اول میں سے ثمن (آٹھواں) حصہ، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آجائے تو مسئلہ چوبیس (24) سے بنے گا، کیونکہ جس طرح چوبیس مخرج ہے ثمن (آٹھوے) کا، تو اسی طرح سدس، ثلث، اور ثلثان کا بھی مخرج ہے کہ چوبیس کا ثمن تین، سدس چار، ثلث آٹھ اور ثلثان سولہ آتا ہے۔

طلباء کرام کی خدمت کرتے ہوئے ناچیز سراجی کے باب مخارج الفروض کو اس درج ذیل انداز سے طلباء کرام کی خدمت میں پیش کرتا ہے۔

☆(1) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع اول میں سے صرف نصف آتا ہے تو مسئلہ دو (2) سے حل ہوگا۔

☆(2) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع اول میں سے صرف ربع آتا ہے تو مسئلہ چار (4) سے حل ہوگا۔

☆(3) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع اول میں سے صرف ثمن آتا ہے تو مسئلہ آٹھ (8) سے حل ہوگا۔

☆(4) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آتا ہے تو مسئلہ تین (3) سے حل ہوگا۔

☆(5) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع ثانی میں سے صرف ثلث آتا ہے تو مسئلہ تین (3) سے حل ہوگا۔

☆(6) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آتا ہے تو مسئلہ چھ (6) سے حل ہوگا۔

☆(7) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع اول میں سے نصف اور ربع آتا ہے تو مسئلہ چار (4) سے حل ہوگا۔

☆(8) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن آتا ہے تو مسئلہ آٹھ (8) سے حل ہوگا۔

☆(9) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور ثلث آتے ہیں تو مسئلہ تین (3) سے حل ہوگا۔

☆(10) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس آتے ہیں تو مسئلہ چھ (6) سے حل ہوگا۔

☆(11) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع ثانی میں سے ثلث اور سدس آتے ہیں تو مسئلہ چھ (6) سے حل ہوگا۔

☆(12) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع ثانی میں سے ثلثان، ثلث اور سدس آتے ہیں تو مسئلہ چھ (6) سے حل ہوگا۔

☆(13) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع اول میں سے صرف نصف، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتا ہے تو مسئلہ چھ (6) سے حل ہوگا۔

☆(14) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع اول میں سے صرف ربع، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتا ہے تو مسئلہ بارہ (12) سے حل ہوگا۔

☆(15) اگر میراث کے کسی مسئلہ میں مقرر حصوں میں نوع اول میں سے صرف ثمن، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتا ہے تو مسئلہ چوبیس (24) سے حل ہوگا۔

یاد رہے کہ کسی بھی میت کے ورثاء میں کبھی بھی ثمن اور ربع جمع نہیں ہوسکتے کیونکہ ربع اور ثمن میں سے ربع شوہر کا اور ثمن بیوی کا حصہ ہوتا ہے تو اگر یہ دونوں، شوہر اور بیوی کسی میت کے ورثاء میں جمع ہوجاتے ہیں تو پھر میت کون ہے؟ اگر کوئی طالب العلم یہ کہے کہ یہ شخص جوفوت ہوا ہے جس کے ورثاء میں شوہر اور بیوی دونوں ہیں تو شاید یہ میت خنثیٰ مشکل (ہیجڑا، خواجہ سرا) ہوگا تو یہ ممکن ہی نہیں کیونکہ خنثیٰ مشکل قابل شادی نہیں ہوتا کہ وہ کسی سے شادی کرے، اس کی تفصیل ان شاء اللہ سراجی میں باب الخنثیٰ میں آئے گی، جبکہ ہمارے عرف و معاشرے میں گلی کوچوں یا بازاروں میں جو ہیجڑے یا خواجہ سرا گھومتے پھرتے ہیں ان میں اکثریت مردوں کی ہوتی ہیں مگر چونکہ ان پر نسوانیت غالب رہتی ہے جس کی وجہ سے ان کو لڑکیوں کی طرح رہنا پسند ہے، ان میں سے بعض شادی شدہ ہوتے ہیں جن کے بچے بھی ہوتے ہیں۔

ناچیز کے صاحب زادے، عزیزم مولوی سید محمد مبارک شاہ صاحب زید مجدہ جو، انوار القرآن مدنی مسجد گلشن اقبال میں امسال (2022 تا 2023ء) درجہ سابعہ کا متعلم ہے، جہاں وہ اس سال سراجی کے طالب علم ہیں، کو جب سراجی کی اس شرح کے صفحات نظر ثانی کے لئے دیئے تو انہوں نے یہ کہا کہ ہمارے ادارے کے استاذ جو ہمیں سراجی پڑھاتے

ہیں، کا کسی بھی میت کے حصوں کے لئے مخرج نکالنے کا طریقہ اور انداز تدریس درج ذیل ہے۔ جس کو ناچیز نے طلباء کرام کی آسانی اور علم میں لانے کے لئے پیش کیا، کیونکہ ہم تو کسی بھی اہم اور مفید بات کو طلباء کرام کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے خادم ہیں۔ ان کے استاذ فرماتے ہیں:

(۱) اگر کسی مسئلہ میں نوع اول یا نوع ثانی میں سے ایک ہی سہم (مقرر حصہ) موجود ہو تو اس کا ہم نام عدد، مخرج بن جاتا ہے سوائے نصف کے کہ اس کا مسئلہ دو سے حل ہوگا۔ جیسے

☆☆ ثلث یا ثلثان آنے سے مسئلہ ان کے ہم نام عدد ثلاثہ یعنی تین (3) سے حل ہوگا۔

☆ ربع آنے سے مسئلہ اس کے ہم نام عدد اربعہ یعنی چار (4) سے حل ہوگا۔

☆ آنے سے مسئلہ اس کے ہم نام عدد ثمانیہ یعنی آٹھ (8) سے حل ہوگا۔

سدس آنے سے مسئلہ اس کے ہم نام عدد ستہ یعنی چھ (6) سے حل ہوگا۔

(۲) اگر کسی مسئلہ میں ایک نوع کے ایک سے زائد سہام (مقرر حصے) موجود ہو تو اقل حصے کے ہم نام عدد کو مخرج بنائیں گے۔ جیسے

☆ اگر کسی مسئلہ میں نوع اول میں سے نصف اور ربع آتے ہیں تو ان دونوں میں چونکہ اقل حصہ ربع ہے لہذا مسئلہ اسی کے ہم نام عدد اربعہ یعنی چار (4) سے حل ہوگا۔

☆ نوع اول میں سے نصف اور ثمن آتے ہیں تو ان دونوں میں اقل مخرج ثمن ہے تو اس کے ہم نام عدد ثمانیہ یعنی آٹھ (8) سے مسئلہ حل ہوگا۔

(۳) اگر کسی مسئلہ میں دونوں نوع کے سہام جمع ہوجائیں اور ان میں پہلی نوع کا ایک ہی سہم (مقرر حصہ) موجود ہو تو اس کے ہم نام عدد کو تین سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو مخرج بنائیں گے۔ جیسے

☆اگر نوع اول میں سے نصف،نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آئے تو نصف کا ہم نام عدد تو نہیں ہوتا مگر سب سے چھوٹا عدد جس میں نصف پورا نکل سکتا ہے وہ دو ہے تو دو کو تین سے ضرب دینے سے جواب، چھ آئے گا تو اس صورت میں مسئلہ بھی چھ (6) ہی حل سے ہوگا۔

☆اگر کسی مسئلہ میں نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتا ہے تو ربع کے ہم نام عدد چار کو تین سے ضرب دینے جواب، بارہ آئے گا تو اس صورت میں مسئلہ بارہ (12) سے حل ہوگا۔

☆نوع اول میں سے ثمن نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتا ہے تو ثمن کا ہم نام عدد ثمانیہ یعنی آٹھ کو تین سے ضرب دینے سے، جواب چوبیس آئے گا تو اس صورت میں مسئلہ چوبیس (24) سے حل ہوگا۔

(۴)اگر مخلوط صورت میں نوع اول کا ایک سے زائد سہام (مقرر حصے) جمع ہو جائیں تو ان میں سے اقل مخرج کے ہم نام عدد کو تین سے ضرب دے کر حاصل ضرب کو مخرج بنائیں گے۔جیسے

☆اگر کسی مسئلہ میں نوع اول میں سے نصف اور ربع دونوں،نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتے ہیں تو چونکہ نصف اور ربع میں اقل حصہ ربع ہے تو ربع کے ہم نام عدد چار سے تین کو ضرب دینے سے جواب بارہ آئے گا تو اس صورت میں مسئلہ بارہ (12) سے حل ہوگا۔

☆کسی مسئلہ میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن دونوں،نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتے ہیں تو چونکہ نصف اور ثمن میں اقل حصہ ثمن ہے تو ثمن کے ہم نام عدد آٹھ سے تین کو ضرب دینے سے جواب چوبیس آئے گا تو اس صورت میں مسئلہ چوبیس (24) سے حل ہوگا۔

﴿بحمدالله تعالیٰ تمّ باب مخارج الفروض،اللهم وفقّنالماتحب وترضیٰ﴾

﴿باب العصبات﴾

﴿العصبات النسبیة ثلٰثة عصبة بنفسه وعصبة بغیره وعصبة مع غیره.اما العصبة بنفسه فکل ذکر لاتدخل فی نسبته الی المیت انثیٰ وهم اربعة اصناف ،جزء المیت واصله وجزء ابیه وجزء جده الاقرب فالاقرب یرجحون بقرب الدرجة اعنی اولٰهم بالمیراث جزء المیت ای البنون ثم بنوهم وان سفلوا ثم اصله ای الاب ثم الجد ای اب الاب وان علا ثم جزء ابیه ای الاخوة ثم بنوهم وان سفلوا ثم جزء جده ای الاعمام ثم بنوهم وان سفلوا﴾

﴿ترجمہ﴾عصبات نسبیہ تین ہیں۔(1)عصبہ بنفسہ (2) عصبہ بغیرہ (3) عصبہ مع غیرہ۔رہے عصبہ بنفسہ :تو یہ ہر وہ مذکر ہے جس کی میت کی طرف نسبت کرتے ہوئے درمیان میں کوئی خاتون نہ آئے ،اوراس (عصبہ بنفسہ) کی چار قسمیں ہیں۔(۱)میت کا جزء(۲)میت کی اصل(۳)میت کے باپ کا جزء(۴)میت کے دادا کا جزء۔الاقرب فالاقرب کے قانون کے مطابق، لہذا جو درجہ میں قریب ترین ہوگا اس کو عصبہ بننے میں ترجیح دی جائے گی۔(۱) یعنی (عصبہ بننے کی صورت میں) ان میں میراث کا زیادہ حقدار میت کا جزء (مذکر اولاد) ہوگا یعنی میت کے بیٹے ،پھر ان (بیٹوں) کے بیٹے (پوتے) نیچے تک (پڑپوتے ،لکڑپوتے ،سکڑپوتے الخ) (۲) پھر میت کے اصول یعنی میت کا باپ پھر دادا یعنی باپ کا باپ اوپر تک (پردادا،لکڑدادا،سکڑدادا الخ) (۳) پھر میت کے اصل قریب یعنی باپ کے جزء (مذکر اولاد) یعنی میت کے بھائی، پھر بھائیوں کے بیٹے (بھتیجے) نیچے تک (بھتیجوں کے بیٹے، بھتیجوں کے

بیٹوں کے بیٹے، پھران کے بیٹے الخ)(۴)میت کے اصل بعید یعنی دادا کے
جزء(مذکراولاد)یعنی میت کے چچا، پھر چچوں کے بیٹے(چچازادکزن) نیچے
تک،(چچاکے بیٹوں کے بیٹے، پھران کے بیٹے نیچے تک)۔

﴿عصبات کی تشریح﴾:عزیز قارئین دوستواور بھائیو:

سب سے پہلے یہ ذہن نشین رہے کہ کسی بھی میت کے عصبات کی دوقسمیں
ہیں۔ (1)عصبات نسبی(2)عصبات سببی۔

چونکہ دورحاضر میں دوسری قسم کے عصبات سببی نہیں پائے جاتے جو کسی بھی
میت کے آزادکرنے والا آقا، یااس آقا کے عصبات نسبی وسببی ہوتے ہیں، جن کی تفصیل
گزشتہ صفحات میں ’’میراث کی تقسیم میں ورثاء کی ترتیب‘‘ میں گزرچکی ہے، لہذا ہم دوبارہ
عصبات سببی کے مسائل میں نہیں پڑیں گے کیونکہ ایک تو ان کی تفصیل گزرچکی ہے دوسری
وجہ یہ ہے کہ یہ آج کل موجود نہیں ہیں۔ بلکہ ہم ان عصبات نسبی کی تفصیل بیان کریں گے جو
دورحاضر میں کسی بھی میت کے ہوسکتے ہیں، لہذا ہم اپنے عزیز بھائیوں ودوستوں طلباء کرام
وعلماء کرام کی خدمت میں انتہائی ادب ومحبت سے یہ نذرانہ الفت پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
ناچیز کی ان ہی علماء وطلباء کرام کے وسیلے سے مغفرت عطافرماتے ہوئے دارین کی خوشیاں
عطافرمائے۔آمین۔

(1)﴿عصبات نسبی کی تقسیم وتفصیل﴾کسی بھی میت کے عصبات نسبی کی تین قسمیں ہیں۔

(۱)عصبہ بنفسہ(۲)عصبہ بغیرہ(۳)عصبہ مع غیرہ۔

﴿(۱)عصبہ بنفسہ﴾ کی تعریف درج بالا متن میں گزرچکی ہے کہ عصبہ بنفسہ کسی بھی میت
کے وہ مذکر(اہل ذَکر) رشتہ دار ہوتے ہیں کہ جب ان کی نسبت میت کی طرف کریں گے
یعنی میت سے رشتہ جوڑیں گے تو درمیان میں کوئی خاتون نہ آتی ہو۔(اس تعریف کی رو سے

وہ تمام رشتہ دارنکل گئے جو مؤنث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں جیسے
میت کانواسہ(ابن البنت) کہ اس کی نسبت میت کی طرف میت کی بیٹی(خاتون) کے
واسطے سے ہے، اسی طرح میت کا نانا(اب الام) کہ اس کی طرف میت کی نسبت میت کی
ماں کے واسطے سے ہے۔

﴿توضیح﴾ اور جو رشتہ دار مذکرومؤنث دونوں کے واسطے سے ہوتے ہیں ان میں
مذکرہی کا غلبہ اوراعتبار ہوتا ہے نہ کہ مؤنث کا۔ جیسے میت کا حقیقی بھائی(اخ لاب وام)۔
البتہ مؤنث کا واسطہ ترجیح کا سبب ضرور ہوتا ہے، مثلاً اگر میت کا حقیقی اورعلاتی بھائی دونوں
جمع ہوجائیں تو صرف حقیقی بھائی کو بطور عصبہ بنفسہ میراث ملے گی اور علاتی بھائی محجوب
(لاوارث)ہوگا، اس صورت میں وجہ ترجیح ماں کا رشتہ ہے کیونکہ اس صورت میں اگرچہ
باپ کے رشتہ میں حقیقی اورعلاتی دونوں برابر ہیں لیکن حقیقی بھائی کو علاتی بھائی پر ماں کے
رشتہ کے اضافے کی وجہ سے ایک قسم کی فوقیت حاصل ہے۔

﴿عصبہ بنفسہ کی اقسام﴾عصبہ بنفسہ کی اپنے مابین چارقسمیں ہیں۔

(۱)میت کی مذکراولاد، جیسے میت کا بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا نیچے تک۔

(۲)میت کے مذکراصول، جیسے میت کا باپ، دادا، پردادا، لکڑدادا، سکڑدادا، اوپرتک۔

(۳)میت کے باپ کی مذکراولاد، جیسے میت کا بھائی، بھتیجا، بھتیجے کا بیٹا، بھتیجے کے بیٹے کا بیٹا،
پھراس کا بیٹا، نیچے تک۔

(۴)میت کے دادا کی مذکراولاد، جیسے میت کا چچا، چچا کا بیٹا، چچا کے بیٹے کا بیٹا، پھراس کا
بیٹا، نیچے تک۔

ان درج بالا عصبات بنفسہ کی چارقسموں میں عصبہ بننے کے حوالے سے سب
سے مقدم وحقدار، عصبہ بنفسہ نمبر 1 ہوں گے، یعنی اگرکسی میت کی اولاد میں نیچے تک کوئی

مذکر موجود ہوتو وہی عصبہ بنے گا،ان کی موجودگی میں باقی تین عصبات (میت کے مذکر اصول یعنی باپ دادا،میت کے بھائی بھتیجا،میت کا چچاوکزن) عصبہ نہیں بنیں گے،اگر ذوی الفروض بنتے ہیں تو بنتے دیں مگر عصبہ نہیں بنیں گے۔اگر عصبہ نمبر 1 نہ ہوں تو پھر عصبہ نمبر 2، اگر یہ نہ ہوں تو پھر عصبہ نمبر 3، اگر یہ نہ ہوں تو پھر عصبہ نمبر 4، عصبہ بنیں گے۔ان کی مثالیں ان کے حصوں کی تفصیل میں ان شاء اللہ آئیں گی وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿ثم یرجحون بقوة القرابة اعنی به ان ذاالقرابتین اَولیٰ من ذی قرابة واحدة ذکرا کان او انثیٰ لقوله علیه السلام ان اعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات کالاخ لاب وام او الاخت لاب وام اذاصارت عصبة من البنت اَولیٰ من الاخ لاب والاخت لاب، وابن الاخ لاب وام اَولیٰ من ابن الاخ لاب وکذلک الحکم فی اعمام المیت ثم فی اعمام ابیه ثم فی اعمام جده﴾

﴿ترجمہ﴾ پھر (عصبہ بننے میں) ترجیح دی جائے گی قرابت کی قوت کو، یعنی جو عصبہ دو رشتوں سے عصبہ ہوگا تو وہ عصبہ بننے میں اَولیٰ ومقدم ہوگا اس عصبہ سے جو صرف ایک رشتے سے عصبہ بنتا ہے، خواہ یہ دو رشتے سے عصبہ بننے والا عصبہ، مذکر ہو یا مؤنث۔ حدیث کی رو سے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اعیانی (حقیقی، ماں باپ شریک) رشتہ دار وارث بنیں گے نہ کہ علاتی (صرف باپ شریک)۔جیسے (میت کا) ماں باپ شریک (حقیقی) بھائی، میت کے علاتی بھائی سے (عصبہ بننے میں) اَولیٰ ہے، اور میت کی ماں باپ شریک (حقیقی) بہن، بشرطیکہ جب یہ حقیقی بہن، میت کی بیٹی کی موجودگی میں عصبہ (مع غیرہ) بن جائے تو اس صورت میں میت کی حقیقی بہن، میت کے علاتی

(صرف باپ شریک) بہن سے میراث لینے میں زیادہ حقدار واَولیٰ ہے۔ میت کے حقیقی بھائی کا بیٹا (سگا بھتیجا)، میت کے علاتی بھائی کے بیٹے (سوتیلے بھتیجے) سے عصبہ بننے میں زیادہ اَولیٰ وحقدار ہے۔اسی طرح کا حکم، میت کے حقیقی چچا اور علاتی چچا کا ہے، اور اسی طرح کا حکم میت کے والد کے حقیقی چچا اور علاتی چچا کا بھی ہے، اور اسی طرح کا حکم میت کے دادا کے حقیقی چچا اور علاتی چچا کا بھی ہے۔(یعنی میت کا حقیقی چچا، میت کے علاتی چچا سے اور میت کے والد کا حقیقی چچا، میت کے والد کے علاتی چچا سے اور میت کے دادا کا حقیقی چچا، میت کے دادا کے علاتی چچا سے عصبہ بننے میں زیادہ حقدار ہیں)۔

﴿تشریح﴾ ﴿دو قرابتوں والا عصبہ، ایک قرابت والے عصبہ سے زیادہ حقدار ہے﴾

درج بالا متن میں مصنف بابا جی رحمہ اللہ نے، عصبہ بنفسہ کے مابین اس بات کی وضاحت کی ہے کہ کبھی کبھی کسی میت کے ورثاء میں چند ایسے افراد شریک ہوجاتے ہیں کہ بحیثیت عصبہ بنفسہ تو سارے ہوتے ہیں مگر ان میں بعض کا میت کے ساتھ رشتہ داری دو رشتوں اور واسطوں سے ہوتی ہے اور بعض کا صرف ایک واسطے اور رشتے سے، تو اس صورت میں ہم کس کو عصبہ بنائیں گے اور کس کو اس کی موجودگی میں محروم کریں گے؟ تو اس کے لئے مصنف بابا جی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کسی شخص کا کئی عصبات بنفسہ کی موجودگی میں عصبہ بننے کے لئے اس کی قوت قرابت کو دیکھا جائے گا کہ ان موجودہ عصبات میں کون سا عصبہ، میت کے زیادہ قریب ہے اور کون سا دور ہے؟ یعنی کس عصبہ کی قرابت میت کی طرف دو واسطوں سے ہے اور کس کی ایک واسطے سے؟ تو جس عصبہ کی قرابت دو واسطوں سے ہوتی ہے تو وہ عصبہ بننے میں اس عصبہ سے زیادہ حق رکھتا ہے جو ایک واسطے سے عصبہ بننے کی اہلیت رکھتا ہے۔مثلاً ایک شخص کا انتقال ہوا، اس کے عصبات میں صرف اس کا ایک حقیقی بھائی ہے اور ایک اس کا علاتی (سوتیلا، باپ

شریک) بھائی ہے تو اس صورت میں سارا مال اس میت کے حقیقی بھائی کو ملے گا اور علاتی بھائی محروم ہوگا کیونکہ حقیقی بھائی کا میت کے ساتھ دو واسطوں یعنی ماں باپ کی نسبت سے رشتہ داری ہے اور علاتی بھائی کے ساتھ صرف باپ کی نسبت سے رشتہ داری ہے۔ مثال سمجھیں۔

1 میت

حقیقی بھائی	علاتی بھائی
عصبہ، سارا مال	محروم

درج بالا مثال میں میت کے دو بھائی ہیں ایک حقیقی اور ایک علاتی، اب اگر ہم عصبہ کی حیثیت سے دونوں کو دیکھیں گے تو دونوں عصبہ بنفسہ ہیں مگر ان میں حقیقی بھائی میت کے ماں باپ دونوں کا بیٹا ہے اور علاتی بھائی صرف میت کے باپ کا بیٹا ہے تو حقیقی بھائی عصبہ بنے گا کیونکہ اس کا رشتہ میت کے ساتھ دو واسطوں سے ہے اور علاتی بھائی اس کی موجودگی میں محروم رہے گا کیونکہ اس کا رشتہ میت کے ساتھ صرف ایک واسطے سے ہے۔

اسی طرح میت کی ایک بیٹی ہے اور ساتھ میں ایک حقیقی بہن ہے اور ایک علاتی بہن ہے، تو اس صورت میں بیٹی کو میت کے کل مال کا نصف بطور ذی فرض (مقرر حصے والی) ملے گا، اور باقی نصف مال میت کی حقیقی بہن کو بحیثیت عصبہ مع غیرہ کے ملے گا اور علاتی بہن محروم ہوجائے گی، کیونکہ حقیقی بہن میت کے ماں باپ کی بیٹی ہے اور علاتی بہن صرف میت کے باپ کی بیٹی ہے لہذا قوۃ قرابت کو دیکھتے ہوئے حقیقی بہن عصبہ اور علاتی بہن محروم ہوجائے گی۔ مثال درج ذیل ہے۔

2 میت

بیٹی	حقیقی بہن	علاتی بہن
نصف	عصبہ مع غیرہ	محروم
1	1	

درج بالا مثال میں میت کی بیٹی کو بحیثیت ذی فرض (مقرر حصے والی) کے میت کے کل مال کا نصف دیا گیا، اور ایک حقیقی بہن کو میت کی بیٹی کے ساتھ آنے کی وجہ سے عصبہ مع غیرہ کی حیثیت سے باقی مال دیا گیا اور علاتی بہن محروم ہوگئی، کیونکہ حقیقی بہن میت کے ماں باپ دونوں کی بیٹی ہے اور علاتی بہن صرف میت کے والد کی بیٹی ہے لہذا اقوت قرابت کو دیکھتے ہوئے حقیقی بہن عصبہ اور علاتی محروم ہوگئی۔

اسی طرح میت کے حقیقی بھائی کا بیٹا (سگا بھتیجا)، میت کے علاتی بھائی کے بیٹے (سوتیلے بھتیجے) سے عصبہ بننے میں زیادہ اَولیٰ وحقدار ہے، کیونکہ حقیقی بھتیجا، حقیقی بھائی کا بیٹا ہوتا ہے اور سوتیلا بھتیجا سوتیلے بھائی کا بیٹا ہوتا ہے، تو اس صورت میں حقیقی بھتیجے کو عصبہ بنا کر میراث دی جائے گی اور اس کی موجودگی میں علاتی بھتیجا محروم رہے گا، مثلاً ایک شخص کا انتقال ہوا، اس کے ورثاء میں صرف ایک حقیقی بھائی کا بیٹا (بھتیجا) ہے اور ایک میت کے علاتی (سوتیلا، باپ شریک) بھائی کا بیٹا (بھتیجا) ہے تو اس صورت میں سارا مال اس میت کے حقیقی بھتیجے کو ملے گا اور علاتی بھتیجا محروم ہوگا کیونکہ حقیقی بھتیجے کا میت کے ساتھ دو واسطوں یعنی ماں باپ کی نسبت سے رشتہ داری ہے اور علاتی بھتیجے کا صرف باپ کی نسبت سے رشتہ داری ہے۔ مثال سمجھیں۔

1 میت

حقیقی بھائی کا بیٹا (بھتیجا)	علاتی بھائی کا بیٹا (بھتیجا)
عصبہ، سارا مال	محروم

درج بالا مثال میں میت کے دو بھتیجے ہیں ایک حقیقی بھائی کا بیٹا اور ایک علاتی بھائی کا بیٹا، اب اگر ہم عصبہ کی حیثیت سے دونوں کو دیکھیں گے تو دونوں بھتیجے عصبہ بنفسہ ہیں مگر ان میں حقیقی بھتیجا، میت کے ماں باپ شریک بھائی کا بیٹا ہے، اور علاتی بھتیجا، صرف

میت کے باپ شریک بھائی کا بیٹا ہے تو حقیقی بھتیجا عصبہ بنے گا کیونکہ اس کا رشتہ میت کے ساتھ دوواسطوں سے ہے اور علاتی بھتیجا محروم رہے گا کیونکہ اس کا رشتہ میت کے ساتھ صرف ایک واسطے سے ہے۔

....

مصنف باباجی رحمہ اللہ نے یہی قوت قرابت والے قانون واصول کو میت کے حقیقی اورعلاتی چچااورمیت کے باپ کے حقیقی اور علاتی چچا، اورمیت کے دادا کے حقیقی اور علاتی چچاکے مابین بھی جاری کیا کہ میت اور میت کے باپ اور دادا کے حقیقی چچا، میت اور میت کے باپ اوردادا کے علاتی چچا سے زیادہ حقدار ہوکر عصبہ بننے کا حق رکھتے ہیں، کیونکہ حقیقی چچادورشتوں سے قرابت دار ہوتا ہے اور علاتی چچا صرف ایک رشتہ سے قرابت دار ہوتا ہے۔(علی ھذ االقیاس اوپر تک،)

1	میت
حقیقی چچا	علاتی چچا
عصبہ، سارامال	محروم

اس درج بالامثال میں میت کاایک چچاحقیقی ہے، یعنی میت کے والدکاحقیقی بھائی ہے اور دوسرا چچاعلاتی ہے یعنی میت کے والدکا سوتیلا بھائی ہے تو اس صورت میں میت کاحقیقی چچا عصبہ بنے گا اور اس کی موجودگی میں میت کاعلاتی چچا محروم ہوگا کہ حقیقی چچا کو قوت قرابت حاصل ہے۔

....

1	میت
باپ کاحقیقی چچا	باپ کاعلاتی چچا
عصبہ، سارامال	محروم

1

اس درج بالامثال میں میت کے باپ کا ایک چچاحقیقی ہے، یعنی میت کے دادا کاحقیقی بھائی ہے اور دوسرا چچاعلاتی ہے یعنی میت کے دادا کا سوتیلا بھائی ہے تو اس صورت میں میت کے والدکاحقیقی چچاعصبہ بنے گا اور اس کی موجودگی میں میت کے والدکا علاتی چچامحروم ہوگا کہ حقیقی کوقوت قرابت حاصل ہے۔

....

1	میت
دادا کاحقیقی چچا	دادا کاعلاتی چچا
عصبہ، سارامال	محروم

اس درج بالامثال میں دادا کاایک حقیقی چچاہے، اور دوسرادادا کاعلاتی چچا ہے تو اس صورت میں دادا کے حقیقی چچا کی موجودگی میں دادا کاعلاتی چچامحروم ہوگا کہ حقیقی کوعلاتی کے مقابلے میں قوت قرابت حاصل ہے۔

....

﴿۲﴾﴿عصبہ بغیرہ﴾ اماالعصبة بغیره فاربع من النسوة وهن اللاتی فرضهن النصف والثلثان یصرن عصبة باخوتهن کما ذکرنافی حالاتهن ومن لافرض لهامن الاناث واخوهاعصبة لاتصیرعصبة باخیهاکالعم والعمة المال کله للعم دون العمة﴾

﴿ترجمہ﴾ عصبہ بغیرہ، یہ وہ چار قسم کی خواتین ہیں جن کا (ذوی الفروض کی حیثیت سے) مقرر حصہ نصف (آدھا) یا ثلثان (دوتہائی) ہوتا ہے، یہ خواتین اپنے بھائیوں کے ساتھ آنے کی صورت میں ان کی وجہ سے عصبہ بن جاتیں ہیں، جیسے (کہ کتاب سراجی میں) ان کی حالات میں ہم نے ذکر کیا

ہے۔(زیرِ نظر شرح میں ذوی الفروض کے حالات کے باب میں تفصیل آئے گی، ان شاءاللہ تعالیٰ) اور وہ خاتون کہ جس کا مقرر حصوں میں کوئی حصہ مقرر نہ ہو اور اس کا بھائی عصبہ بن سکتا ہو تو وہ خاتون اپنے عصبہ بھائی کے ساتھ آنے کے باوجود عصبہ بغیرہ نہیں بنے گی جیسے کہ میت کے چچا کے ساتھ میت کی پھوپھی آجائے تو اس صورت میں میت کا سارا مال چچا کا ہوگا نہ کہ پھوپھی کا۔ یعنی پھوپھی کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔

﴿تشریح﴾ درج بالا متن میں مصنف باباجی رحمہ اللہ، عصبہ بغیرہ کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عصبات نسبیہ کی تین قسموں میں سے ایک قسم (عصبہ بنفسہ) کے گزرنے کے بعد اب دوسری قسم عصبہ بغیرہ میں وہ چار خواتین شامل ہیں کہ جن کا ذوی الفروض کی حیثیت سے مقرر حصہ نصف (آدھا) یا ثلثان (دوتہائی) بنتا ہے جس کی اجمالی وضاحت، آپ حضرات کے سامنے اس خصوصی اور امتیازی طرزِ تحریر میں گزر چکی ہے کہ جو ناچیز نے آپ دوستوں کی سہولت اور آسانی کے لئے چھ مقررہ حصوں میں شریک ورثاء کے ضمن میں لکھا ہے، اور کتاب میں ''**باب معرفة ذوی الفروض ومستحقیھا**'' میں ان کی تفصیل موجود ہے جو ان شاءاللہ، عنقریب اس شرح میں بیان کی جائے گی۔

﴿عصبہ بغیرہ﴾ چار قسم کی خواتین درج ذیل ہیں۔

(1) میت کی بیٹی (2) میت کی پوتی (3) میت کی حقیقی (ماں باپ شریک سگی) بہن۔
(4) میت کی علاتی (باپ شریک سوتیلی) بہن۔

یہ وہ چار خواتین ہیں کہ جب یہ کسی مثال یا مسئلے میں اپنے برابر کے مذکر کے بغیر آجائیں یعنی ان کے ساتھ برابر کا مذکر نہ ہو تو ان کو یا تو مقرر حصہ نصف (آدھا) ملے گا یا ثلثان (دوتہائی)۔ لیکن جب یہ کسی میت کے ورثاء میں اپنے برابر کے مذکر کے ساتھ مل

کر آجائیں تو پھر ان کو ان کا مقرر حصہ نصف یا ثلثان نہیں ملے گا بلکہ یہ اپنے برابر کے مذکر کی وجہ سے عصبہ بغیرہ بنیں گی، یعنی دیگر ذوی الفروض کی موجودگی میں وہ دیگر ذوی الفروض اپنا مقرر حصہ لیں گے اور باقی مال ان عصبات کو ڈبل سنگل کے طور پر ملے گا یعنی مذکر (لڑکے) کو دو حصے اور مؤنث (لڑکی) کو ایک حصہ ملے گا۔

اور اگر کسی مسئلہ میں دیگر ذوی الفروض نہ ہوں بلکہ یہی عصبہ بغیرہ اپنے برابر کے مذکر کے ساتھ آجائیں تو پھر سارا مال ان ہی میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ مذکر (لڑکے) کو دو حصے اور مؤنث (لڑکی) کو ایک حصہ ملے گا۔ چاروں عصبات بغیرہ کی مثالیں درج ذیل ہیں۔

بیٹی کی نصف کی مثال۔2 میت☆

بیٹی	چچا
نصف	عصبہ
1	1

بیٹی کی عصبہ بغیرہ کی مثال۔3 میت

بیٹی	بیٹا
.........عصبہ.........	
1	2

درج بالا پہلی مثال میں چونکہ بیٹی ایک ہے اور بیٹا نہیں ہے تو اس کو اس کا مقرر حصہ نصف دیا گیا۔ فرمان الٰہی ہے: **فان کانت واحدة فلھاالنصف (النساء: ۱۱)** (اگر میت کی ایک بیٹی ہو تو اس کو میت کے کل مال کا نصف دیا جائے گا)۔ اور باقی مال چچا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا۔ اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی بیٹی کے ساتھ میت کا بیٹا بھی موجود ہے تو اس صورت میں بیٹے کی وجہ سے بیٹی عصبہ بغیرہ بن گئی اور کل مال ان کے مابین ایسا تقسیم کر دیا گیا کہ بیٹی کو بیٹے کے حصے کا نصف دیا گیا لہذا بیٹی کو ایک حصہ اور بیٹے کو اس

کا ڈبل حصہ یعنی دو حصے دیئے گئے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: **للذکر مثل حظ الانثیین**. (النساء:۱۱) (ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا)۔

....

بیٹی کی ثلثان کی مثال۔3 __________ میت

2بیٹی	چچا
2	1

بیٹی کی عصبہ بغیرہ کی مثال۔4 __________ میت

2بیٹی	بیٹا
..........عصبہ..........	
2	2

درج بالا پہلی مثال میں چونکہ بیٹیاں دو ہیں اور بیٹا نہیں ہے تو ان دونوں بیٹیوں کو ان کا مقرر حصہ ثلثان دیا گیا۔فرمان الٰہی ہے: **فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثا ماترک**. (النساء:۱۱) (اگر بیٹیاں دو یا زیادہ ہوں تو ان کو میت کے کل مال کا دو تہائی حصہ ملے گا)۔اور باقی مال چچا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا۔

اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی دو بیٹیوں کے ساتھ میت کا بیٹا بھی موجود ہے تو اس صورت میں بیٹے کی وجہ سے بیٹیاں عصبہ بغیرہ بن گئیں تو کل مال ان کے مابین ایسا تقسیم کر دیا گیا کہ دو بیٹیوں کو ایک بیٹے کے حصے کے برابر حصہ دیا گیا جس کو دو بیٹیاں آپس میں برابر تقسیم کریں گی، لہذا ہر ایک بیٹی کو ایک ایک حصہ اور ایک بیٹے کو اس کا ڈبل حصہ یعنی دو حصے دیئے گئے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

للذکر مثل حظ الانثیین. (النساء:۱۱) ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا۔

....

پوتی کی نصف کی مثال2 __________ میت

پوتی	چچا
نصف	عصبہ
1	1

پوتی کی عصبہ بغیرہ کی مثال3 __________ میت

پوتی	پوتا
..........عصبہ..........	
1	2

درج بالا پہلی مثال میں چونکہ پوتی ایک ہے اور پوتا نہیں ہے تو پوتی کو اس کا مقرر حصہ نصف دیا گیا۔فرمان الٰہی ہے: **فان کانت واحدة فلها النصف** (النساء: ۱۱) (اگر میت کی ایک پوتی ہو تو اس کو میت کے کل مال نصف دیا جائے گا)۔اور باقی مال چچا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا۔

اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی پوتی کے ساتھ میت کا پوتا بھی موجود ہے تو اس صورت میں پوتے کی وجہ سے پوتی عصبہ بغیرہ بن گئی اور کل مال ان کے مابین ایسا تقسیم کر دیا گیا کہ پوتی کو پوتے کے حصے کا نصف دیا گیا لہذا پوتی کو ایک حصہ اور پوتے کو اس کا ڈبل حصہ یعنی دو حصے دیئے گئے،

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

للذکر مثل حظ الانثیین. (النساء: ۱۱)

یعنی ایک لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا۔

....

پوتی کی ثلثان کی مثال3 میت

2پوتی	چچا
ثلثان	عصبہ
2	1

پوتی کی عصبہ بغیرہ کی مثال۔4 میت

2پوتی	پوتا
..........عصبہ..........	
2	2

درج بالا پہلی مثال میں چونکہ پوتیاں دو ہیں اور پوتا نہیں ہے تو ان دونوں پوتیوں کوان کا مقرر حصہ ثلثان دیا گیا۔فرمان الٰہی ہے:

فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثاماترک(النساء: ۱۱)

(اگر پوتیاں دو یا زیادہ ہوں تو ان کو میت کے کل مال کا دوتہائی حصہ ملے گا)۔اور باقی مال چچا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا۔

اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی دو پوتیوں کے ساتھ میت کا پوتا بھی موجود ہے تو اس صورت میں پوتے کی وجہ سے پوتیاں عصبہ بغیرہ بن گئیں تو کل مال ان کے مابین ایسا تقسیم کر دیا گیا کہ دو پوتیوں کو ایک پوتے کے حصے کے برابر حصہ دیا گیا جس کو دونوں پوتیاں آپس میں برابر تقسیم کریں گی،لہذا ہر ایک پوتی کو ایک ایک حصہ اور ایک پوتے کو اس کا ڈبل حصہ یعنی دو حصے دیئے گئے،جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

للذکر مثل حظ الانثیین. (النساء:۱۱) یعنی لڑکے کو دو لڑکیوں کے برابر حصہ ملے گا۔

....

حقیقی بہن کی نصف کی مثال۔2 میت

حقیقی بہن	چچا
نصف	عصبہ
1	1

حقیقی بہن کی عصبہ بغیرہ کی مثال۔3 میت

حقیقی بہن	حقیقی بھائی
..........عصبہ..........	
1	2

درج بالا پہلی مثال میں چونکہ حقیقی بہن ایک ہے اور حقیقی بھائی نہیں ہے تو اس صورت میں ایک حقیقی بہن کو اس کا مقرر حصہ نصف دیا گیا۔فرمان الٰہی ہے:

ان امرؤاھلک لیس لہ ولدولہ اخت فلھانصف ماترک. (النساء:۱۷۶)

(اگر کوئی شخص فوت ہوا اور اس کی اولاد نہ ہوں اور اس میت کی ایک حقیقی بہن ہو تو اس کو میت کے کل مال نصف دیا جائے گا)۔بہن کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال چچا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا۔اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی ایک حقیقی بہن ہے اور بہن کے ساتھ میت کا حقیقی بھائی بھی موجود ہے تو اس صورت میں حقیقی بھائی کی وجہ سے حقیقی بہن عصبہ بغیرہ بن گئی اور کل مال ان کے مابین ایسا تقسیم کر دیا گیا کہ حقیقی بہن کو حقیقی بھائی کے حصے کا نصف دیا گیا لہذا حقیقی بہن کو ایک حصہ اور حقیقی بھائی کو اس کا ڈبل حصہ یعنی دو حصے دیئے گئے۔جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: **وان کانوا اخوۃ رجالاونساءً فللذکر مثل حظ الانثیین**. (النساء:۱۷۶) یعنی ایک بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا۔

....

حقیقی بہن کی ثلثان کی مثال۔3 میت

2 حقیقی بہن	چچا
ثلثان	عصبہ
2	1

حقیقی بہن کی عصبہ بغیرہ کی مثال۔4 میت

2 حقیقی بہن	حقیقی بھائی
............عصبہ..........	
2	2

درج بالا پہلی مثال میں چونکہ حقیقی بہنیں دو ہیں اور حقیقی بھائی نہیں ہے تو اس صورت میں دو حقیقی بہنوں کو ان کا مقرر حصہ ثلثان دیا گیا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

فان کانتااثنتین فلھما الثلثان مماترک.(النساء : ۱۷٦)

(اگر میت کی دو حقیقی بہنیں ہوں تو ان کو میت کے کل مال کا دوتہائی حصہ دیا جائے گا)۔ بہنوں کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال چچا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا، اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی دو حقیقی بہنیں ہیں اور بہنوں کے ساتھ میت کا حقیقی بھائی بھی موجود ہے تو اس صورت میں حقیقی بھائی کی وجہ سے حقیقی بہنیں عصبہ بغیرہ بن گئیں اور کل مال ان کے مابین ایسا تقسیم کر دیا گیا کہ دو حقیقی بہنوں کو ایک حقیقی بھائی کے حصے کے برابر حصہ دیا گیا، لہذا ہر ایک حقیقی بہن کو ایک ایک حصہ اور حقیقی بھائی کو اس کا ڈبل حصہ یعنی دو حصے دیئے گئے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: **وان کانوا اخوۃ رجالاونساءً فللذکر مثل حظ الانثیین.** (النساء: ۱۷٦) یعنی ایک بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا۔

....

علاتی بہن کی نصف کی مثال۔2 میت

علاتی بہن	چچا
نصف	عصبہ
1	1

علاتی بہن کی عصبہ بغیرہ کی مثال3 میت

علاتی بہن	علاتی بھائی
..........عصبہ..........	
1	2

درج بالا پہلی مثال میں چونکہ علاتی بہن ایک ہے اور علاتی بھائی نہیں ہے تو اس صورت میں ایک علاتی بہن کو اس کا مقرر حصہ نصف دیا گیا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

ان امرؤا ھلک لیس له ولد وله اخت فلھانصف ماترک(النساء:۱۷٦)

(اگر کوئی شخص فوت ہوا، اور اس کی اولاد نہ ہوں اور اس میت کی ایک علاتی بہن ہو تو اس کو میت کے کل مال نصف دیا جائے گا)۔ علاتی بہن کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال چچا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا، اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی ایک علاتی بہن ہے اور بہن کے ساتھ میت کا علاتی بھائی بھی موجود ہے تو اس صورت میں علاتی بھائی کی وجہ سے علاتی بہن عصبہ بغیرہ بن گئی اور کل مال ان کے مابین ایسا تقسیم کر دیا گیا کہ علاتی بہن کو علاتی بھائی کے حصے کا نصف دیا گیا لہذا علاتی بہن کو ایک حصہ اور علاتی بھائی کو اس کا ڈبل حصہ یعنی دو حصے دیئے گئے، جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: **وان کانوا اخوۃ رجالاونساءً فللذکر مثل حظ الانثیین.** (النساء: ۱۷٦) یعنی ایک بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا۔

....

علاتی بہن کی ثلثان کی مثال۔3 ______ میت

2علاتی بہن	چچا
نصف	عصبہ
2	1

علاتی بہن کی عصبہ بغیرہ کی مثال4 ______ میت

2علاتی بہن	علاتی بھائی
..........عصبہ..........	
2	2

درج بالا پہلی مثال میں چونکہ علاتی بہنیں دو ہیں اور علاتی بھائی نہیں ہے تو اس صورت میں دو علاتی بہنوں کو ان کا مقرر حصہ ثلثان دیا گیا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

فان کانتااثنتین فلھما الثلثان مماترک.(النساء : ۱۷۶)

(اگر میت کی دو علاتی بہنیں ہوں تو ان کو میت کے کل مال کا دوتہائی حصہ دیا جائے گا)۔علاتی بہنوں کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال چچا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا،اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی دو علاتی بہنیں ہیں اور علاتی بہنوں کے ساتھ میت کا علاتی بھائی بھی موجود ہے تو اس صورت میں علاتی بھائی کی وجہ سے علاتی بہنیں عصبہ بغیرہ بن گئیں اور کل مال ان کے مابین ایسا تقسیم کردیا گیا کہ دو علاتی بہنوں کو ایک علاتی بھائی کے حصے کے برابر حصہ دیا گیا، لہذا ہر ایک علاتی بہن کو ایک ایک حصہ اور علاتی بھائی کو اس کا ڈبل حصہ یعنی دو حصے دیئے گئے،جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:**وان کانوا اخوۃ رجالاونساءً فللذکر مثل حظ الانثیین**(النساء: ۱۷۶)یعنی ایک بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا۔

....

درج بالا تحقیق وتفصیل سے تو معلوم یہ ہوا کہ جس خاتون کا نام ذوی الفروض میں ہو،یعنی جو خاتون مقرر حصہ والی ہے تو جب وہی خاتون اپنے برابر کے مذکر کے ساتھ آئے گی تو اس خاتون کا اپنا مقرر حصہ لینے کے بجائے وہ اپنے برابر کے مذکر کے ساتھ آنے کی وجہ سے عصبہ بغیرہ بنے گی،جس کی مثالیں بالا سطور میں گزر گئی ہے،اب وہ خواتین کہ جن کا نام ذوی الفروض میں نہ ہو،یعنی وہ خواتین مقرر حصہ والی نہ ہوں تو اگر چہ ان کے برابر کا مذکر عصبہ بننے کی صلاحیت رکھتا ہے مگر یہ خواتین ان برابر کے مذکر عصبات کے ساتھ آنے کے باوجود عصبہ بغیرہ نہیں بنیں گی۔جیسے کہ میت کے والد صاحب کی بہن یعنی میت کی پھوپھی۔جب کسی میت کے ورثاء میں صرف میت کا چچا اور اس چچا کے برابر کی خاتون یعنی پھوپھی موجود ہوں تو اس صورت میں سارا مال میت کے چچا کو بطور عصبہ دیا جائے گا اور میت کی پھوپھی محروم رہے گی،اگر چہ یہ پھوپھی،عصبہ بنفسہ یعنی چچا کی حقیقی بہن ہے،لیکن ذوی الفروض خواتین میں پھوپھی کا نام نہیں ہے لہذا یہ اپنے برابر کے عصبہ کے ساتھ آنے کے باوجود محروم رہے گی۔

﴿۳﴾﴿عصبہ مع غیرہ﴾ واماالعصبة مع غیرہ فکل انثیٰ تصیر عصبة مع انثیٰ اخریٰ کالاخت مع البنت لما ذکرنا﴾

﴿ترجمہ﴾عصبہ مع غیرہ، یہ ہر وہ خاتون ہے جو کسی دوسری خاتون کی معیت میں آنے کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہے جیسے میت کی حقیقی یا علاتی بہن کا میت کی بیٹی (یا پوتی) کی معیت میں آنا،جیسے کہ ہم نے ذکر کیا۔

﴿شرح﴾درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میت کے ذوی الفروض میں دو خواتین یعنی میت کی حقیقی اور علاتی بہنیں ایسی ہیں کہ جن کو انفرادی طور پر نصف یا ثلثان دیا جاتا ہے مگر جب یہی خواتین (میت کی حقیقی یا علاتی بہنیں) میت کی بیٹی، بیٹیوں،پوتی یا پوتیوں کے معیت میں آجائیں تو یہ بیٹی یا بیٹیاں یا پوتی یا پوتیاں اور دیگر ذوی

الفروض کا اپنا اپنا مقرر حصہ لینے کے بعد اگر کچھ مال بچتا ہے تو وہ مال ان حقیقی یا علاتی بہنوں کو بطور عصبہ مع غیرہ کے دیا جائے گا، بشرطیکہ میت کی اولاد میں مذکر، باپ، دادا اور حقیقی وعلاتی بھائی نہ ہوں۔ اگر اس درج بالا صورت ومثال میں میت کا چچا بھی ساتھ ہوگا تو وہ عصبہ بنفسہ ہونے کے باوجود عصبہ نہیں بنے گا بلکہ یہی حقیقی اور علاتی بہنیں عصبہ مع غیرہ بنیں گی۔ کیونکہ فرمان رسول اللہ ﷺ ہے: **اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة.** (میت کی حقیقی وعلاتی بہنوں کو میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ)۔ ان کی مثالیں ان شاء اللہ تعالیٰ ورثاء کے حالات میں تحریر کی جائیں گی، مگر طلباء کرام دوستوں کے لئے چند مثالیں حاضر خدمت ہیں۔ حقیقی اور علاتی بہن کا عصبہ مع غیرہ بننے کی مثالیں:

2 میت		☆	3 میت	
بیٹی	حقیقی بہن	☆	2بیٹی	حقیقی بہن
نصف	عصبہ مع غیرہ	☆	ثلثان	عصبہ مع غیرہ
1	1	☆	2	1

2 میت		☆	3 میت		
پوتی	حقیقی بہن	چچا☆	دوپوتی	دوحقیقی بہنیں	چچا
نصف	عصبہ مع غیرہ	عصبہ☆	ثلثان	عصبہ	محروم
1	1	محروم☆	2	1	

2 میت		☆	3 میت	
بیٹی	علاتی بہن	☆	2بیٹی	علاتی بہن
نصف	عصبہ مع غیرہ	☆	ثلثان	عصبہ مع غیرہ
1	1	☆	2	1

2 میت		☆	3 میت		
پوتی	علاتی بہن	چچا ☆	دوپوتی	دوعلاتی بہنیں	چچا
نصف	عصبہ مع غیرہ	عصبہ☆	ثلثان	عصبہ	محروم
1	1	محروم ☆	2	1	

عزیز طلباء: درج بالا مثالوں میں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان میں کسی میت کی ایک بیٹی یا دو بیٹیوں، یا ایک پوتی یا دو پوتیوں کے ساتھ میت کی حقیقی یا علاتی، ایک یا دو بہنیں موجود ہیں تو میت کی بیٹی اور پوتیوں نے اپنا اپنا حصہ نصف یا ثلثان لے لیا اور باقی مال میت کی حقیقی یا علاتی بہنوں نے بحیثیت عصبہ مع غیرہ لے لیا، اور جس میت کے ورثاء میں اس کا چچا موجود تھا تو وہ حقیقی یا علاتی بہن کی موجودگی میں عصبہ نہیں بن سکا بلکہ محروم کردیا گیا کیونکہ میت کی بیٹی یا پوتی کی موجودگی میں میت کی حقیقی یا علاتی بہنوں کا عصبہ بننے کے لئے آپ ﷺ کا فرمان عالی شان موجود ہے کہ ”جب میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ میت کی حقیقی یا علاتی بہن آجائے تو ان بہنوں کو ان بیٹیوں یا پوتیوں کی معیت میں عصبہ بناؤ“۔

﴿وآخر العصبات مولى العتاقة ثم عصبته على الترتيب الذى ذكرنا لقوله عليه السلام الولاء لحمة كلحمة النسب ولاشيء للاناث من ورثة المعتِق لقوله عليه السلام ليس للنساء من الولاء الاما اعتقن اواعتق من اعتقن اوكاتبن اوكاتب من كاتبن اودبرن اودبر من دبرن اوجر ولاء معتقهن اومتعق معتقهن﴾

﴿ترجمہ﴾ اور آخری عصبات، آزاد کرنے والا آقا ہے، پھر (آقا کی عدم موجودگی میں) اس (آقا) کے عصبات (نسبی)، اسی ترتیب سے جو ہم نے (عصبات نسبی میں) ذکر کئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ولاء،

نسب کی طرح ایک رشتہ ہے۔اور آزاد کرنے والے آقا کے ورثاء میں خواتین کے لئے آزاد کردہ غلام کی میراث میں کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے لئے ولاء (آزاد کردہ غلام کے مال) میں کوئی حصہ نہیں ہے، ہاں اگر بذاتِ خود ان خواتین نے کسی غلام کو آزاد کیا ہو یا ان خواتین کے آزاد کردہ غلام نے کسی کو آزاد کیا ہو، یا ان خواتین نے خود کسی غلام کو مکاتب بنایا ہو یا ان کے مکاتب نے کسی کو مکاتب بنایا ہو، یا ان خواتین نے کسی غلام کو مدبر بنایا ہو یا ان کے مدبر نے کسی کو مدبر بنایا ہو، یا ان خواتین کے آزاد کردہ غلام نے ولاء کھینچی ہو یا ان کے آزاد کردہ غلام کے آزاد کردہ غلام نے ولاء کھینچی ہو۔(تو پھر ان تمام صورتوں میں، ان غلاموں کے مرنے کے بعد ان خواتین کو حصہ دیا جائے گا)۔

﴿ولو ترک اباالمعتِق وابنه عندابی یوسف سدس الولاء للاب والباقی للابن وعند ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله تعالیٰ الولاء کله للابن ولاشیء للاب .ولو ترک ابن المعتِق وجده فالولاء کله للابن بالاتفاق .ومن ملک ذارحم محرم منه عتق علیه ویکون الولاء له بقدر الملک کثلٰث بنات للکبریٰ ثلثون دینارا وللصغریٰ عشرون دینارا فاشتریا اباهما بالخمسین ثم مات الاب وترک شیئاً فالثلثان بینهن اثلاثا بالفرض والباقی بین مشتریتی الاب اخماسا بالولاء ثلٰثة اخماسه للکبریٰ وخمساه للصغریٰ وتصح من خمسة واربعین﴾

﴿ترجمہ﴾ اگر کسی میت (فوت شدہ آزاد کردہ غلام) نے ورثاء میں (اپنے آقا

کی وفات کے بعد) آزاد کرنے والے (آقا) کا باپ اور آزاد کرنے والے (آقا) کا ایک بیٹا چھوڑا تو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام ولاء (فوت شدہ آزاد کردہ غلام کے چھوڑے ہوئے کل مال) کا چھٹا حصہ آزاد کرنے والے آقا کے باپ کو ملے گا اور باقی سارا مال اس آزاد کرنے والے (آقا) کے بیٹے کو ملے گا۔اور حضرت امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس آزاد کردہ غلام کا سارا مال، آزاد کرنے والے آقا کے بیٹے کو دیا جائے گا، اور اس کے باپ کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔اور اگر کسی میت (فوت شدہ آزاد کردہ غلام) نے ورثاء میں، (آقا کے وفات کے بعد) آزاد کرنے والے (آقا) کا دادا، اور آزاد کرنے والے (آقا) کا ایک بیٹا چھوڑا تو اس صورت میں باتفاق (آئمہ ثلاثہ) کل مال آقا کے بیٹے کو دیا جائے گا (اور دادا محروم ہوگا)۔اور جو شخص اپنے ذی رحم محرم (غلام) کا مالک بنے تو (مالک بنتے ہی) وہ ذی رحم محرم اس کی غلامی سے آزاد ہو جائے گا، اور اس آزاد شدہ (ذی رحم محرم) شخص کی ولاء، اسی مالک بننے والے (ذی رحم محرم) کے لئے اس کے حصے کی ملکیت کے مقدار برابر ہوگی، مثلاً کسی غلام شخص کی تین بیٹیوں، کبریٰ، وسطیٰ اور صغریٰ، میں سے کبریٰ نے تیس دینار اور صغریٰ نے بیس دینار جمع کر کے مجموعی طور پر پچاس دینار کے بدلے اپنے غلام باپ کو خریدا (تو غلام باپ کو خریدتے ہی وہ آزاد ہو جائے گا) اس کے بعد جب بھی وہ آزاد شدہ باپ مرے گا تو اس مرحوم کے کل مال کے دوتہائی (ثلثان) حصے تو ان تینوں بیٹیوں کو بطور ذوی الفروض کے ملیں گے جن کو یہ تینوں بیٹیاں آپس میں برابر برابر تقسیم کریں گی، اور باقی ایک تہائی (ثلث) حصہ، کبریٰ اور صغریٰ کی جمع کردہ رقم پچاس دینار

کے تناسب سے پانچ حصوں میں تقسیم ہوکر تین حصے کبریٰ کواس کے تیس دینار کے بدلے میں،اور دو حصے صغریٰ کواس کے بیس دینار کے بدلے میں،بطور ولاء (عصبہ سببی) کے ملیں گے کیونکہ ان دو بیٹیوں نے اپنی اپنی رقم جمع کر کے اپنے والد کو خریدا تھا۔اس صورت میں اس آزاد شدہ غلام کا کل ترکہ پینتالیس حصوں میں تقسیم ہوکر ہر وارث کواس کا حصہ دیا جائے گا۔

لہذا اس صورت میں کبریٰ بیٹی کو،ذی فرض کی حیثیت سے دس حصے اور عصبہ سببی کی حیثیت سے نو حصے دیئے جائیں گے یعنی کل انیس (19) حصے دیئے جائیں گے،اور صغریٰ بیٹی کو دس حصے بطور ذی فرض کے اور چھ حصے بطور عصبہ سببی کے ملیں گے تو کل سولہ (16) حصے صغریٰ کو ملیں گے،اور وسطیٰ کو صرف ذی فرض کی حیثیت سے دس حصے ملیں گے اور بطور عصبہ اس کو کچھ بھی نہیں ملے گا کیونکہ باپ کی آزادی میں اس کا کوئی مال خرچ نہیں ہوا تھا۔نقشہ درج ذیل ہے:

آزاد شدہ غلام (والد)				3×15=45
بیٹی (کبریٰ)	بیٹی (وسطیٰ)	بیٹی (صغریٰ)	بیٹی (کبریٰ معتقِۃ) (30روپے)	بیٹی (صغریٰ معتقِۃ) (20روپے)
ثلثان			عصبہ سببی	
2×15=30			1×15=15	
10	10	10	09	06

آخری عصبات یعنی مولی العتاقہ اوراس کے عصبات کی اتنی سی تشریح طلباء کرام وقارئین حضرات کے لئے کتاب کا متن سمجھنے کے لئے کافی ہے،زیادہ تشریح اور قیل وقلنا کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے دور میں یہ افراد نہیں پائے جاتے،اگر کسی کو اور زیادہ تشریح

مطلوب ہوتو وہ دیگر شارحین کی شروحات کی طرف اپنا چہرہ مبارک موڑ سکتے ہیں۔شکریہ۔

عزیز قارئین: درج بالا دو ابواب جو ''**باب مخارج الفروض**'' اور ''**باب العصبات**'' کے ہیں،کو کتاب کے انداز وترتیب سے مقدم کرکے اس کی تشریح ہوگئی،اور طلباء کرام کی خدمت کے لئے یہی انداز تدریس کو مفید سمجھنے کی وجہ سے ناچیز ان کو اسی انداز سے پڑھاتا ہے،شاید قارئین کو بھی اس کا فائدہ نظر آیا ہوگا،اگر کسی کو اچھا لگے تو اس کو اپنائے ورنہ کتاب کی ترتیب سے طلباء کرام کی خدمت کریں۔جزاکم اللہ خیرا فی الدارین۔

﴿بحمداللہ تعالیٰ تمّ باب العصبات،اللھم وفقّنالماتحب وترضیٰ﴾

....

اب یہاں سے دوبارہ ''**باب معرفة الفروض ومستحقیها**'' کی طرف آتے ہوئے ذوی الفروض حضرات کے وارث بننے کی حیثیت سے جتنے احوال ہیں وہ بیان کئے جائیں گے۔

﴿میت کے باپ کا اولاد کے ترکہ میں،میراث کی تفصیل﴾

﴿اماالاب فله احوال ثلاث (۱) الفرض المطلق وهو السدس وذلک مع الابن او ابن الابن وان سفل (۲) والفرض والتعصیب معاو ذلک مع الابنة او ابنة الابن وان سفلت (۳) التعصیب المحض وذلک عندعدم الولد و ولد الابن وان سفل﴾

﴿ترجمہ﴾ میت کے باپ کی تین حالتیں ہیں (۱) فقط مقرر حصہ،اور وہ چھٹا حصہ ہے۔اور یہ اس وقت ہے کہ جب میت کا بیٹا یا پوتا یا پڑپوتا نیچے تک ہو۔ (۲) مقرر حصہ اور عصبہ بننا ایک ساتھ،اور یہ اس وقت ہے کہ جب میت کی بیٹی ہو یا پوتی ہو یا پڑپوتی ہو،نیچے تک۔ (۳) فقط عصبہ بننا،اور یہ اس وقت ہے کہ جب میت کی کوئی اولاد یا اولاد کی اولاد ہی نہ ہو،نیچے تک۔

﴿شرح﴾ ﴿باپ کی حالت میں اولاد سے کیا مراد ہے؟﴾

باپ کے حالات ذکر کرنے سے پہلے میرے عزیز دوست یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ میراث کے مسائل میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ اولاد کی موجودگی یا اولاد کی عدم موجودگی میں، تو اس اولاد سے مراد یہ نہیں کہ صرف اپنی صلبی اور حقیقی اولاد ہوں بلکہ اصطلاح علم میراث میں اولاد اسے کہتے ہیں جو میت کی طرف بلاواسطہ یا بواسطۂ مذکر منسوب ہو۔ بلاواسطہ جیسے میت کا بیٹا بیٹی۔ اور بواسطۂ مذکر، جیسے پوتا پوتی۔ اس قید سے نواسا نواسی (بیٹی کا بیٹا بیٹی) نکل گئے کیونکہ وہ میت کی طرف، مؤنث (بیٹی) کے واسطے سے منسوب ہیں۔ اسی طرح اصل یعنی باپ سے مراد صرف صلبی اور حقیقی باپ مراد نہیں بلکہ اوپر تک اصول مراد ہے ،یعنی باپ، دادا، پردادا، لکڑ دادا، سکڑ دادا، اوپر تک حضرات مراد ہے۔

﴿باپ کی تین حالتوں کی وجۂ حصر﴾

باپ کے حالات ذکر کرنے سے پہلے میرے عزیز دوست یہ بات ذہن نشین فرمالیں کہ میراث کے مسائل میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ اولاد کی موجودگی یا اولاد کی عدم موجودگی میں، تو اس اولاد سے مراد یہ نہیں کہ صرف اپنی صلبی اور حقیقی اولاد ہوں بلکہ اولاد سے مراد بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا، پڑپوتی، لکڑ پوتا، لکڑ پوتی، سکڑ پوتا اور سکڑ پوتی نیچے تک سارا سلسلہ مراد ہوتا ہے۔ اسی طرح اصل یعنی باپ سے مراد صرف صلبی اور حقیقی باپ مراد نہیں بلکہ اوپر تک اصول مراد ہے، یعنی باپ ، دادا، پردادا، لکڑ دادا، سکڑ دادا، اوپر تک حضرات مراد ہے۔

درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جب کسی شخص کے انتقال کے بعد اس کے ورثاء میں اگر اس کا باپ بھی ہوگا تو میت کے باپ کے تین احوال ہوں گے، اور باپ کی یہ تین احوال، خود میت کے تین احوال کی بناء پر

ہوں گے۔

یا تو میت کی اولاد ہوگی یا نہیں ہوگی، اگر اولاد ہوگی تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو اولاد میں مذکر ہوں گے یا نہیں، اگر میت کی اولاد میں مذکر یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا نیچے تک، ہو، تو اس صورت میں میت کے والد کو میت کے مال میں صرف مقرر سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا۔ (خواہ مذکر اولاد کے ساتھ مؤنث اولاد ہوں یا نہ ہوں)۔ اور اگر مذکر اولاد نہ بلکہ صرف مؤنث یعنی بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑ پوتی، سکڑ پوتی نیچے تک ہو، تو اس صورت میں میت کے مال میں میت کے باپ کو مقرر سدس (چھٹا) حصہ بھی دیا جائے گا اور دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد اگر کچھ مال بچتا ہے تو وہ بھی میت کے باپ کو بطور عصبہ مل جائے گا۔ اور اگر میت کی اولاد ہی نہ ہوں تو اس صورت میں میت کے باپ کو مقرر سدس (چھٹا) حصہ نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ فقط عصبہ بنے گا یعنی دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد جو باقی مال بچے گا تو وہ میت کے باپ کو ملے گا۔ اور اگر کوئی ذوی الفروض اور عصبہ نہ ہو تو سارا مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔

میت کے باپ کی تین حالتوں کو وجہ حصر کے انداز سے بیان کرنے کے بعد اب تفصیلی انداز کو مثالوں سمیت یہ سمجھیں کہ میت کے باپ کا وارث بننے کی حیثیت سے تین احوال ہیں۔ (1) سدس فقط یعنی صرف مقرر شدہ چھٹا حصہ۔ (2) سدس مع العصبہ یعنی مقرر چھٹا حصہ اور عصبہ (3) عصبہ فقط۔

(1) سدس فقط یعنی صرف مقرر شدہ چھٹا حصہ:

میت کے باپ کو میت کے مال میں فقط سدس (چھٹا) حصہ اس وقت ملے گا کہ جب میت کی اولاد میں کوئی مذکر یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا نیچے تک، ہو، خواہ مؤنث اولاد ہوں یا نہ ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

ولابویه لکل واحدمنهما السدس مماترک ان کان له ولد.

(النساء: ۱۱)

اگر میت کی اولا دہوں تو میت کے ماں باپ میں سے ہرایک کو چھٹا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

اس صورت میں میت کے باپ کو فقط چھٹا حصہ دیا جائے گا اور اگر کوئی اور ذوی الفروض ہوں تو وہ بھی اپنا مقرر حصہ لیں گے اور باقی مال میت کے قریبی عصبہ (بیٹا، پوتا وغیرہ علی ھذا القیاس) کو بطور عصبہ بنفسہ دیا جائے گا۔

باپ کے فقط سدس کی مثالیں۔ جیسے۔

6	میت
باپ	بیٹا
سدس	عصبہ
1	5

6	میت
باپ	پوتا
سدس	عصبہ
1	5

6	میت
باپ	پڑپوتا
سدس	عصبہ
1	5

6	میت
باپ	لکڑ پوتا
سدس	عصبہ
1	5

درج بالا چار مثالوں میں میت کے کل ترکہ کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا کیونکہ میت کے ورثاء میں صرف سدس حصے والا آیا ہے، اور یہ قانون آپ دوستوں نے باب مخارج الفروض میں پڑھا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں صرف سدس آجائے تو مسئلہ چھ سے حل ہوگا، پھر چھ میں سے سدس (چھٹا حصہ) میت کے باپ کو بطور ذی فرض، دیا گیا کیونکہ میت کے باپ کے ساتھ جب میت کی اولاد میں مذکر (بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا) موجود ہو تو اس صورت میں میت کے باپ کو فقط سدس حصہ دیا جاتا ہے، تو باپ کو سدس حصہ دینے کے بعد باقی کل مال، دیگر ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں میت کی مذکر اولاد کو بطور عصبہ دیا گیا۔

....

(2) سدس مع العصبہ: یعنی مقرر چھٹا حصہ اور عصبہ کے طور پر باقی مال لینا:

اگر میت کی اولاد میں مذکر یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا نیچے تک، نہ ہو بلکہ صرف مؤنث یعنی بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑ پوتی، سکڑ پوتی نیچے تک، ہو، تو اس صورت میں میت کے مال میں میت کے باپ کو مقرر سدس (چھٹا) حصہ بھی دیا جائے گا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

ولابویه لکل واحدمنهما السدس مماترک ان کان له ولد. (النساء:۱۱)

اگر میت کی اولا دہوں تو میت کے ماں باپ میں سے ہرایک کو چھٹا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

اور دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد اگر کچھ مال باقی بچتا ہے تو وہ بھی میت کے باپ کو بطور عصبہ مل جائے گا۔ باپ کے سدس مع العصبہ کی مثالیں۔ جیسے۔

6	میت
باپ	بیٹی
سدس مع العصبہ	نصف
2+1	3

6	میت
باپ	پوتی
سدس مع العصبہ	نصف
2+1	3

6	میت
باپ	پڑپوتی
سدس مع العصبہ	نصف
2+1	3

6	میت
باپ	لکڑپوتی
سدس مع العصبہ	نصف
2+1	3

درج بالا چار مثالوں میں مسئلہ میں صرف سدس آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، جس میں سے میت کے باپ کو سدس (چھٹا یعنی ایک) حصہ بحیثیت ذی الفرض دیا گیا، پھر میت کی ایک بیٹی، ایک پوتی، ایک پڑپوتی، ایک لکڑ پوتی کو اس کا مقرر حصہ نصف دیا گیا

کیونکہ وہ ایک تھی، پھر جو مال باقی بچا تو وہ میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا۔

اگر درج بالا چار مثالوں میں ،ایک بیٹی، پوتی، پڑپوتی اور لکڑپوتی کے بجائے دو یا زیادہ بیٹیاں ہوتیں تو پھر بھی میت کے باپ کو سدس (چھٹا) حصہ دیا جاتا،اور ان دو یا زیادہ بیٹیوں، پوتیوں، پڑپوتیوں اور لکڑپوتیوں کو ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا جاتا اور باقی ماندہ مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جاتا۔(ثلثان والی مثالیں استاذ صاحب بچوں سے حل کروائے)

....

(3)عصبہ فقط: اگر کسی میت کی مذکر اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا ،لکڑپوتا ،سکڑپوتا نیچے تک، اور مؤنث اولاد یعنی بیٹی، پوتی ، پڑپوتی ،لکڑپوتی ،سکڑپوتی نیچے تک، ہی نہ ہوں، بلکہ فقط باپ ہو یا ماں یا دیگر ذوی الفروض بھی ساتھ ہوں تو اس صورت میں میت کے باپ کو مقرر حصہ سدس (چھٹا حصہ) نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ فقط عصبہ بنے گا یعنی دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد جو باقی مال بچے گا تو وہ میت کے باپ کو ملے گا اور اگر کوئی ذوی الفروض نہ ہو تو سارا مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔

باپ کے عصبہ فقط کی مثالیں جیسے۔

3	میت ☆	1	میت ☆
باپ	ماں ☆	باپ	☆
عصبہ فقط	ثلث ☆	عصبہ	☆
2	1 ☆	1	☆

4	میت ☆	2	میت ☆
باپ	بیوی ☆	باپ	شوہر ☆
عصبہ فقط	ربع ☆	عصبہ فقط	نصف ☆
3	1 ☆	1	1 ☆

درج بالا چار مثالوں میں میت کے باپ کو مقرر سدس حصہ نہیں دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد ہی نہیں ہیں، بلکہ دیگر ذی فرض یعنی پہلی مثال میں فقط ثلث آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل کر کے اس میں سے میت کی ماں کو ثلث الکل یعنی ایک حصہ، اور تیسری مثال میں فقط ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل کر کے میت کی بیوی کو ربع ،اور چوتھی مثال میں فقط نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل کر کے فوت شدہ خاتون کے شوہر کو نصف ، جو ان کا مقرر حصہ ہے، دینے کے بعد جو باقی مال بچا وہ بطور عصبہ میت کے باپ کو دیا گیا،اور جس دوسری مثال میں میت کا صرف باپ موجود ہے اور کوئی ذوی الفروض نہیں ہے تو اس صورت میں میت کے باپ کو کل مال بطور عصبہ دیا گیا۔

....

﴿میت کے جد صحیح یعنی دادا کے حصے کی تفصیل﴾

﴿والجد الصحیح کالاب الا فی اربع مسائل وسنذکرھا فی مواضعھا ان شاء اللہ تعالیٰ ویسقط الجد بالاب لان الاب اصل فی نسبتہ الی المیت،والجدالصحیح ھو الذی لاتدخل فی نسبتہ الی المیت ام.﴾

﴿ترجمہ﴾ اور میت کا دادا (میراث کے حصے کے حوالے سے) میت کے باپ کی طرح ہے مگر چار مسائل میں، میت کا دادا، میت کے باپ کی طرح نہیں ہے جن کو ہم ان شاءاللہ ان کے مقامات پر بیان کریں گے۔اور میت کا دادا، میت کے باپ کی موجودگی میں ساقط ہوگا کیونکہ میت کا باپ، میت کی طرف نسبت کرنے میں دادا سے اصل (قریب) ہے۔اور جد صحیح وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کی میت کی طرف نسبت کریں گے تو درمیان میں عورت کا رشتہ نہیں آتا۔

﴿شرح﴾

میت کے جد صحیح یعنی دادا کی احوال بیان کرتے ہوئے مصنف بابا جی رحمہ اللہ نے صرف یہ فرمایا کہ کسی بھی شخص کے مرنے کے بعد اگر اس کے ورثاء میں اگر اس کا باپ نہ ہو بلکہ اس کا دادا ہو تو اس صورت میں دادا کا وارث بننے کی حیثیت سے وہی تین احوال ہیں جو کسی میت کے باپ کی ہوتی ہیں یعنی یا تو (۱) میت کے دادا کو فقط سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے یا (۲) سدس (چھٹے حصے) کے ساتھ ساتھ اس کو دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال بھی بطور عصبہ کے ملے گا یا (۳) فقط عصبہ کی حیثیت سے کل مال یا دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال ملے گا۔ (۴) اور چوتھی حالت محروم ہونے کی ہے۔

﴿دادا کی چار حالتوں کی وجہ حصر﴾

یا تو میت کا باپ زندہ ہوگا یا نہیں؟ اگر باپ زندہ ہے تو دادا محروم ہوگا۔ اور باپ زندہ نہیں ہے تو پھر دیکھیں گے کہ میت کی اولاد ہے یا نہیں؟ اگر اولاد نہیں ہے تو دادا، عصبہ فقط ہوگا۔ اور اگر اولاد ہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ اولاد میں مذکر (بیٹا پوتا وغیرہ) ہے یا فقط مؤنث (بیٹی پوتی وغیرھا)؟ اگر اولاد میں مذکر ہے (مذکر اولاد کے ہوتے ہوئے مؤنث کا اعتبار نہیں کیا جائے گا) تو دادا کو، بوجہ محض ذی فرض کے سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا۔ اور اگر اولاد میں مذکر نہ ہو بلکہ فقط مؤنث ہو تو پھر دادا کو ذی فرض کی حیثیت سے سدس (چھٹا) حصہ بھی ملے گا اور بوجہ عصبہ کے باقی ماندہ مال بھی دیا جائے گا۔

﴿نوٹ﴾ باپ کی موجودگی میں دادا، اور دادا کی موجودگی میں پردادا، اور پردادا کی موجودگی میں لکڑ دادا، اوپر تک محروم رہے گا۔

مصنف بابا جی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سراجی میں دادا کی ان تین حالتوں کی مثالیں نہیں لکھی، جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہی مثالیں جو باپ کے احوال میں باپ

کی گزر چکی ہیں وہی مثالیں دادا کی بھی ہیں۔ لیکن ہم طلباء کرام کی خدمت میں دادا کی تین احوال کی مثالیں بھی پیش کریں گے تاکہ میرے بھائی طلباء کرام خوش ہو کر مجھے دارین کی سعادتوں کے حوالے سے دعا میں یاد فرمائیں۔ جزاک اللہ۔

(1) سدس فقط یعنی صرف مقرر شدہ چھٹا حصہ: میت کے دادا کو میت کے مال میں فقط سدس (چھٹا) حصہ اس وقت ملے گا کہ جب میت کی اولاد میں کوئی مذکر یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا نیچے تک ہو، (خواہ مؤنث اولاد ہوں یا نہ ہوں) اور میت کا باپ نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

ولابویه لکل واحدمنهما السدس مماترک ان کان له ولد (النساء:۱۱)

اگر میت کی اولاد ہوں تو میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

اس صورت میں میت کے دادا کو فقط چھٹا حصہ دیا جائے گا اور اگر کوئی اور ذوی الفروض ہوں تو وہ بھی اپنا مقرر حصہ لیں گے اور باقی مال میت کے کسی قریبی مذکر عصبہ (بیٹا، پوتا، علی ھذا الترتیب) کو بطور عصبہ بنفسہ دیا جائے گا۔ دادا کے فقط سدس کی مثالیں۔ جیسے۔

☆ میت	6
دادا	بیٹا ☆
سدس	عصبہ ☆
1	5 ☆

☆ میت	6
دادا	پوتا ☆
سدس	عصبہ ☆
1	5 ☆

☆ میت	6
دادا	پڑپوتا ☆
سدس	عصبہ ☆
1	5 ☆

☆ میت	6
دادا	لکڑ پوتا ☆
سدس	عصبہ ☆
1	5 ☆

درج بالا چار مثالوں میں میت کے کل ترکہ کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا کیونکہ میت کے ورثاء میں صرف سدس حصے والا (دادا) آیا ہے، اور یہ قانون آپ دوستوں نے باب مخارج الفروض میں پڑھا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں صرف سدس آجائے تو مسئلہ چھ سے حل ہوگا، پھر چھ میں سے سدس (ایک حصہ) میت کے دادا کو دیا گیا کیونکہ میت کے دادا کے ساتھ جب میت کی اولاد میں مذکر (بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا) موجود ہو تو اس صورت میں میت کے دادا کو فقط سدس حصہ دیا جاتا ہے، تو دادا کو سدس حصہ دینے کے بعد باقی کل مال، دیگر ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں میت کی مذکر اولاد کو بطور عصبہ دیا گیا۔

(2) سدس مع العصبہ یعنی مقرر چھٹا حصہ اور عصبہ کے طور پر باقی مال لینا:

اگر میت کی اولاد میں مذکر یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا نیچے تک، نہ ہو بلکہ صرف مؤنث یعنی بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑ پوتی، سکڑ پوتی نیچے تک، ہو، تو اس صورت میں میت کے مال میں میت کے دادا کو میت کے باپ کی عدم موجودگی میں باپ کے قائمقام سمجھ کر مقرر سدس (چھٹا) حصہ بھی دیا جائے گا جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

ولابویہ لکل واحدمنھما السدس مماترک ان کان لہ ولد. (النساء: ۱۱)

اگر میت کی اولاد ہوں تو میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا چھٹا حصہ دیا جائے گا۔

اور دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد اگر کچھ مال باقی بچتا ہے تو وہ بھی میت کے دادا کو بطور عصبہ مل جائے گا۔ دادا کے سدس مع العصبہ کی مثالیں۔ جیسے۔

6	میت
بیٹی	دادا
نصف	سدس مع العصبہ
3	2+1

6	میت
پوتی	دادا
نصف	سدس مع العصبہ
3	2 +1

6	میت
پوتی	دادا
نصف	سدس مع العصبہ
3	2+1

6	میت
لکڑ پوتی	دادا
نصف	سدس مع العصبہ
3	2+1

درج بالا چار مثالوں میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے سدس کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، پھر میت کے دادا کو سدس حصہ بحیثیت ذی فرض دیا گیا، اور میت کی بیٹی، پوتی وغیرہ کو اس کا مقرر حصہ نصف دیا گیا کیونکہ وہ ایک تھی، پھر جو مال باقی بچا تو وہ میت کے دادا کو بطور عصبہ دیا گیا۔ اگر درج بالا چار مثالوں میں، ایک بیٹی، پوتی، پڑپوتی اور لکڑ پوتی کے بجائے دو یا زیادہ بیٹیاں ہوتیں تو پھر بھی میت کے دادا کو سدس (چھٹا) حصہ دیا جاتا، اور ان دو یا زیادہ بیٹیوں، پوتیوں، پڑپوتیوں اور لکڑ پوتیوں کو ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا جاتا اور باقی ماندہ مال میت کے دادا کو بطور عصبہ دیا جاتا۔ (ثلثان والی مثالیں استاذ صاحب بچوں سے حل کروائے۔)

---

(3) عصبہ فقط:

اگر کسی میت کی مذکر اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا نیچے تک، اور مؤنث اولاد یعنی بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑ پوتی، سکڑ پوتی نیچے تک، ہی نہ ہو بلکہ فقط دادا ہو یا دادا کے ساتھ میت کی ماں بھی ساتھ ہو، تو اس صورت میں میت کے دادا کو مقرر حصہ سدس (چھٹا حصہ) نہیں دیا جائے گا بلکہ وہ فقط عصبہ بنے گا یعنی دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد جو باقی مال بچے گا تو وہ میت کے دادا کو ملے گا اور اگر کوئی ذوی الفروض نہ ہو تو سارا مال میت کے دادا کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔ دادا کے عصبہ فقط بننے کی مثالیں جیسے۔

3 میت ☆

ماں	دادا
ثلث الکل	عصبہ فقط
1	2

1- میت ☆

دادا
عصبہ
1

4 میت ☆

بیوی	دادا
ربع	عصبہ فقط
1	3

2- میت ☆

شوہر	دادا
نصف	عصبہ فقط
1	1

درج بالا چار مثالوں میں میت کے دادا کو مقرر سدس حصہ نہیں دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد ہی نہیں ہیں، پہلی مثال میں فقط ثلث آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل کر کے اس میں سے میت کی ماں کو ثلث الکل یعنی ایک حصہ، اور تیسری مثال میں فقط ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل کر کے میت کی بیوی کو ربع، اور چوتھی مثال میں فقط نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل کر کے فوت شدہ خاتون کے شوہر کو نصف، جو ان کا مقرر حصہ ہے، دینے کے بعد جو باقی مال بچا وہ بطور عصبہ میت کے دادا کو دیا گیا، اور دوسری مثال میں میت کا صرف دادا موجود ہے اور کوئی ذوی الفروض نہیں ہے تو اس صورت میں میت کے دادا کو کل مال بطور عصبہ دیا گیا۔

﴿باپ و دادا کے چار احوال میں فرق کا بیان﴾

﴿الا فی اربع مسائل. وہ چار احوال جن میں میت کے باپ اور دادا میں فرق ہے﴾

مصنف باباجی رحمہ اللہ نے درج بالا تحقیق میں دادا کی ان ہی تین احوال کی طرف اشارہ فرمایا تھا کہ جو احوال میت کے باپ کے ہیں وہی تین احوال میت کے دادا کے بھی ہیں، پھر مصنف باباجی رحمہ اللہ نے عبارت ''

الا فی اربع مسائل و سنذکرها فی مواضعها ان شاء الله تعالی''

میں کچھ ایسے خصوصی احوال کی طرف اشارہ کیا کہ جو صرف میت کے دادا کے ساتھ خاص ہیں اور میت کے باپ کے یہ چار احوال نہیں ہیں، اور ساتھ میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے یہ بھی فرما دیا کہ یہ احوال ہم یہاں ذکر نہیں کریں گے بلکہ ان کو ان کے خاص مواضع (مقامات) پر ذکر کریں گے۔ لیکن ناچیز ان کو ضمنی طور پر یہاں ذکر کرنے کی جسارت کر رہا ہے کہ کیا معلوم کہ کسی علمی و دینی ادارے میں طلباء کرام کو سراجی ان ان مقامات تک پڑھائی جائے گی یا نہیں کہ جن جن مقامات میں دادا کی یہ خصوصی چار احوال ہیں۔ اور یہاں بھی ذکر کرنے سے غرض و مقصد صرف اور صرف طلباء کرام کی خصوصی دعاؤں کا طلبگار بننا ہے۔ تو وہ چار احوال درج ذیل ہیں۔

﴿حال نمبر 1﴾ دادا کا خصوصی حال:

اگر کسی میت کے ورثاء میں حقیقی یا علاتی بہن بھائی ہوں گے تو وہ سب بہن بھائی، میت کے باپ کی موجودگی میں بالاتفاق محروم ہوں گے، لیکن اگر میت کا باپ نہ ہو، اور دادا ہو تو اس صورت میں میت کے حقیقی و علاتی بہن بھائی، میت کے دادا کی موجودگی میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک تو محروم ہوں گے مگر صاحبین (امام ابو یوسف و امام محمد رحمہما اللہ) کے نزدیک محروم نہیں ہوں گے بلکہ وہ بھی وارث بنیں گے۔ یعنی امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک، میت کے باپ اور دادا میں کوئی فرق نہیں ہے جبکہ صاحبین رحمہم اللہ کے نزدیک دونوں میں فرق ہے۔ ذیل میں دونوں صورتوں کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1 میت ☆

باپ	حقیقی یا علاتی بھائی
کل مال	محروم بالاتفاق
1	

1 میت ☆

دادا	حقیقی یا علاتی بھائی
1	محروم عندامام اعظم رحمہ اللہ تعالی

2	میت
دادا	حقیقی یا علاتی بھائی
1	1

اس صورت میں صاحبین کے نزدیک دادا کی،
موجودگی میں حقیقی یا علاتی بھائی وارث بنیں گے۔

درج بالا مثالوں میں پہلی مثال میں میت کے باپ کی موجودگی میں تمام آئمہ احناف کے نزدیک میت کے ہر قسم کے بہن بھائی محروم ہوں گے، اور دوسری مثال میں میت کے دادا کی موجودگی میں، امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک میت کے ہر قسم کے بہن بھائی محروم ہوں گے اور سارا مال میت کے دادا کو دیا جائے گا، جبکہ صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں میت کے حقیقی یا علاتی بہن بھائی محروم نہیں ہوں گے بلکہ ان کو بھی حصہ دیا جائے گا۔ جس کی تفصیل مقاسمۃ الجد میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

....

﴿حال نمبر 2﴾ دادا کا خصوصی حال:

اگر کسی میت کے ورثاء میں میاں بیوی میں سے کوئی ایک ہو اور ساتھ میں میت کے ماں باپ ہوں تو اس صورت میں شوہر یا بیوی کو اصل مخرج (کل مال) سے ان کا حصہ، ربع یا نصف، دینے کے بعد باقی مال کا ثلث (تہائی) میت کی ماں کو بطور ذی فرض دیا جائے گا اور باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔

لیکن اگر ان دونوں درج بالا مسئلوں میں زوجین میں سے کسی ایک کے ساتھ میت کے باپ کے بجائے میت کا دادا ہو تو اس صورت میں طرفین (امام اعظم ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہم اللہ) کے نزدیک زوجین کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال میں سے میت کی ماں کو ثلث

نہیں دیا جائے گا بلکہ میت کی ماں کو کل مال میں سے ثلث (تہائی) دیا جائے گا، جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک، میت کے باپ کی موجودگی کی طرح دادا کی موجودگی میں بھی باقی مال کا تہائی میت کی ماں کو دیا جائے گا اور باقی مال میت کے دادا کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔

معلوم ہوا کہ طرفین کے نزدیک میت کے باپ اور دادا میں فرق ہوگا اور امام ابو یوسف کے نزدیک فرق نہیں ہوگا۔ ذیل میں دونوں صورتوں کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

6	میت	
شوہر	ماں	باپ
نصف	ثلث مابقی	عصبہ
3	1	2

6	میت	
شوہر	ماں	داد
نصف	ثلث الکل	عصبہ
3	2	1

4	میت	
بیوی	ماں	باپ
ربع	ثلث الباقی	عصبہ
1	1	2

12	میت	
بیوی	ماں	دادا
ربع	ثلث الکل	عصبہ
3	4	5

درج بالا چار مثالوں میں جہاں میت کے والدین کے ساتھ ذوی الفروض میں سے شوہر یا بیوی موجود ہے تو اس صورت میں جہاں شوہر موجود ہے تو اس صورت میں مسئلہ چھ سے بنا ہے اور جہاں بیوی موجود ہے تو مسئلہ بارہ سے بنا ہے، کیونکہ آپ حضرات نے باب مخارج الفروض میں پڑھا تھا کہ جب مسئلہ میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آجائے تو مسئلہ چھ سے حل ہوگا۔ اور جس مسئلہ میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آجائے تو مسئلہ بارہ سے حل ہوگا۔ پھر چھ میں سے نصف شوہر کو بوجہ ذی فرض کے دیا گیا کیونکہ فوت شدہ بیوی کی اولاد نہیں ہیں، شوہر کا حصہ

نکالنے کے بعد باقی مال کا تہائی (ثلث) میت کی ماں کو اور باقی مال باپ کو بطور عصبہ دیا گیا اور جس مثال میں ماں باپ کی ساتھ میت کی بیوی ہے تو اس صورت میں بیوی کو کل مال کا چوتھائی (ربع) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد نہیں ہے، بیوی کا حصہ نکالنے کے بعد باقی مال کا تہائی حصہ میت کی ماں کو دیا گیا اور باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا۔لیکن جن مسئلوں میں میت کے باپ کی جگہ میت کا دادا ہے تو وہاں میت کی ماں کو زوجین کا حصہ لینے کے بعد باقی مال کا تہائی نہیں دیا گیا بلکہ کل مال کا تہائی حصہ دیا گیا ہے۔

....

﴿حال نمبر 3﴾ دادا کا خصوصی حال:

اگر کسی میت کے ورثاء میں میت کا باپ اور دادی موجود ہوں تو اس صورت میں میت کے باپ کی موجودگی میں میت کی دادی محروم ہوں گی مگر دادا کی موجودگی میں میت کی دادی محروم نہیں ہوں گی۔ ذیل میں دونوں صورتوں کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

1	میت ☆
باپ	دادی
عصبہ فقط	محروم
1	

6	میت ☆
☆ دادی	دادا ☆
☆ سدس	عصبہ ☆
☆ 1	5 ☆

درج بالا پہلی مثال میں میت کے باپ کے ساتھ میت کی دادی موجود ہے تو باپ کی موجودگی میں میت کی دادی محروم ہوگی۔اور جس مثال میں میت کے دادا کے ساتھ میت کی دادی موجود ہے تو وہاں میت کی دادی محروم نہیں ہوگی بلکہ مسئلہ میں نوع ثانی سے فقط سدس آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہو کر سدس (چھٹا) حصہ دادی کو دیا جائے گا کہ میت کے والدین نہیں ہیں، اور باقی پانچ حصے میت کے دادا کو بطور عصبہ بنفسہ کے دیئے جائیں گے۔

﴿حال نمبر 4﴾ دادا کا خصوصی حال:

اگر کسی میت نے اپنے ورثاء میں اپنے آزادکنندہ ،مولی العتاقہ (معتِق) کا باپ اور بیٹا چھوڑا (یعنی آزاد کرنے والے کا باپ اور بیٹا موجود تھے جبکہ خود آزاد کرنے والا اپنے آزاد کردہ غلام کی موجودگی میں مر گیا تھا) تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اس فوت شدہ غلام کے مال میں سدس (چھٹا) حصہ آزاد کرنے والے کے باپ کو دیا جائے گا اور باقی پانچ حصے اس کے آقا کے بیٹے کو دیئے جائیں گے،لیکن اگر اس فوت شدہ غلام نے آزاد کرنے والے کا دادا اور بیٹا چھوڑا تو اس صورت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک سارا مال معتِق کے بیٹے کو ملے گا اور اس کے دادا کو کچھ نہیں ملے گا۔جبکہ طرفین رحمہم اللہ کے نزدیک دونوں صورتوں میں اس غلام کا سارا مال اس آزاد کرنے والے کے بیٹے کو ملے گا اور آزاد کرنے والے کے باپ اور دادا کو کچھ بھی نہیں ملے گا،یعنی طرفین کے نزدیک آزاد کرنے والے کے بیٹے کی موجودگی میں آزاد کرنے والے کا باپ اور دادا دونوں محروم رہیں گے۔اور اسی پر فتویٰ ہے۔

6	عندابی یوسف رحمہ اللہ	آزاد کردہ غلام میت ☆
آزاد کرنے والے کا باپ		آزاد کرنے والے کا بیٹا ☆
سدس		عصبہ ☆
1		5 ☆

1	عندابی یوسف رحمہ اللہ	آزاد کردہ غلام میت ☆
آزاد کرنے والے کا بیٹا		آزاد کرنے والے کا دادا ☆
عصبہ		محروم ☆
1		☆

1 عندامام ابی حنیفہ ومحمد رحمہما اللہ آزاد کردہ غلام میت ☆

آزاد کرنے والے کا بیٹا آزاد کرنے والے کا باپ ☆

عصبہ محروم ☆

1 ☆

1 عندامام ابی حنیفہ ومحمد رحمہما اللہ آزاد کردہ غلام میت ☆

آزاد کرنے والے کا بیٹا آزاد کرنے والے کا دادا ☆

عصبہ محروم ☆

1 ☆

۰

....

﴿ویسقط الجد بالاب لان الاب اصل فی نسبته الی المیت، والجدالصحیح هوالذی لاتدخل فی نسبته الی المیت ام.﴾

مصنف باباجی رحمہ اللہ، اس درج بالاعبارت میں اس طرف اشارہ فرمارہے ہیں کہ اگر کسی میت کے ورثاء میں اس کا باپ موجود ہوتو باپ کی موجودگی میں میت کا دادا ساقط ومحروم ہوجائے گا یعنی دادا کو میت کے باپ کی موجودگی میں حصہ نہیں دیا جائے گا کیونکہ میت کا باپ ،میت کی طرف رشتہ اور نسبت میں میت کے دادا سے زیادہ قریب ہے، اور قریب کی موجودگی میں بعید والا وارث محروم ہوتا ہے جس کی تفصیل باب الحجب میں آئے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

1 میت ☆6 میت ☆3 میت ☆

باپ داد ☆ باپ بیٹا دادا☆ ماں باپ دادا ☆

1 محروم ☆سدس عصبہ محروم ☆ ثلث الکل عصبہ محروم☆

☆ 1 5 ☆ 1 2 ☆

درج بالا تینوں مثالوں میں میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا محروم رہے گا کیونکہ میت کا باپ میت کے دادا کے مقابلے میں زیادہ قریب ہے اور قریبی عصبہ کی موجودگی میں بعید والا عصبہ محروم ہوتا ہے، پہلی مثال میں سارا مال میت کے باپ کو ملے گا، اور دوسری مثال میں میت کے باپ کو میت کے بیٹے کی موجودگی میں فقط سدس حصہ ملے گا جیسا کہ آپ لوگوں نے میت کے باپ کے احوال میں پڑھا ہے کہ مذکر اولاد کی موجودگی میں میت کے باپ کو فقط مقرر حصہ سدس دیا جائے گا، اور باقی مال میت کے بیٹے کو بطور عصبہ بنفسہ کے قسم اول کے طور پر دیا گیا۔ اور تیسری مثال میں میت کی ماں کو کل مال کا تہائی (ثلث) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی نہ اولاد ہے اور نہ دو یا زیادہ بہن بھائی ہیں، اور باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا۔

۰

....

﴿الجد الصحیح هوالذی لاتدخل فی نسبته الی المیت ام.﴾

مصنف باباجی رحمہ اللہ، اس درج بالاعبارت میں اس بات کی بھی وضاحت فرمارہے ہیں کہ جد صحیح سے مراد کون ہے؟ یعنی جد صحیح کسے کہتے ہیں؟ تو فرمایا کہ کسی بھی میت کا جد صحیح وہ شخص ہوتا ہے کہ جب اس کی نسبت میت کی طرف کریں گے تو درمیان میں کسی خاتون کا واسطہ نہیں آتا ہو۔ جیسے میت کا دادا، جب دادا کی نسبت میت کی طرف کی جائے گی تو معلوم ہوگا کہ کسی بھی میت کا دادا، اس میت کے باپ کا باپ ہوتا ہے، اور پردادا، میت کے باپ کے باپ کا باپ ہوتا ہے، اور لکڑ دادا، میت کے باپ کے باپ کے باپ کا باپ ہوتا ہے۔ اوپر تک رشتہ چلاتے جاؤ۔ جب آپ یہ رشتہ اوپر تک لے گئے تو دوبارہ دیکھو کہ کیا ان اجداد میں کسی خاتون کا رشتہ ہے؟ تو معلوم ہوجائے گا کہ کسی بھی خاتون کا رشتہ نہیں کیونکہ میت کا باپ میت کے دادا کا بیٹا، دادا، پردادے کا بیٹا، پردادا، لکڑ دادے کا بیٹا ہوتا ہے

علیٰ ھذا القیاس، اوران کے درمیان خاتون کا رشتہ نہیں ہے۔لیکن جب ہم کسی میت کے نانا کا رشتہ معلوم کریں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ کسی بھی میت کا نانا، اس میت کی ماں کا باپ ہوتا ہے تو نانا اور میت کے درمیان ماں (عورت) کا واسطہ آ گیا تو معلوم ہوا کہ نانا، جد صحیح نہیں ہے بلکہ جد فاسد ہے۔

﴿میت کے اخیافی بھائیوں کے تین احوال کا بیان﴾

﴿واما لاولاد الام فاحوال ثلث(۱)السدس للواحد (۲)والثلث للاثنین فصاعدا ذکورھم واناثھم فی القسمۃ والاستحقاق سواء(۳)ویسقطون بالولد وولد الابن وان سفل وبالاب والجد بالاتفاق﴾

﴿ترجمہ﴾اور میت کی ماں کی اولاد (اخیافی بھائیوں) کی تین حالتیں ہیں۔

(1) سدس (چھٹا حصہ) جب اخیافی بھائی ایک ہو(2) ثلث (تہائی حصہ) جب اخیافی بھائی دو یا زیادہ ہوں، اس ثلث (تہائی) حصہ کی تقسیم میں اور حصے کی مقدار میں میت کے اخیافی بھائی اور اخیافی بہن برابر ہیں، (یعنی جتنا حصہ اخیافی بھائی کو ملے گا اتنا ہی حصہ اخیافی بہن کو بھی ملے گا)(3) محروم (لاوارث ہونا) اخیافی بہن بھائی، میت کی اولاد، اولاد کی اولاد نیچے تک، اور میت کے باپ، دادا اوپر تک، کی موجودگی میں ساقط (محروم ولاوارث) رہیں گے۔

﴿شرح﴾:﴿اخیافی بہن بھائیوں کی تین حالتوں میں وجہ حصر﴾

کسی بھی میت کے اخیافی بہن بھائیوں کی موجودگی میں دیکھا جائے گا کہ میت کے اصول وفروع میں سے کوئی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اخیافی بہن بھائی محروم رہیں گے۔ اور اصول وفروع میں سے کوئی نہیں تو اگر اخیافی بہن بھائی ایک ہو تو اس کو سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا۔ اور اگر اخیافی بہن بھائی دو یا زیادہ ہیں تو ان کو مجموعی طور پر ثلث (تہائی)

حصہ دیا جائے گا جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گے۔

درج بالا متن میں باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی میت کے اخیافی (ماں شریک) بھائیوں کے حالات کی تفصیل بیان فرمائی کہ اگر کسی میت کے ورثاء میں دیگر ذوی الفروض یا عصبات کی موجودگی میں میت کے اخیافی بھائی بھی ہوں تو اس اخیافی بھائیوں کو کیا حصہ ملے گا؟ تو فرمایا کہ کسی بھی میت کے اخیافی بھائیوں کی تین حالتیں ہیں۔ (۱) سدس (چھٹا) (۲) ثلث (تہائی، تیسرا) (۳) محروم ولاوارث۔تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿(۱)سدس﴾:(کل مال کا چھٹا حصہ)

یہ سدس حصہ اخیافی بھائی کو اس وقت دیا جائے گا کہ جب کسی میت کا اخیافی بھائی ایک ہو اور میت کی اولاد خواہ مذکر ہو یا مؤنث، یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑپوتی، سکڑپوتی نیچے تک نہ ہوں، اسی طرح میت کے اصول یعنی باپ، دادا، پردادا، لکڑدادا، سکڑدادا، اوپر تک نہ ہوں۔فرمان الٰہی ہے:

وان کان رجل یورث کللۃ اوامرأۃ ولہ اخ اواخت فلکل واحدمنھما السدس.(النساء: ۱۲)

اگر کسی کلالہ مرد یا عورت، (جس کا نہ باپ (اصول) ہو، اور نہ کوئی اولاد (فروع)) کی میراث تقسیم کی جا رہی ہو، اور اس کا ایک (اخیافی) بھائی یا ایک (اخیافی) بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے سدس (چھٹا) حصہ ہے۔درج ذیل مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

میت ☆	6
ایک اخیافی بھائی	چچا ☆
سدس	عصبہ ☆
1	5 ☆

میت ☆	6
ایک اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا ☆
سدس	عصبہ ☆
1	5 ☆

6	میت	☆
ایک اخیافی بھائی	شوہر	چچا ☆
سدس	نصف	عصبہ ☆
1	3	2 ☆

درج بالا تینوں مثالوں میں میت کے اخیافی بھائی کو مقرر حصہ سدس (چھٹا) دیا گیا کیونکہ وہ اخیافی بھائی ایک ہے اور میت کے اصول وفروع یعنی آبا واجداداور اولا دنہیں ہیں، لہذا تینوں مثالیں چھ سے حل ہوں گی کیونکہ پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں صرف سدس آیا ہے اور تیسری مثال میں سدس کے ساتھ شوہر کا نصف حصہ بھی آ گیا تو نوع اول میں سے نصف، جب نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتا ہے تو مسئلہ چھ سے حل ہوتا ہے، لہذا تینوں مثالوں میں میت کے اخیافی بھائی کو سدس دیا جائے گا اور تیسری مثال میں شوہر کو نصف دیا جائے گا کیونکہ فوت شدہ خاتون کی اولا دنہیں ہے۔اور باقی مال عصبات کو دیا جائے گا۔

....

﴿(2) ثلث﴾: (کل مال کا تہائی حصہ) یہ ثلث حصہ اخیافی بھائی کو اس وقت دیا جائے گا کہ جب کسی میت کے اخیافی بھائی دو یا زیادہ ہوں اور میت کی اولا د خواہ مذکر ہو یا مؤنث ،یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا ،لکڑ پوتا،سکڑ پوتا ،بیٹی، پوتی ،پڑپوتی،لکڑ پوتی ،سکڑ پوتی نیچے تک نہ ہوں، اسی طرح میت کے اصول یعنی باپ، دادا، پردادا،لکڑ دادا،سکڑ دادا، اوپر تک نہ ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث.(النساء: ۱۲)

اگر میت کے اخیافی بہن بھائی دو یا زیادہ ہوں تو اس صورت میں وہ سب میت کے کل مال کے تہائی حصے میں شریک ہوں گے۔

جیسے درج ذیل مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

3	میت ☆
دواخیافی بھائی	چچا ☆
ثلث	عصبہ ☆
1	2 ☆

3	میت ☆
تین اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا ☆
ثلث	عصبہ ☆
1	2 ☆

6	میت	☆
پانچ اخیافی بھائی	شوہر	چچا ☆
ثلث	نصف	عصبہ ☆
2	3	1 ☆

درج بالا تین مثالوں میں پہلی دو مثالوں میں صرف ثلث آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوگا اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ثلث کے ساتھ آنے کی وجہ سے چھ سے حل ہوگا، تینوں مثالوں میں میت کے دو یا زیادہ اخیافی بھائی کو مقرر حصہ ثلث (تیسرا، تہائی) دیا گیا کیونکہ وہ دو یا زیادہ ہیں اور میت کے اصول وفروع یعنی آباء واجداداور اولا دنہیں ہیں، لہذا پہلی اور دوسری مثال تین سے حل ہوگی کیونکہ صرف ثلث آنے سے مسئلہ تین سے حل ہوتا ہے، اور تیسری مثال میں ثلث کے ساتھ شوہر کا نصف حصہ بھی آ گیا تو نوع اول میں سے نصف، جب نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آتا ہے تو مسئلہ چھ سے حل ہوتا ہے، لہذا تینوں مثالوں میں میت کے اخیافی بھائیوں کو ثلث حصہ دیا جائے گا کہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں، اور تیسری مثال میں شوہر کو نصف دیا جائے گا کیونکہ فوت شدہ خاتون کی اولا دنہیں ہے۔اور باقی ماندہ مال، عصبات (چچا اور کزن) کو دیا جائے گا۔

....

﴾(3)محروم﴿: (کچھ حصہ بھی نہیں ملے گا) اخیافی بھائی اس وقت محروم ولاوارث ہوں گے جب کسی میت کی اولاد خواہ مذکر ہو یا مؤنث، یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑپوتی، سکڑپوتی نیچے تک کوئی موجود ہوں، اسی طرح میت کے اصول یعنی باپ، دادا، پردادا، لکڑدادا، سکڑدادا، اوپر تک میں کوئی موجود ہوں۔

1 میت ☆ 1 میت ☆
بیٹا ایک اخیافی بھائی ☆ پوتا ایک اخیافی بھائی ☆
عصبہ محروم ☆ عصبہ محروم ☆
1 ☆ 1 ☆

2 میت ☆ 1 میت ☆
شوہر دادا دواخیافی بھائی ☆ پڑپوتا چاراخیافی بھائی ☆
نصف عصبہ محروم ☆ عصبہ محروم ☆
1 1 ☆ 1 ☆

1 میت ☆ 6 میت ☆
پردادا دواخیافی بھائی ☆ بیٹی دادا دواخیافی بھائی ☆
عصبہ محروم ☆ نصف سدس مع العصبہ محروم ☆
1 ☆ 3 1+2 ☆

درج بالا چھ مثالوں میں سے پہلی، دوسری، چوتھی اور پانچویں مثال میں صرف عصبہ آنے کی وجہ سے سارا مال عصبہ کو دیا گیا، جبکہ تیسری مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل ہوگا، اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے سدس کے ساتھ آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہوگا۔ ان درج بالا تمام مثالوں میں میت کے

اخیافی بھائی اس لئے محروم ہوں گے کہ میت کی اولاد اور دادا (اصول وفروع) موجود ہیں۔ پہلی، دوسری اور چوتھی مثال میں بیٹے، پوتے اور پڑپوتے کو، اور پانچویں مثال میں میت کے دادا کو کل مال بطور عصبہ دیا جائے گا کیونکہ ان کے ساتھ ان مثالوں میں کوئی ذوی الفروض نہیں ہے، تیسری مثال میں فوت شدہ خاتون کے شوہر کو کل مال کا نصف دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی کوئی اولاد نہیں ہے اور باقی مال میت کے دادا کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔ اور چھٹی مثال میں میت کی بیٹی کو کل مال کا نصف دیا گیا کیونکہ وہ ایک ہے اور میت کا بیٹا نہیں ہے، اور دادا کو سدس اس لئے ملے گا کہ میت کی مؤنث اولاد (بیٹی) موجود ہے، اور ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی ماندہ مال بھی میت کے دادا کو بطور عصبہ ملے گا۔

....

﴾شوہر کی دوحالتیں﴿

﴾واما للزوج فحالتان: النصف عندعدم الولد وولد الابن وان سفل. والربع مع الولد اوولد الابن وان سفل﴿

﴾ترجمہ﴿ اور شوہر کی دو حالتیں ہیں۔ (1) کل مال کا نصف (آدھا) یہ اس وقت ملے گا جب میت کی اولاد اور اولاد کی اولاد، نیچے تک نہ ہوں۔ (2) کل مال کا ربع (چوتھائی) یہ اس وقت ملے گا جب میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد نیچے تک موجود ہوں۔

﴾شرح﴿ درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی فوت شدہ خاتون کی میراث (ترکہ) میں اس کے شوہر کی حالتیں بیان فرمائی ہے، فرماتے ہیں کہ اگر کسی عورت کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی میراث وترکے میں، اس کے شوہر کو دو مقرر حصوں میں سے ایک حصہ ضرور ملے گا جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿(1) نصف﴾ یعنی کل مال کا آدھا: شوہر کو اپنی فوت شدہ بیوی کے مال کا نصف آدھا حصہ اس وقت دیا جائے گا کہ جب فوت شدہ بیوی کی اپنے اس موجودہ شوہر سے یا کسی ماقبل فوت شدہ یا طلاق دینے والے شوہر سے یا نعوذ باللہ زنا سے اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑ پوتی، سکڑ پوتی نیچے تک کوئی موجود نہ ہوں، اگر چہ کہ شوہر کی کسی اور بیوی سے اولاد موجود ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

ولکم نصف ماترک ازواجکم ان لم یکن لھن ولد. (النساء: ۱۲)

تم شوہروں کو اپنی بیویوں کے مال میں سے آدھا حصہ دیا جائے گا بشرطیکہ ان فوت شدہ بیویوں کی اولاد نہ ہوں۔ جیسے:

میت 2	
شوہر	چچا
نصف	عصبہ
1	1

میت 6		
شوہر	ایک اخیافی بھائی	چچا
نصف	سدس	عصبہ
3	1	2

میت 6		
شوہر	دو اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا
نصف	ثلث	عصبہ
3	2	1

میت 2	
شوہر	باپ
نصف	عصبہ
1	1

درج بالا چار مثالوں میں پہلی اور چوتھی مثال میں صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے تقسیم ہوگا، اور دوسری مثال میں نصف اور سدس آنے سے اور تیسری مثال میں نصف اور ثلث آنے سے مسئلہ چھ سے تقسیم ہوگا، ان چاروں مثالوں میں فوت شدہ بیوی کے شوہر کو بیوی کے کل مال کا نصف آدھا حصہ دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہیں، اور پہلی اور

چوتھی مثال میں میت کے چچا اور باپ کو عصبہ کے طور پر باقی مال دیا جائے۔ دوسری مثال میں میت کے اخیافی بھائی کو سدس حصہ دیا جائے گا کیونکہ وہ ایک ہے اور میت کے اصول و فروع نہیں ہیں، اور تیسری مثال میں میت کے اخیافی بھائی کو ثلث دیا جائے گا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں، اور ان دو مثالوں میں میت کے چچا اور چچازاد کزن کو عصبہ کی حیثیت سے باقی ماندہ مال ملے گا۔

﴿(2) ربع﴾ یعنی کل مال کا چوتھائی حصہ: شوہر کو فوت شدہ بیوی کے مال کا چوتھائی حصہ اس وقت دیا جائے گا کہ جب فوت شدہ بیوی کی اپنے اس موجودہ شوہر سے یا کسی ماقبل فوت شدہ یا طلاق دینے والے شوہر سے یا نعوذ باللہ زنا سے، اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑ پوتی، سکڑ پوتی نیچے تک کوئی موجود ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کان لھن ولد فلکم الربع مماترکن. (النساء: ۱۲)

اگر (تمہاری) فوت شدہ بیویوں کی اولاد ہوں تو تم (شوہروں) کو ان کے ترکہ میں ربع (چوتھا) حصہ ملے گا۔ جیسے

میت 4	
شوہر	بیٹا
ربع	عصبہ
1	3

میت 4		
شوہر	بیٹی	چچا
ربع	نصف	عصبہ
1	2	1

میت 12		
شوہر	دو بیٹیاں	چچا
ربع	ثلثان	عصبہ
3	8	1

درج بالا تین مثالوں میں، پہلی مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے سے، اور دوسری مثال میں نوع اول میں سے ربع اور نصف آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوگا، اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے ربع اور نوع ثانی میں سے ثلثان آنے سے مسئلہ بارہ سے حل ہوگا، ان تینوں مثالوں میں فوت شدہ خاتون کے شوہر کو مرحومہ کے کل مال کا ربع (چوتھائی) حصہ دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی اولاد موجود ہیں، پہلی مثال میں بیٹا عصبہ بن کر باقی سارا مال لے لے گا، دوسری مثال میں بیٹی کو نصف مال ملے گا کیونکہ وہ ایک ہے اور تیسری مثال میں دو بیٹیوں کو ثلثان ملے گا، اور آخری دو مثالوں میں باقی مال میت کے چچا کو بطور عصبہ بنفسہ ملے گا۔

....

﴿فصل فی النساء۔خواتین کے حصوں کا بیان﴾

﴿بیویوں کی دو حالتیں﴾

﴿اما للزوجات فحالتان الربع للواحدة فصاعدة عندعدم الولد وولدالابن وان سفل. والثمن مع الولد او ولدالابن وان سفل.﴾

﴿ترجمہ﴾ میت کی بیویوں کی دو حالتیں ہیں۔(۱) ربع (چوتھائی حصہ) اور یہ ایک بیوی ہو یا زیادہ، ان کا حق ہے بشرطیکہ میت (فوت شدہ شوہر) کی اولاد اور اولاد کی اولاد نیچے تک نہ ہوں۔(۲) ثمن (آٹھواں حصہ) اور یہ اس وقت بیوی کو ملے گا کہ میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد نیچے تک ہوں۔(خواہ بیوی ایک ہو یا زیادہ)۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی فوت شدہ مسلمان مرد کی میراث (ترکہ) میں اس کی بیویوں کی حالتیں بیان فرمائی ہیں، فرماتے ہیں کہ اگر کسی

مسلمان مرد کا انتقال ہوتا ہے تو اس کی ایک بیوی یا دو، تین اور چار تک بیویوں کو شوہر کے مال میں، دو مقرر حصوں (چوتھا حصہ یا آٹھواں حصہ) میں سے ایک مقرر حصہ ضرور ملے گا، یعنی شوہر کے مرنے کے بعد شوہر کی میراث میں بیوی کی دو حالتیں ہیں۔

(۱) ربع (چوتھائی) (۲) ثمن (آٹھواں)۔جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿(1) ربع﴾ یعنی کل مال کا چوتھائی حصہ:

بیوی کو اپنے فوت شدہ شوہر کے مال کا ربع یعنی چوتھائی حصہ اس وقت دیا جائے گا کہ جب فوت شدہ شوہر کی اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا، سکڑ پوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑ پوتی، سکڑ پوتی نیچے تک کوئی موجود نہ ہوں، اگر چہ اس میت کی ایک یا کئی بیویوں کی ماقبل شوہروں سے یا نعوذ باللہ، زنا سے اولاد موجود ہوں، اسی ایک چوتھائی حصے کو وہ دو یا زیادہ بیویاں آپس میں برابر برابر تقسیم کریں گی۔فرمان الٰہی ہے:

ولهن الربع مماتركتم ان لم يكن لكم ولد.(النساء:۱۲)

اور ان بیواؤں (بیویوں) کو تم مردوں کے ترکے میں سے چوتھائی حصہ دیا جائے گا بشرطیکہ تم (فوت شدہ) شوہروں کی اولاد نہ ہوں۔جیسے درج ذیل مثالوں میں ملاحظہ فرمائیں:

4	میت ☆
بیوی	باپ ☆
ربع	عصبہ ☆
1	3 ☆

12	میت ☆	
بیوی	ایک اخیافی بھائی	چچا ☆
ربع	سدس	عصبہ ☆
3	2	7 ☆

12	میت ☆	
بیوی	دو اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا ☆
ربع	ثلث	عصبہ ☆
3	4	5 ☆

درج بالا تین مثالوں میں ،پہلی مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوگا،اور دوسری اور تیسری مثالوں میں نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوگا۔ان تینوں مثالوں میں میت کی بیوی کو ربع (چوتھائی) حصہ دیا جائے گا کیونکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد نہیں ہے،پہلی مثال میں میت کے باپ کوبطور عصبہ باقی سارامال ملے گا۔دوسری مثال میں میت کے ایک اخیافی بھائی کو سدس(چھٹا) حصہ ،اور تیسری مثال میں دواخیافی بھائیوں کوثلث (تہائی) حصہ ملے گا کیونکہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں،اور دوسری اور تیسری مثال میں میت کے چچااور کزن کوبطور عصبہ باقی سارامال ملے گا۔

....

﴿(2)ثمن﴾یعنی کل مال کا آٹھواں حصہ:

بیوی کواپنے فوت شدہ شوہر کے مال کا آٹھواں حصہ اس وقت دیا جائے گا کہ جب فوت شدہ شوہر کی اولاد یعنی بیٹا،پوتا،پڑپوتا،لکڑپوتا،سکڑپوتا،بیٹی،پوتی،پڑپوتی،لکڑپوتی ،سکڑپوتی نیچے تک کوئی موجود ہوں،خواہ ایک یا کئی بیویوں سے ہوں،یا اسی زندہ بیوی سے ہو یا ماقبل فوت شدہ بیوی سے ہوں۔اسی ایک ثمن (آٹھوے) حصے کووہ دو یا زیادہ بیویاں آپس میں برابر تقسیم کریں گی۔

فرمان الٰہی ہے:

فان کان لکم ولد فلھن الثمن مماترکتم. (النساء:۱۲)

اگر تم فوت شدہ شوہر کی اولاد ہوں تو تمہاری بیوہ بیویوں کوتمہارے مال میں سے آٹھواں حصہ دیا جائے گا۔

جیسے درج ذیل مثالوں میں ہے:

24		میت ☆
بیوی	باپ	بیٹا ☆
ثمن	سدس	عصبہ ☆
3	4	17 ☆

24		میت ☆
بیوی	دادا	بیٹا ☆
ثمن	سدس	عصبہ ☆
3	4	17 ☆

24			میت ☆
بیوی	بیٹی	باپ	دواخیافی بھائی ☆
ثمن	نصف	سدس+عصبہ	محروم ☆
3	12	5+4	☆

درج بالا تینوں مثالوں میں مسئلہ چوبیس سے بنایا گیا کیونکہ نوع اول میں سے ثمن ،نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ چوبیس سے بنتا ہے،پھران تینوں مثالوں میں میت کی بیوی کو میت کی اولاد کی موجودگی میں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا۔پہلی مثال میں میت کی مذکر اولاد (بیٹے) کی موجودگی میں میت کے باپ کوفقط سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا۔دوسری مثال میں میت کے دادا کومیت کے بیٹے (اولاد) کی موجودگی میں سدس دیا گیا کیونکہ میت کا باپ موجود نہیں ہے،پہلی اور دوسری مثال میں میت کے بیٹے کوعصبہ بنادیا گیا۔تیسری مثال میں میت کی بیٹی کوایک ہونے اور بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے نصف دیا گیا،اور میت کے باپ کوصرف بیٹی کی موجودگی کی وجہ سے مقرر حصہ سدس اور پھر عصبہ کی حیثیت سے باقی مال بھی دیا گیا،اور میت کے اخیافی بھائی ،میت کے اصول وفروع کی موجودگی میں محروم قرار دیئے گئے۔

بیویوں کی میراث کی حالتیں ختم ہوگئیں۔

....

﴿صلبی (حقیقی) بیٹیوں کی تین حالتوں کا بیان﴾

﴿واما لبنات الصلب فاحوال ثلٰث ،النصف للواحدة ، والثلثان للاثنتین فصاعدة، ومع الابن للذکر مثل حظ الانثیین و هو یعصبهن﴾

﴿ترجمہ﴾میت کے صلبی یعنی حقیقی بیٹیوں کے میراث کے حوالے سے تین احوال ہیں۔(۱)نصف:جب بیٹی ایک ہو۔(۲)ثلثان:جب بیٹی دو یا زیادہ ہوں۔(۳) عصبہ بغیرہ:جب میت کی بیٹی ،میت کے بیٹے کے ساتھ آجائے تو ایک بیٹے کو دو بیٹیوں کے برابر حصہ ملے گا،اور یہ مذکر (بیٹا) بیٹیوں کو عصبہ بنادے گا۔

﴿تشریح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی فوت شدہ مسلمان کی میراث (ترکہ) میں اس کی بیٹی کی وراثت کے حوالے سے حالتیں بیان فرمائی ہیں،فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسلمان (مرد وعورت) کا انتقال ہوتا ہے تو ان کی بیٹی کے اپنے ماں باپ کے ترکہ میں تین طرح کے حصے شرعاً مقرر ہیں یعنی بیٹی کی میراث کے حوالے سے تین حالتیں ہیں۔(۱)نصف(۲)ثلثان(۳)عصبہ بغیرہ بننا۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿1﴾﴿نصف﴾جب کسی میت (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) کی بیٹی ایک ہوگی تو اس ایک بیٹی کو میت کے کل ترکہ میں سے نصف یعنی آدھا حصہ دیا جائے گا بشرطیکہ میت کا بیٹا نہ ہو۔فرمان الٰہی ہے:**فان کانت واحدة فلها النصف.(النساء:11)**

اگر کسی میت کی ایک بیٹی ہو تو اس کو میت کے کل ترکے کا آدھا حصہ دیا جائے گا۔

6 میت ☆

بیٹی	باپ
نصف	سدس مع العصبہ
3	2+1

12 میت ☆

بیٹی	شوہر	باپ
نصف	ربع	سدس+عصبہ
6	3	1+ 2

24 میت ☆

بیٹی	بیوی	باپ
نصف	ثمن	سدس+عصبہ
12	3	5+4

2 میت ☆

بیٹی	چچا
نصف	عصبہ
1	1

4 میت ☆

بیٹی	شوہر	چچا
نصف	ربع	عصبہ
2	1	1

8 میت ☆

بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا
نصف	ثمن	عصبہ
4	1	3

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف ،نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا،دوسری مثال میں نوع اول میں سے چھوٹا حصہ ربع ،نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے بنا،تیسری مثال میں نوع اول میں سے چھوٹا حصہ ثمن،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے بنا،چوتھی مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے بنا،پانچویں مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع ، ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے بنا،چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ آٹھ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی ایک بیٹی کو، بیٹے کی عدم موجودگی میں میت کے کل مال کا نصف حصہ دیا گیا،اور پہلی تین مثالوں میں میت کے باپ کو میت کی بیٹی (اولاد) کی موجودگی میں مقرر حصہ سدس دیا گیا اور دوسری اور پانچویں مثال میں شوہر کو مرحومہ کی اولاد کی موجودگی میں ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا،اور تیسری اور چھٹی مثال میں بیوی کو مرحوم شوہر کی اولاد کی موجودگی میں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا،اور ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے

بعد باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا۔ چوتھی اور پانچویں مثال میں میت کے چچا کو اور چھٹی مثال میں چچازاد کزن کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا۔

....

﴿2﴾ ﴿ثلثان﴾ جب کسی میت (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) کی دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں گی تو ان تمام بیٹیوں کو میت کے کل ترکہ میں سے ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا جائے گا جن کو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کریں گی، بشرطیکہ میت کا بیٹا نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کن نساء فوق اثنتین فلهن ثلثاماترک. (النساء: 11)

اگر میت کی دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو ان کو کل مال کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔

مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

6	میت ☆
2بیٹی	باپ ☆
ثلثان	سدس مع العصبہ ☆
4	1+1 ☆

6		میت ☆
3بیٹی	ماں	باپ ☆
ثلثان	سدس	سدس ☆
4	1	1 ☆

24		میت ☆
4بیٹی	بیوی	باپ ☆
ثلثان	ثمن	سدس+عصبہ ☆
16	3	1+4 ☆

3	میت ☆
8بیٹی	چچا ☆
ثلثان	عصبہ ☆
2	1 ☆

12		میت ☆
3بیٹی	شوہر	چچا ☆
ثلثان	ربع	عصبہ ☆
8	3	1 ☆

24		میت ☆
5بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا ☆
ثلثان	ثمن	عصبہ ☆
16	3	5 ☆

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس آنے سے مسئلہ چھ سے بنا، تیسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی میں کے ساتھ آنے سے مسئلہ چوبیس سے بنا، چوتھی مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آنے سے مسئلہ تین سے بنا، پانچویں مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی دو یا زیادہ بیٹیوں کو، میت کے بیٹے نہ ہونے کی صورت میں، میت کے کل مال کا ثلثان حصہ دیا گیا، اور پہلی تین مثالوں میں میت کے باپ کو میت کی بیٹی (اولاد) کی موجودگی میں مقرر حصہ سدس دیا گیا، پانچویں مثال میں شوہر کو مرحومہ کی اولاد کی موجودگی میں ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا، اور تیسری اور چھٹی مثال میں بیوی کو مرحوم شوہر کی اولاد کی موجودگی میں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا، اور ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا۔ چوتھی اور پانچویں مثال میں میت کے چچا کو اور چھٹی مثال میں میت کے چچازاد کزن کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا۔

....

﴿3﴾ ﴿عصبہ بغیرہ﴾ اگر کسی میت کی ایک یا کئی بیٹیوں کے ساتھ میت کا بیٹا بھی ہوگا تو پھر میت کی یہ بیٹی اور بیٹیاں، میت کے بیٹے کی وجہ سے عصبہ بن جائے گی کیونکہ بیٹی عصبہ بنفسہ نہیں ہوتی لیکن اپنے برابر کے مذکر کے ساتھ آنے کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہے لہذا بیٹے کی موجودگی میں بیٹی کو مقرر حصہ نہیں دیا جائے گا بلکہ بیٹے کی وجہ سے عصبہ بن جائے گی، اس صورت میں اگر کوئی ذوی الفروض ہوں گے تو پہلے وہ اپنا اپنا مقرر حصہ لیں گے اس کے بعد باقی ماندہ مال، بیٹے اور بیٹی میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ایک بیٹے کو دو بیٹیوں کے حصے کے برابر حصہ ملے۔ فرمان الٰہی ہے: **للذکر مثل حظ الانثیین.** (النساء: 11)

ایک بیٹے کے لئے دو بیٹیوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

6 میت	
باپ	بیٹی بیٹا
سدس	عصبہ
1	5

6 میت		
ماں	باپ	بیٹی بیٹا
سدس	سدس	عصبہ
1	1	4

24 میت		
بیوی	باپ	بیٹی بیٹا
ثمن	سدس	عصبہ
3	4	17

3 میت	
بیٹا	بیٹی
عصبہ	
2	1

ان درج بالا چار مثالوں میں پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا،تیسری مثال میں نوع اول میں سے ثمن ،نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے سے مسئلہ چوبیس سے بنا،چوتھی مثال میں کوئی ذوی الفروض نہیں ہیں بلکہ صرف عصبات ہی ہیں تو اس صورت میں مسئلہ ان کے رؤوس (افراد) کی تعداد کی عدد سے یعنی تین سے بنا کیونکہ ایک بیٹا بمنزلہ دو بیٹیوں کے ہے،تو گویا تین بیٹیاں ہوگئیں لہذا مسئلہ تین سے حل ہوا۔

ان چار مثالوں میں میت کا بیٹا اور بیٹی ایک ساتھ آنے کی وجہ سے عصبہ بن گئے تو ان کو دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال دیا گیا۔پہلی ،دوسری اور تیسری مثال میں بیٹے کی موجودگی کی وجہ سے میت کے ماں باپ کو فقط سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا،اور تیسری مثال میں اولاد کی موجودگی میں میت کی بیوی کو ثمن حصہ دیا گیا۔

....

﴿پوتیوں کی چھ حالتوں کا بیان﴾

﴿وبنات الابن کبنات الصلب ولھن احوال ست،النصف للواحدۃ والثلثان للاثنتین فصاعدۃ عند عدم بنات الصلب، ولھن السدس مع الواحدۃ الصلبیۃ تکملۃ للثلثین،ولا یرثن مع الصلبیتین، الاان یکون بحذائھن او اسفل منھن غلام فیعصبھن، والباقی بینھم للذکر مثل حظ الانثیین ،و یسقطن بالابن﴾

﴿ترجمہ﴾:(میراث کے حوالے سے) بیٹے کی بیٹیاں (پوتیاں) حقیقی بیٹیوں کی طرح ہیں۔اور پوتیوں کی چھ حالتیں ہیں۔(۱)نصف:جب پوتی ایک ہو(۲)ثلثان:جب پوتی دو یا زیادہ ہوں بشرطیکہ میت کی حقیقی بیٹیاں نہ ہوں۔(۳)سدس:جب میت کی ایک یا زیادہ پوتی اور پوتیاں،میت کی ایک صلبی (حقیقی) بیٹی کے ساتھ آجائیں ،ثلثان کو پورا کرنے کے لئے۔(۴) لاوارث:جب میت کی ایک یا زیادہ پوتی اور پوتیاں،میت کی دو صلبی (حقیقی) بیٹیوں کے ساتھ آجائے۔(۵)عصبہ بغیرہ:ہاں اگر (دو یا زیادہ بیٹیوں کی موجودگی میں)پوتیوں کے برابر یا ان کے نیچے والی پیڑی میں پوتی کے ساتھ میت کا پوتا بھی آجائے ،تو اس صورت میں وہ پوتا ،پوتیوں کو عصبہ بنادے گا، اور باقی مال پوتے پوتیوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ میت کے پوتے کو دو پوتیوں کے حصے کے برابر حصہ ملے۔(۶)ساقط ہونا:جب میت کا بیٹا موجود ہو تو پوتے پوتیاں ساقط یعنی لاوارث محروم ہوجائیں گی۔

﴿شرح﴾درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی میت (خواہ مرد ہو یا

خاتون) کی پوتیوں کی میراث کے حوالے سے احوال بیان فرمائے ہیں کہ اگر کسی شخص کا انتقال ہوتا ہے اور اس کے ورثاء میں بیٹے نہ ہو بلکہ بیٹیاں اور پوتیاں دونوں ہوں یا صرف پوتیاں ہوں تو اس صورت میں میت کی پوتیوں کو کیا حصہ دیا جائے گا؟ تو فرمایا کہ کسی بھی میت کی پوتیوں کا میت کی میراث میں حصہ کے حوالے سے درج ذیل چھ حالتیں ہیں۔

(۱) نصف (۲) ثلثان (۳) سدس (۴) لاوارث (۵) عصبہ بغیرہ بنا (۶) محروم۔

﴿1﴾﴿نصف﴾

کسی بھی میت کی پوتی کو میت کے کل مال کا نصف یعنی آدھا حصہ تب ملے گا کہ جب پوتی ایک ہو اور میت کا بیٹا، بیٹی اور پوتا نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانت واحدة فلها النصف (النساء: ۱۱)

اگر کسی میت کی ایک بیٹی یا پوتی ہو تو اس کو میت کے کل ترکے کا آدھا حصہ دیا جائے گا۔

مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

6	میت
پوتی	باپ
نصف	سدس مع العصبہ
3	2+1

12	میت	
پوتی	شوہر	باپ
نصف	ربع	سدس+عصبہ
6	3	1+ 2

24	میت	
پوتی	بیوی	باپ
نصف	ثمن	سدس+عصبہ
12	3	5+4

2	میت
بیٹی	چچا
نصف	عصبہ
1	1

4	میت	
بیٹی	شوہر	چچا
نصف	ربع	عصبہ
2	1	1

8	میت	
بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا
نصف	ثمن	عصبہ
4	1	3

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، دوسری مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے بنا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے بنا، چوتھی مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے بنا، پانچویں مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے بنا، چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن آنے کی وجہ سے مسئلہ آٹھ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی پوتی کو صرف ایک ہونے اور بیٹا، بیٹی اور پوتا نہ ہونے کی وجہ سے میت کے کل مال کا نصف حصہ دیا گیا، اور پہلی تین مثالوں میں میت کے باپ کو میت کی بیٹی (اولاد) کی موجودگی میں مقرر حصہ سدس دیا گیا اور دوسری اور پانچویں مثال میں شوہر کو مرحومہ کی اولاد کی موجودگی میں ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا، اور تیسری اور چھٹی مثال میں بیوی کو مرحوم شوہر کی اولاد کی موجودگی میں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا، اور ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا۔ چوتھی اور پانچویں مثال میں میت کے چچا کو اور چھٹی مثال میں چچازاد کزن کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا۔

....

﴿2﴾﴿ثلثان﴾ کسی بھی میت کی پوتیوں کو میت کے کل مال کا ثلثان (دو تہائی) حصہ تب

ملے گا کہ جب پوتیاں دو یا زیادہ ہوں، اور میت کا بیٹا، بیٹی اور پوتا نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثاما ترک. (النساء: ۱۱) اگر میت کی دو یا زیادہ بیٹیاں یا پوتیاں ہوں تو ان کو کل مال کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔ جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی۔ مثالیں ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

میت	6
2پوتیاں	باپ
ثلثان	سدس مع العصبہ
4	1+1

میت	6	
3پوتیاں	ماں	باپ
ثلثان	سدس	سدس
4	1	1

میت	24	
4پوتیاں	بیوی	باپ
ثلثان	ثمن	سدس+عصبہ
16	3	1+4

میت	3
8پوتیاں	چچا
ثلثان	عصبہ
2	1

میت	12	
3پوتیاں	شوہر	چچا
ثلثان	ربع	عصبہ
8	3	1

میت	24	
5پوتیاں	بیوی	چچا کا بیٹا
ثلثان	ثمن	عصبہ
16	3	5

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس آنے سے مسئلہ چھ سے بنا، تیسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی میں کے ساتھ آنے سے مسئلہ چوبیس سے بنا، چوتھی مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آنے سے مسئلہ تین سے بنا، پانچویں مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے

ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی دو یا زیادہ پوتیوں کو بیٹا، بیٹی اور پوتے کی عدم موجودگی میں، میت کے کل مال کا ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا گیا۔ پہلی تین مثالوں میں میت کے باپ کو میت کی پوتی (اولاد) کی موجودگی میں مقرر حصہ سدس دیا گیا، پانچویں مثال میں شوہر کو مرحومہ کی اولاد کی موجودگی میں ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا، اور تیسری اور چھٹی مثال میں بیوی کو مرحوم شوہر کی اولاد کی موجودگی میں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا، اور ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا۔ چوتھی اور پانچویں مثال میں میت کے چچا کو اور چھٹی مثال میں میت کے کزن کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا

....

﴿3﴾ ﴿سدس﴾ کسی بھی میت کے ورثاء میں اگر اس کی ایک بیٹی ہو اور بیٹا نہ ہو اور اس بیٹی کے ساتھ اس کی ایک یا زیادہ پوتیاں بھی ہوں تو اس صورت میں میت کی ایک بیٹی کو میت کے کل ترکے کا نصف ملے گا، کیونکہ فرمان الٰہی ہے:

فان کانت واحدۃ فلھا النصف (النساء: ۱۱)

اگر کسی میت کی ایک بیٹی ہو تو اس کو میت کے کل ترکے کا آدھا حصہ دیا جائے گا۔

اور "**تکملة للثلثین**" کے قانون کے تحت، میت کی ایک زیادہ پوتیوں کو میت کے کل مال کا سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا تاکہ ثلثان (دو تہائی) پورا ہو جائے، بشرطیکہ میت کا پوتا نہ ہو۔

تکملة للثلثین سے مراد یہ ہے کہ آپ کو تو معلوم ہو چکا ہے کہ کسی بھی میت کے بیٹے کی عدم موجودگی میں میت کی دو یا زیادہ بیٹیوں کا حصہ ثلثان ہوتا ہے، لیکن اس صورت میں چونکہ میت کی بیٹی ایک ہے اور ساتھ میں پوتیاں بھی ہیں تو دونوں (بیٹی اور پوتی) کو بیٹیوں کے مقام پر اتار کر دونوں کو اجتماعی طور پر ثلثان دیا گیا یعنی بیٹی کو نصف اور پوتیوں کو

سدس دے دیا گیا، اور نصف اور سدس کو جمع کرنے سے ثلثان بن جاتا ہے، جیسے چھ کا نصف تین اور سدس ایک ہوتا ہے تو تین اور ایک جمع ہو کر چار بن گئے جو چھ کا ثلثان حصہ ہے۔

﴿ایک بیٹی کی موجودگی میں تکملة للثلثین کے لئے پوتی کو سدس دینے کی حدیث اور دلیل﴾

امام بخاری رحمہ اللہ روایت فرماتے ہیں:

عن هزيل بن شرحبيل قال سئل ابوموسیٰ عن ابنة وبنت ابن واخت،فقال للبنت النصف وللاخت النصف،وأئت ابن مسعود فسيتابعني ،فسئل ابن مسعود واخبر بقول ابی موسیٰ فقال لقدضللت اذا ومااانامن المهتدين.اقضی فيها بماقضی النبی ﷺ للبنت النصف ولابنة الابن السدس تكملة للثلثين ومابقی فللاخت فاتينا اباموسیٰ فاخبرناه بقول ابن مسعود فقال لاتسألونی مادام هذاالحبر فيكم.

(بخاری شریف،ص۹۹۷،ج۲،کتاب الفرائض،باب میراث ابنۃ ابن مع ابنۃ،قدیمی)

(مشکوٰۃ،ص۲۶۴،باب الفرائض،الفصل الثانی،قدیمی کراچی)

حضرت ہزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ،حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے،ایک بیٹی،ایک پوتی اور ایک حقیقی بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:بیٹی کو نصف،اور بہن کو بھی نصف حصہ دیا جائے گا۔اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ،وہ بھی اس مسئلے کے جواب میں میری ہی اتباع کریں گے۔(یعنی میرے جواب کی طرح ہی جواب دیں گے)۔جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کا بتایا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ(اگر میں نے ویسے ہی جواب دیا

تو)میں گمراہ ہو جاؤں گا اور میں ہدایت یافتہ نہیں ہوں گا۔میں تو اس مسئلے کے بارے میں وہی فیصلہ کروں گا جیسے آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا تھا۔بیٹی کو نصف، پوتی کو ثلثان پورا کرنے کے لئے سدس دیا جائے گا،اور جو باقی رہے گا تو وہ حقیقی بہن کو دیا جائے گا۔پھر ہم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے جواب کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک تم میں یہ عالم (حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ) موجود ہیں تو مجھ سے کوئی سوال نہ پوچھنا۔

﴿فضیلۃ الشیخ،فضل باقی لکھتے ہیں:﴾

''**اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة**'' صاحب کتاب،علامہ سجاوندی نے اس کو فرمان نبوی ﷺ کہا ہے لیکن ان الفاظ کے ساتھ کوئی حدیث مروی نہیں ہے بلکہ یہ بخاری شریف کی (درج بالا) حدیث کا مفہوم ہے۔جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیٹی،پوتی اور حقیقی بہن کے حصوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فیصلہ نبوی ﷺ کے مطابق بیٹی کو نصف،پوتی کو برائے **تکملة للثلثين**،سدس(چھٹا) حصہ اور باقی ماندہ مال حقیقی بہن کو عصبہ مع غیرہ بناتے ہوئے دیا اور فرمایا:**اقضی فيهابما قضی النبی ﷺ،للابنة النصف،ولابنة الابن السدس تكملة للثلثين ومابقی فللاخت.** (بخاری شریف،۹۹۷،ج۲،تقریر الحاوی)مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

☆ میت		6
بیٹی	پوتی	چچا ☆
نصف	سدس	عصبہ ☆
3	1	2 ☆

☆ میت			12
بیٹی	پوتی	شوہر	چچا ☆
نصف	سدس	ربع	عصبہ ☆
6	2	3	1 ☆

24			میت
بیٹی	دو پوتی	بیوی	باپ
نصف	سدس	ثمن	سدس+عصبہ
12	4	3	1+4

6		میت
بیٹی	تین پوتی	چچا
نصف	سدس	عصبہ
3	1	2

12			میت
شوہر	بیٹی	چار پوتی	چچا
ربع	نصف	سدس	عصبہ
3	6	2	1

24			میت
بیٹی	پوتی	بیوی	چچا کا بیٹا
نصف	سدس	ثمن	عصبہ
12	4	3	5

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، دوسری اور پانچویں مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع، نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے بنا، تیسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی ایک بیٹی کو نصف اور اس کے ساتھ آئی ہوئی ایک یا زیادہ پوتی اور پوتیوں کو سدس دیا گیا تا کہ ثلثان پورا ہو جائیں، تیسری مثال میں میت کے باپ کو میت کی بیٹی اور پوتی (اولاد) کی موجودگی میں مقرر حصہ سدس دیا گیا، اور دوسری اور پانچویں مثال میں شوہر کو مرحومہ کی اولاد کی موجودگی میں ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا، اور تیسری اور چھٹی مثال میں بیوی کو مرحوم شوہر کی اولاد کی موجودگی میں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا، اور ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا۔ پہلی، دوسری، چوتھی اور پانچویں مثال میں میت کے چچا کو اور چھٹی مثال میں کزن کو بطور

عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا۔

....

﴿4﴾ ﴿لاوارث﴾

اگر کسی شخص کے فوت ہونے کے بعد اس کے ورثاء میں بیٹے کی عدم موجودگی میں دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں اور ساتھ میں ایک یا زیادہ پوتیاں بھی ہوں تو اس صورت میں پوتیوں کو ترکہ میں سے کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا، کیونکہ دو یا زیادہ بیٹیوں کا حصہ ثلثان بنتا ہے اور وہ اس میت کی بیٹیوں نے حاصل کر لیا اس لئے اس صورت میں پوتیوں کو کچھ بھی نہیں ملے گا۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کن نساء فوق اثنتین فلھن ثلثاماترک. (النساء: ۱۱)

اگر میت کی دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں تو ان کو کل مال کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔ (جس کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی۔)

مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

6		میت
2 بیٹی	باپ	پوتی
ثلثان	سدس مع العصبہ	لاوارث
4	1+1	

6			میت
3 بیٹی	ماں	باپ	پوتی
ثلثان	سدس	سدس	لاوارث
4	1	1	

24			میت
4 بیٹی	بیوی	باپ	پوتی
ثلثان	ثمن	سدس+عصبہ	لاوارث
16	3	1 + 4	

24			میت
5 بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا	پوتی
ثلثان	ثمن	عصبہ	محروم
16	3	5	

میت				8
پوتی	چچا	شوہر	3بیٹی	
محروم	عصبہ	ربع	ثلثان	
	1	3	8	

میت			3
تین پوتی	چچا	8بیٹی	
محروم	عصبہ	ثلثان	
	1	2	

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، تیسری اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے بنا، پانچویں مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے بنا۔ چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

درج بالا چھ مثالوں میں میت کی دو یا زیادہ بیٹیوں کو، بیٹے کی عدم موجودگی میں ثلثان حصہ ملا، اور ان کی موجودگی میں میت کی پوتیاں محروم ہوں گی کیونکہ میت کی دو یا زیادہ بیٹیوں نے اپنا مقرر حصہ ثلثان لے لیا تو پوتیوں کے لئے کچھ بھی باقی نہیں بچا، پہلی، دوسری اور تیسری مثال میں میت کے ماں باپ کو سدس حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے، تیسری اور چوتھی مثال میں میت کی بیوی کو کل مال کا ثمن (آٹھواں) حصہ ملا کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔ چھٹی مثال میں فوت شدہ خاتون کے شوہر کو چوتھائی حصہ ملا کیونکہ مرحومہ کی اولاد موجود ہے۔ اور تمام مثالوں میں میت کے باپ، چچا اور کزن کو بطور عصبہ باقی مال ملے گا۔

....

﴿5﴾ ﴿عصبہ بغیرہ بننا﴾

اگر کسی شخص کے فوت ہونے کے بعد اس کے ورثاء میں بیٹا نہ ہونے کی صورت میں اس کی ایک یا دو یا زیادہ بیٹیاں ہوں اور ساتھ میں میت کی ایک یا زیادہ پوتیاں اور پوتا

بھی ہوں تو اس صورت میں میت کی بیٹی یا بیٹیاں اپنا مقرر حصہ نصف یا ثلثان لیں گی اور دیگر ذوی الفروض کی موجودگی میں ان کا اپنا مقرر حصہ لینے کے بعد باقی مال پوتے اور پوتیاں آپس میں ڈبل سنگل تقسیم کریں گے، یعنی ایک پوتے کو دو حصے اور ایک پوتی کو اس کا نصف یعنی ایک حصہ دیا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی میت کے ذوی الفروض ہی نہ ہوں بلکہ صرف پوتا پوتی ہوں تو اس صورت میں میت کا سارا مال ان پوتے اور پوتیوں کو بطور عصبہ کے مل جائے گا اور وہ اس کل مال کو آپس میں ڈبل سنگل تقسیم کریں گے۔ فرمان الٰہی ہے:

للذکر مثل حظ الانثیین(النساء: ۱۱) ایک پوتے کے لئے دو پوتیوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

میت		2
بیٹی	پوتی پوتا	
نصف	عصبہ	
1	1	

میت			4
بیٹی	شوہر	پوتی پوتا	
نصف	ربع	عصبہ	
2	1	1	

میت				24
بیٹی	بیوی	باپ	پوتی پوتا	
نصف	ثمن	سدس	عصبہ	
12	3	4	5	

میت			6
بیٹی	ماں	پوتا پوتی	
نصف	سدس	عصبہ	
3	1	2	

میت				12
شوہر	بیٹی	ماں	پوتا پوتی	
ربع	نصف	سدس	عصبہ	
3	6	2	1	

میت				12
بیٹی	شوہر	باپ	پوتا پوتی	
نصف	ربع	سدس	عصبہ	
6	3	2	1	

3 میت

2بیٹی	پوتی پوتا
ثلثان	عصبہ
2	1

6 میت

3بیٹی	ماں	پوتی پوتا
ثلثان	سدس	عصبہ
4	1	1

24 میت

4بیٹی	بیوی	پوتاپوتی
ثلثان	ثمن	عصبہ
16	3	5

6 میت

باپ	پوتاپوتی
سدس	عصبہ
1	5

6 میت

ماں	باپ	پوتاپوتی
سدس	سدس	عصبہ
1	1	4

24 میت

بیوی	باپ	پوتاپوتی
ثمن	سدس	عصبہ
3	4	17

3 میت

پوتا	پوتی
عصبہ	
2	1

ان درج بالا تیرہ مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے کی وجہ سے مسئلہ دو سے بنا، دوسری مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے بنا، تیسری، نویں اور بارھویں مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے بنا، چوتھی مثال میں نوع اول میں سے نصف،

نوع ثانی کے ساتھ آنے، اور آٹھویں مثال میں نوع ثانی میں سے ثلثان وسدس آنے، اور دسویں اور گیارھویں مثال میں نوع ثانی میں سے فقط سدس آنے سے مسئلہ چھ سے بنا۔

پانچویں اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا، ساتویں مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوا، اور تیرھویں مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں صرف عصبہ کے تین رؤس اعتباری آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوگا۔

درج بالا تیرہ مثالوں میں سے چھ ابتدائی مثالوں میں میت کی ایک بیٹی کو بیٹے کی عدم موجودگی میں کل مال کا نصف ملا، اور ساتویں، آٹھویں اور نویں مثال میں میت کی دو یا زیادہ بیٹیوں کو بوجہ عدم بیٹے کے ثلثان حصہ ملا، اور دوسری، پانچویں اور چھٹی مثال میں مرحومہ کے شوہر کو اولاد کی موجودگی میں کل مال کا ربع دیا گیا، تیسری، نویں اور بارھویں مثال میں میت کی اولاد کی موجودگی میں میت کی بیوی کو کل مال کا ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا، تیسری، چھٹی، آٹھویں، دسویں، گیارھویں اور بارھویں مثال میں میت کے والدین، یعنی ماں اور باپ میں سے ہر ایک کو اولاد کی موجودگی میں سدس سدس حصہ دیا گیا۔ اور تمام مثالوں میں میت کے پوتے پوتیوں کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا مال دیا گیا۔

....

﴿6﴾ ﴿محروم﴾

اگر کسی میت کے ورثاء میں اس کا بیٹا ہو، خواہ بیٹی ہو یا نہ ہو، تو اس صورت میں میت کے پوتے پوتیاں محروم ہو جائیں گے کیونکہ میت کا بیٹا اس کا سب سے قریبی عصبہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی میت کی اولاد میں بیٹا نہ ہو بلکہ پوتا ہو تو اس صورت میں پڑپوتے اور پڑپوتیاں محروم ہوں گے۔ علی ھذاالقیاس نیچے تک یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

6 میت			☆	6 میت			☆
باپ	بیٹی بیٹا	پوتاپوتی	☆	ماں	باپ	بیٹا	پوتا ☆
سدس	عصبہ	محروم	☆	سدس	سدس	عصبہ	محروم ☆
1	5		☆	1	1	4	☆

24 میت				☆	3 میت			☆
بیوی	باپ	پوتاپوتی	پڑپوتا	☆	بیٹا	بیٹی	پوتاپوتی	☆
ثمن	سدس	عصبہ	محروم	☆	عصبہ		محروم	☆
3	4	17		☆	2	1		☆

درج بالا چار مثالوں میں پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا،اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے ثمن،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے بنا،اور چوتھی مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں صرف عصبہ کے تین رؤس آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوگا۔

درج بالا مثالوں میں میت کے والدین میں سے ہر ایک کو اولاد کی موجودگی میں سدس سدس حصہ دیا گیا،تیسری مثال میں میت کی بیوی کو میت کی اولاد کی موجودگی میں ثمن حصہ دیا گیا،اور تمام مثالوں میں میت کے بیٹوں اور بیٹیوں کو عصبہ کے طور پر باقی ماندہ مال دیا گیا اور بیٹے کی موجودگی میں میت کے پوتے اور پوتیاں محروم رہیں گے۔

....

﴿ولو ترک ثلٰث بنات ابن بعضھن اسفل من بعض وثلٰث بنات ابن ابن اٰخر بعضھن اسفل من بعض،وثلٰث بنات ابن ابن ابن اٰخر بعضھن اسفل من بعض.بھذہ الصورة﴾

﴿ترجمہ﴾اگر کسی میت نے اپنے ورثاء میں سے،ایک بیٹے کی تین بیٹیاں اس ترتیب سے چھوڑی کہ ان میں سے بعض بیٹیاں،بعض بیٹیوں کی نیچے والی پیڑی میں ہوں،اور تین بیٹیاں دوسرے بیٹے کے بیٹے (پوتے) کی اسی ترتیب بالا کے انداز سے چھوڑی کہ بعض بیٹیاں،بعض بیٹیوں کی نیچے والی پیڑی میں ہوں،اور تین بیٹیاں،تیسرے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کی اس طرح چھوڑی کہ ان میں بعض بیٹیاں بعض دیگر بیٹیوں کی نیچے والی پیڑی میں ہوں۔ درج ذیل نقشے کے مطابق۔

<u>میت زید</u>

الفریق الاول	الفریق الثانی	الفریق الثالث
ابن (ساجد مرگیا)	ابن (ماجد مرگیا)	ابن (عابد مرگیا)
ابن (کامران مرگیا)	ابن (عرفان مرگیا)	ابن (عمران مرگیا)
بنت علیا (عائشہ)		
ابن (کریم مرگیا)	ابن (رحیم مرگیا)	ابن (زاہد مرگیا)
بنت وسطیٰ (فاطمہ)	بنت علیا (خدیجہ)	
بنت سفلیٰ (ماریہ)	ابن (بکر مرگیا)	ابن (عمر مرگیا)
	بنت وسطیٰ (لیلیٰ)	بنت علیا (کلثوم)
	بنت سفلیٰ (جویریہ)	ابن (سرور مرگیا)
		بنت وسطیٰ (سارہ)
		بنت سفلیٰ (صفیہ)

﴿العلیا من الفریق الاول لایوازیھا احد،والوسطیٰ من الفریق

الاول توازيهاالعليامن الفريق الثاني،والسفلىٰ من الفريق الاول توازيهاالوسطى من الفريق الثاني والعليامن الفريق الثالث، والسفلىٰ من الفريق الثاني توازيهاالوسطىٰ من الفريق الثالث، والسفلىٰ من الفريق الثالث لايوازيهااحد. اذاعرفت هذا فنقول للعليا من الفريق الاول النصف،وللوسطىٰ من الفريق الاول مع من يوازيهاالسدس تكملة للثلثين ولاشئى للسفليات الاان يكون معهن غلام فيعصبهن من كانت بحذائه ومن كانت فوقه ممن لم تكن ذات سهم، ويسقط من دونه﴾

﴿ترجمہ﴾(اس نقشے وتصویر میں) میت کے فریق اول کی سب سے اوپر والی بیٹی کے برابر میں کوئی اور (بیٹا یا بیٹی) نہیں۔اوراسی فریق اول کی درمیانی بیٹی کے برابر میں فریق ثانی کی سب سے اوپر والی بیٹی ہے۔اورفریق اول کی سب سے نیچے والی بیٹی کے برابر میں،فریق ثانی کی درمیانی والی اورفریق ثالث کی سب سے اوپر والی بیٹی ہے۔اورفریق ثانی کی سب سے نیچے والی بیٹی کے برابر میں فریق ثالث کی درمیانی والی بیٹی ہے،اورفریق ثالث کی سب سے نیچے والی بیٹی کے برابر میں کوئی بھی نہیں ہے،(اے عزیز طالب العلم دوست) جب آپ نے یہ ترتیب سمجھ لی تو اب ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ فریق اول کی سب سے اوپر والی بیٹی کو نصف ملے گا،اورفریق اول کی درمیانی والی بیٹی،اورفریق ثانی کی اوپر والی بیٹی کو،مجموعی طور پر سدس ملے گا تاکہ ثلثان پورا ہوجائے۔اوراس کے بعد نیچے والی بیٹیوں کو کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا،ہاں اگر ان محروم بیٹیوں کے ساتھ کوئی لڑکا (مذکر) آتا ہے تو وہ مذکر

اپنے برابر والی بیٹیوں کو اور اپنے سے اوپر والی ان تمام بیٹیوں کو عصبہ بنادے گا جو ذوی الفروض نہیں تھیں،اوراس مذکر کے نیچے والی پیڑیوں میں جو بیٹیاں ہوں گی تو وہ سب ساقط یعنی محروم ہوجائیں گی۔

﴿شرح﴾ درج بالا متن میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے بنات الابن یعنی میت کی پوتیوں، پڑپوتیوں،لکڑپوتیوں، نیچے تک کے حالات بیان فرمائے ہیں۔

میرے دوستو اور عزیز طلباء کرام،اس مسئلہ کو ذرا سمجھنے کی کوشش کریں گے تو پریشانی نہیں ہوگی۔

﴿مسئلہ تشبیب﴾

سب سے پہلے یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اس مسئلہ کو فن میراث میں مسئلہ تشبیب کہتے ہیں۔علماءِ علمِ فرائض لکھتے ہیں کہ تشبیب بروزن تفعیل کا معنی ہے شعراء کا اپنے اشعار میں عورتوں کے محاسن واوصاف بیان کرنا،شعراء کی یہ عادت ہے کہ مدحیہ قصیدہ کے شروع میں تشبیب کرتے ہیں،اس کے بعد ہر چیز کی ابتداء کو تشبیب کہا جانے لگا اگرچہ اس میں ایام شباب اورعورتوں کا ذِکر نہ ہو۔جب کہ تشبیب کی اصطلاحی تعریف یہ ہے: **ذکر البنات علی اختلاف الدرجات**. بیٹیوں اور پوتیوں کو درجہ وار ذکر کرنا۔اس مسئلہ کا وجہ تسمیہ بنام مسئلۃ التشبیب یہ ہے کہ جس طرح شعراء کی تشبیب کی وجہ سے سامعین کا ذہن اشعار کی طرف مائل ہوجاتا ہے،اسی طرح ذکر کئے گئے مسئلہ کی باریکی اوراس کی خوبی کو دیکھ کر طالب علم کا ذہن اس کے سمجھنے کے لئے مائل اورامادہ ہوجاتا ہے۔یا اس مسئلہ میں محض عورتوں کے حصوں کے ذِکر کی بناء پر اس مسئلہ کو تشبیب کہا جاتا ہے۔(اگرچہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج کل کے اس پرفتن دور میں طلباء کرام تو کیا مدارس اسلامیہ کے مدرسین وخواص بھی کسی شرعی یا تحقیقی مسئلے کی طرف اتنا آمادہ اور منہمک نہیں ہوتے جتنا یہ اولیاء وبزرگان

وقت موبائل اوران کے چینلوں پر جھکے رہتے ہیں،(انما اشکوا بثی وحزنی الی الله)

درج بالا مسئلہ تشبیب کی وجہ تسمیہ کی وضاحت کے بعداب درج بالا مسئلہ آپ طلباءذی وقار کی خدمت میں حتی الامکان آسان انداز سے پیش کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔آپ بھی ساتھ میں دعا کریں گےتو ان شاءاللہ آسانی ہوگی۔

واقعہ اور مسئلہ یہ پیش آیا کہ زید نامی ایک شخص کے تین بیٹے تھے،ایک کا نام ساجد، دوسرے کا نام ماجد اور تیسرے کا نام عابد تھا۔خدا کا کرنا کہ زید کی زندگی میں ہی تینوں بیٹے فوت ہوگئے،اورانہوں نے اپنے بعد یہ ورثاء چھوڑے۔

ساجد کا ایک بیٹا کامران اور ایک بیٹی بنام عائشہ تھی،اور ماجد کا صرف ایک بیٹا عرفان تھا،اور عابد کا بھی صرف ایک ہی بیٹا عمران تھا۔اللہ کی قدرت وحکمت کہ زید کی زندگی میں تینوں مرحوم بیٹوں (ساجد، ماجد اور عابد) کے تینوں بیٹے یعنی زید کے پوتے (کامران،عرفان، اورعمران)فوت ہوگئے صرف ساجد کی بیٹی عائشہ زندہ رہ گئی۔کامران،عرفان،اورعمران جب فوت ہوئے تو کامران کا ایک بیٹا کریم اور ایک بیٹی مسماۃ فاطمہ تھی،اورعرفان کی وفات کے وقت اس کا بیٹا رحیم اور ایک بیٹی بنام خدیجہ تھی،اورعمران کی وفات کے وقت اس کا صرف ایک ہی بیٹا زاہد تھا۔

جداعلیٰ بزرگوار جناب زید صاحب ابھی تک زندہ تھے ماشاءاللہ،کہ ان کی زندگی ہی میں ان کے تینوں پڑپوتے (کریم،رحیم،اورزاہد)مرگئے جبکہ پڑپوتیاں فاطمہ اور خدیجہ زندہ رہیں۔زید کے پڑپوتوں (کریم،رحیم،اورزاہد) کی وفات کے وقت کریم کی صرف ایک بیٹی ماریہ تھی،اوررحیم کا ایک بیٹا بکر اور ایک بیٹی کلثوم تھی،اورزاہد کا ایک بیٹا عمر اور ایک بیٹی لیلیٰ تھی۔تقدیر خداوندی کی بناء پر زید کے دونوں لکڑپوتے (بکر،اورعمر) مرگئے جبکہ لکڑپوتیاں ماریہ،کلثوم اورلیلیٰ زندہ رہیں۔زید کے لکڑپوتوں کی وفات کے وقت بکر کی ایک

بیٹی جویریہ تھی،اورعمر کا ایک بیٹا سرور اور ایک بیٹی سارہ تھی۔اللہ تعالیٰ کے اٹل فیصلہ کے تحت زید ابھی تک زندہ رہا اور اس کے لکڑپوتے سرور کا بھی انتقال ہوا،اور لکڑپوتیاں جویریہ اورسارہ زندہ رہیں،سرور کے انتقال کے وقت صرف اس کی ایک ہی بیٹی صفیہ تھی جو جداعلی زید کی لکڑپوتی تھی۔درج بالا مثال میں زید کی نسل کے چھ پیڑیوں کے تمام مذکر افراد فوت ہوگئے اورخواتین زندہ رہیں،اس کے بعد زید کا انتقال ہوتا ہے تو زید جو کہ جداعلیٰ ہے، کی میراث وترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟اس کی وضاحت کی جائے گی لہذا ہوشیار باش اور حاضر دماغ رہنا ہوگا ورنہ کچھ بھی سمجھ نہیں آئے گا۔

﴿جداعلیٰ زید﴾ جس کے درج ذیل بیٹے ہیں جو کہ پہلی پیڑھی (نسل) ہے۔

﴿پہلی پیڑھی، بیٹوں کی﴾ (نسل) میں تین بیٹے ساجد، ماجد اور عابد ہیں۔جو سب مرگئے۔

﴿دوسری پیڑھی، پوتوں کی﴾ (نسل) میں،کامران،عرفان،عمران اور عائشہ ہیں۔ان میں کامران،عرفان اورعمران فوت ہوگئے اورصرف عائشہ زندہ رہی۔

﴿تیسری پیڑھی، پڑپوتوں کی﴾ (نسل) میں،کریم،رحیم،زاہد،فاطمہ،خدیجہ ہیں۔ان میں کریم،رحیم،زاہد فوت ہوگئے اور فاطمہ وخدیجہ زندہ رہیں۔

﴿چوتھی پیڑھی،لکڑپوتوں کی﴾ (نسل) میں،بکر،عمر،ماریہ،کلثوم اورلیلیٰ ہیں۔ان میں بکر اور عمر فوت ہوگئے اورماریہ،کلثوم اورلیلیٰ زندہ رہیں۔

﴿پانچویں پیڑھی،سکڑپوتوں کی﴾ (نسل) میں،سرور،جویریہ اورسارہ ہیں۔ان میں سرور کا انتقال ہوا،اورجویریہ اورسارہ زندہ رہیں۔

﴿چھٹی پیڑھی،کگڑپوتوں کی﴾ (نسل) میں صرف سرور کی ایک بیٹی صفیہ زندہ ہے۔

میرے عزیز دوستو:

آپ کی سہولت کے لئے تمام سلسلہ نسب کو دوبارہ درج بالا انداز سے لکھا گیا

تا کہ آپ اچھے طریقے سے سمجھ سکیں کہ زید کے کون سی پیڑھی (نسل) میں کون کون افراد ورشتہ دار ہیں؟ اوران میں کون کون زندہ ہیں اورکون کون فوت ہوگئے ہیں؟ تو دوبارہ نظر دوڑائیں تو آپ کومعلوم ہوجائے گا کہ زید کی پہلی پیڑھی (نسل) کے سارے بیٹے (مذکر ورثاء) فوت ہوگئے ہیں جب کہ دوسری پیڑھی (نسل) میں زید کی صرف ایک ہی پوتی عائشہ زندہ ہے جوبمنزلہ بیٹی کے ہے کیونکہ جب کسی میت کی پہلی پیڑھی میں کوئی وارث زندہ نہیں رہتا تو دوسری پیڑھی (نسل)، پہلی پیڑھی (نسل) کے قائمقام ہوجاتی ہے تو اس صورت میں میت (زید) کی پوتی عائشہ کوزید کے کل مال وترکہ کا نصف دیا جائے گا کیونکہ فرمان الٰہی ہے:**فان کانت واحدة فلھاالنصف(النساء : ١١)**

جب میت کی ایک ہی بیٹی ہوتواس کومیت کے کل مال کانصف ملتاہے۔

اور باقی مال کسی قریبی عصبہ کومل جائے گا۔اب اگر پوتی (عائشہ) کے ساتھ زید کا پوتا ہوتا تو پھر پوتے کی وجہ سے پوتی (عائشہ) عصبہ بن جاتی ،اور مال ان دونوں میں بطور عصبہ ڈبل سنگل تقسیم ہوتا۔نقشہ یوں سمجھیں۔

2	میت زید
پوتی عائشہ	چچا
نصف	عصبہ
1	1

2	میت زید
پوتی عائشہ	پوتا
عصبہ	
1	2

درج بالا مثالوں میں پہلی مثال میں چونکہ میت کی ایک ہی پوتی ہے اورمیت کا کوئی بیٹا، بیٹی اور پوتانہیں ہےتو اس صورت میں صرف نصف آنے کی وجہ سے مسئلہ دو سے حل ہوکرایک پوتی کو بحثیت ذی فرض، نصف یعنی ایک حصہ دیا جائے گا،اور چچا کو بطور عصبہ باقی مال دیا جائے گا۔اوردوسری مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں کل مال

میت کے پوتے اور پوتی کوبطورعصبہ دیا جائے گا جس کووہ آپس میں ڈبل سنگل تقسیم کردیں گے،یعنی پوتی کوایک حصہ اور پوتے کودو حصے دیئے جائیں گے۔

اب جب آپ طلباء کرام وقارئین حضرات،مرحوم زید کی تیسری پیڑھی (پڑپوتوں) پرنظر دوڑائیں گےتو آپ کونظر آئے گا کہ زید کے اس تیسری پیڑھی کے بھی تمام مذکراولاد یعنی پڑپوتے فوت ہوچکے ہیں،اس پیڑھی میں زیدمرحوم کی صرف دوپڑپوتیاں فاطمہ وخدیجہ زندہ ہیں،توان دونوں پڑپوتیوں کوزیدمرحوم کے کل مال وترکہ کا سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا، کیونکہ جب کسی میت کی ایک پوتی اوردویازیادہ پڑپوتیاں ہوں توپوتی کونصف اور پڑپوتیوں کو **تکملة للثلثین** کے قانون کےمطابق سدس حصہ دیا جائے گااور باقی مال کسی قریبی عصبہ کودیا جائے گا،اور نیچے والی پیڑھیوں (نسلوں) کی زندہ لکڑپوتیاں وغیرہ محروم رہیں گے کیونکہ کسی بھی میت کے ترکہ میں صرف اس کی فروع خواتین کا مجموعی حصہ ثلثان ہوتا ہےاور وہ ان دو یعنی دوسری اور تیسری پیڑھی والیوں نے لے لیالہذا نیچے والی پیڑھیوں کی خواتین (ماریہ،کلثوم، لیلیٰ، جویریہ،سارہ اورصفیہ) محروم رہیں گی،ہاں اگر چوتھی پیڑھی میں کوئی مذکر(بکر یاعمر) زندہ ہوتا تو وہ عصبہ بنفسہ بن جاتا اوراس کی برابروالی خواتین ماریہ،کلثوم اور لیلیٰ ان کی وجہ سےعصبہ بغیرہ بن کر باقی مال ان کوملتا جس کو یہ عصبہ اپنے مابین ڈبل سنگل کے حساب سے تقسیم کردیتے،اوراس سے نیچےوالی خواتین محروم ہوجائیں گی۔نقشہ یوں سمجھیں۔

6			میت زید☆
پوتی	دوپڑپوتیاں	لکڑپوتیاں	چچا☆
(عائشہ)	(فاطمہ،خدیجہ)	(ماریہ،کلثوم،لیلیٰ)	عصبہ☆
نصف	سدس		☆
3	1	محروم	2 ☆

6			میت زید ☆
پوتی	دو پڑپوتیاں	لکڑپوتیاں	لکڑپوتا ☆
(عائشہ)	(فاطمہ،خدیجہ)	(ماریہ،کلثوم،لیلیٰ)	(بکروعمر)☆
نصف	سدس	عصبہ	☆
3	1	2	☆

درج بالا دونوں مثالوں میں نوع اول میں سے نصف،نوع ثانی کے سدس کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا۔

پہلی مثال میں پوتی (عائشہ) کو کل مال کا نصف دیا گیا کیونکہ وہ ایک ہے اور میت کا بیٹا، بیٹی اور پوتا نہیں ہے، اور دو پڑپوتیوں (فاطمہ وخدیجہ) کو ثلثان پورا کرنے کے لئے سدس دیا گیا کیونکہ میت کا پڑپوتا نہیں ہے، پوتی اور پڑپوتی کا اپنا حصہ نصف اور سدس لے کر ثلثان پورا ہو جانے کے بعد میت کی لکڑپوتیوں (ماریہ،کلثوم اور لیلیٰ) کے لئے کچھ نہیں بچا، لہذا باقی مال میت کے چچا کو بطور عصبہ دیا گیا۔

دوسری مثال میں میت کی صرف ایک پوتی (عائشہ) کو میت کے کل مال کا نصف ،بوجہ عدم بیٹے، بیٹی اور پوتے کے دیا گیا، اور سدس، دو پڑپوتیوں (فاطمہ وخدیجہ) کو بوجہ عدم پوتے اور پڑپوتے کے دیا گیا، اور باقی مال تین لکڑپوتیوں (ماریہ،کلثوم اور لیلیٰ) اور دو لکڑپوتوں (بکروعمر) کو بطور عصبہ دیا گیا، جس کو وہ آپس میں ڈبل سنگل تقسیم کریں گے۔

اب اگر پوتی (عائشہ) اور دو پڑپوتی (فاطمہ وخدیجہ) کا اپنا حصہ نصف اور سدس لینے کے بعد لکڑپوتی (ماریہ،کلثوم اور لیلیٰ) ،اور سکڑپوتی (سارہ اور جویریہ) کی پیڑھی (برابری) میں کوئی مذکر نہ ہوگا تو یہ لکڑپوتی اور سکڑپوتی محروم رہیں گے ،اور باقی مال کسی قریبی عصبہ مثلاً چچا یا کزن وغیرہ کو دیا جائے گا، اور اگر کگڑپوتا زندہ ہوگا تو وہ کگڑپوتا اپنے

برابر والی کگڑپوتی اور اوپر والی پیڑھی میں محروم لکڑپوتی اور سکڑپوتی کو بھی عصبہ بنا دے گا، اور پوتی اور پڑپوتی کا اپنا نصف اور سدس حصہ لینے کے بعد باقی مال ان مذکورہ افراد میں ڈبل سنگل تقسیم ہوگا یعنی لڑکے کو دو حصے اور لڑکی کو ایک حصہ دیا جائے گا۔ نقشہ یوں سمجھیں۔

6					میت زید
پوتی	دو پڑپوتیاں	لکڑپوتیاں	سکڑپوتیاں	کگڑپوتیاں	چچا☆
(عائشہ)	(فاطمہ)	(ماریہ)	(سارہ)	(صفیہ)	عصبہ☆
	(خدیجہ)	(کلثوم،لیلیٰ)	(جویریہ)		
نصف	سدس	محروم	محروم	محروم	عصبہ☆
3	1	محروم	محروم	محروم	2☆

6			میت زید
پوتی	دو پڑپوتیاں	لکڑپوتیاں سکڑپوتیاں کگڑپوتیاں کگڑپوتا	☆
(عائشہ)	(فاطمہ،خدیجہ)	______	☆
نصف	سدس	عصبات	
3	1	2	☆

درج بالا دونوں مثالوں میں نوع اول میں سے نصف،نوع ثانی کے سدس کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا۔ دونوں مثالوں میں عائشہ، جو میت کی پوتی ہے اور بیٹی کے قائمقام ہے، کو نصف دیا گیا کیونکہ ایک ہے اور اس کے ساتھ میت کا پوتا نہیں ہے، پھر پوتی کی پیڑھی (نسل) میں میت کی دو پڑپوتیاں ہیں اور ان کے ساتھ میت کا پڑپوتا نہیں ہے تو ان دونوں پڑپوتیوں کو سدس دیا گیا تاکہ ثلثان پورا ہو جائے۔

اب پہلی مثال میں چونکہ میت کی پڑپوتیوں کے نیچے والی پیڑھیوں (نسلوں)

میں کوئی مذکر موجود نہیں ہے تو میت کی لکڑ پوتیاں (ماریہ،کلثوم،لیلیٰ)،سکڑ پوتیاں (سارہ، جویریہ)،کگڑ پوتی (صفیہ) غیرہ نیچے والی لڑکیاں ساری محروم ہوگئیں، لہذا باقی سارا مال میت کے چچا کو بطور عصبہ دیا گیا۔

اور دوسری مثال میں چونکہ میت کی اولاد میں چھٹی نسل میں ایک مذکر کگڑ پوتا (مسمیٰ دلبر) موجود ہے تو اس کگڑ پوتے (مسمیٰ دلبر) نے اپنے برابر والی کگڑ پوتی یعنی صفیہ، اور اوپر والی تمام وہ لڑکیاں، جو پہلی مثال میں محروم ہوگئیں تھیں یعنی (ماریہ،کلثوم،لیلیٰ) (سارہ، جویریہ)،کو اپنی وجہ سے عصبہ بنادیا،لہذا پوتی اور پڑپوتی کا اپنا اپنا حصہ (نصف اور سدس) لینے کے بعد جو مال باقی بچا تھا، وہ تمام ان محروم لڑکیوں اور کگڑ پوتے (مسمیٰ دلبر) میں بطور عصبہ کے ڈبل سنگل تقسیم کیا جائے گا۔لہذا لکڑ پوتی (ماریہ،کلثوم اور لیلیٰ)، اور سکڑ پوتی (سارہ اور جویریہ) اور کگڑ پوتی صفیہ میں سے ہرایک کو ایک ایک حصہ ،اور کگڑ پوتے (مسمیٰ دلبر) کو دو حصے ملیں گے۔جیسے کہ فرمان الٰہی ہے: **للذکر مثل حظ الانثیین**(النساء: ۱۱) ایک پوتے کے لئے دو پوتیوں کے حصے کے برابر حصہ ہے۔

﴿حقیقی (سگی) بہنوں کی پانچ حالتوں کا بیان﴾

﴿واما للاخوات لاب وام فاحوال خمس، النصف للواحدة والثلثان للاثنتين فصاعدة ومع الاخ لاب وام للذكر مثل حظ الانثيين يصرن به عصبة لاستوائهم فى القرابة الى الميت ولهن الباقى مع البنات او بنات الابن لقوله عليه السلام اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة﴾

﴿ترجمہ﴾ (میت کی) حقیقی بہنوں کی پانچ حالتیں ہیں،(۱) نصف: جب

ایک ہو۔(۲) ثلثان: جب دو یا زیادہ ہوں۔(۳) اور جب حقیقی بھائی کے ساتھ آئے گی تو ایک بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ دیا جائے گا،اور اس حقیقی بھائی کی وجہ سے عصبہ بن جائیں گی کیونکہ حقیقی بھائی، حقیقی بہن کے ساتھ میت کی طرف رشتہ داری اور قرابت میں برابر ہے۔(۴) اور حقیقی بہنوں کو، میت کی بیٹیوں یا پوتیوں کی معیت میں آنے کی وجہ سے، جو باقی مال بچے گا وہ ان حقیقی بہنوں کو بطور عصبہ مع غیرہ کے دیا جائے گا، کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة**﴾ میت کی حقیقی اور علاتی بہنوں کو میت کی بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف بابا جی رحمہ اللہ نے کسی بھی میت (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) کی حقیقی بہن کی میراث کے حوالے سے حالات واحوال بیان کئے ہیں کہ میت کے حقیقی بہن کے پانچ حالات واحوال ہیں۔

(۱) نصف (۲) ثلثان (۳) عصبہ بغیرہ (۴) عصبہ مع غیرہ (۵) محروم۔

﴿حقیقی بہنوں کی حالات خمسہ میں وجۂ حصر﴾ دیکھا جائے گا کہ میت کے اصول وفروع میں کوئی مذکر (مرد) ہے یا نہیں؟ اگر مذکر ہے تو حقیقی بہنیں محروم ہوں گی۔اور اگر نہیں ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو حقیقی بہن کے ساتھ، حقیقی بھائی ہوگا یا نہیں؟ اگر حقیقی بھائی ہے تو اس صورت میں حقیقی بہن عصبہ بغیرہ بنے گی۔اور اگر حقیقی بھائی موجود نہیں ہے تو پھر دو حال سے خالی نہیں، یا تو مؤنث اولاد (بیٹی پوتی نیچے تک) میں سے کوئی ہوگی یا نہیں؟ اگر مؤنث اولاد ہے تو ان کی معیت میں آنے کی وجہ سے حقیقی بہن عصبہ مع غیرہ بنے گی۔اور اگر مذکورہ ورثاء میں سے کوئی بھی حقیقی بہن کے ساتھ نہ ہو تو، پھر حقیقی بہن کے ایک ہونے کی صورت میں اس کو نصف، اور دو یا زیادہ ہونے کی صورت میں ثلثان دیا جائے گا۔

﴿وضاحت﴾ مصنف باباجی رحمہ اللہ نے اگرچہ متن میں فرمایا کہ میت کی حقیقی بہن کی پانچ حالتیں ہیں مگر جب احوال کی وضاحت فرمائی تو احوال چار بیان فرمائے، اور پانچویں حالت، جومحروم ہونے کی تھی اس کونہیں لکھی (جب کہ ناچیز نے اس حالت کودرج بالاعبارت کی شرح کی شروع میں درج بالاسطور میں طلباء کرام دوستوں کے لئے تحریر کردی تاکہ ان کا ذہن مشوش نہ ہوجائے)اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ حقیقی بہن کے احوال کے بعد میت کی علاتی بہن کے احوال بیان ہوں گے توان دونوں بہنوں کی ایک ایک حالت ،یعنی حقیقی بہن کی پانچویں اور علاتی بہن کی ساتویں حالت محروم ہونے کی تھی تو مصنف باباجی رحمہ اللہ نے اس حالت کوکتاب میں اختصار لانے کے لئے حقیقی بہن کی پانچویں حالت، علاتی بہن کی ساتویں حالت میں بیان فرمادی۔اب ہم ان درج بالاحالتوں کی تفصیل بیان کریں گے،ان شاءاللہ تعالیٰ۔

﴿1﴾ ﴿نصف﴾:جب کسی میت (خواہ مذکر ہو یامؤنث) کی حقیقی بہن ایک ہوگی تو اس ایک حقیقی بہن کومیت کےکل ترکہ میں سےنصف یعنی آدھاحصہ دیاجائے گابشرطیکہ میت کی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتاپوتی نیچےتک،میت کاباپ، دادااورحقیقی بھائی نہ ہو۔فرمان الٰہی ہے:

وله اخت فلهانصف ماترک.(النساء:۱۷۶)

اگرکسی میت کی ایک حقیقی بہن ہوتواس کومیت کےکل ترکےکاآدھاحصہ دیاجائے گا۔

مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

میت 2		
حقیقی بہن	چچا	☆
نصف	عصبہ	☆
1	1	☆

میت 2		
شوہر	حقیقی بہن	چچا ☆
نصف	نصف	عصبہ ☆
1	1	کچھ بچانہیں ☆

میت 4		
حقیقی بہن	بیوی	چچا ☆
نصف	ربع	عصبہ ☆
2	1	1 ☆

میت 2		
حقیقی بہن	کزن	☆
نصف	عصبہ	☆
1	1	☆

میت 6		
حقیقی بہن	اخیافی بھائی	چچا ☆
نصف	سدس	عصبہ ☆
3	1	2 ☆

☆ میت 12			
حقیقی بہن	بیوی	اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا ☆
نصف	ربع	سدس	عصبہ ☆
6	3	2	1 ☆

ان درج بالاچھ مثالوں میں پہلی ، دوسری اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے کی وجہ سے مسئلہ دو سے بنا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع آنے سے مسئلہ چار سے بنا، پانچویں مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع، نوع ثانی کےساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی حقیقی بہن کوصرف ایک ہونے کی وجہ سے میت کےکل مال کا نصف حصہ دیا گیا، دوسری مثال میں مرحومہ کے شوہر کومرحومہ کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں نصف ،اور تیسری اور چھٹی مثال میں میت کی بیوی کوشوہر کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں ربع دیا گیا، پانچویں اور چھٹی مثال میں میت کے ایک اخیافی بھائی کوسدس دیا گیا۔تمام چھ مثالوں میں میت کے چچااور کزن کوبطورعصبہ باقی بچاہواسارامال دیا گیا۔

﴿2﴾ ﴿ثلثان﴾ جب کسی میت (خواہ مذکر ہو یامؤنث) کی دو یازیادہ حقیقی بہنیں ہوں گی توان تمام حقیقی بہنوں کومیت کےکل ترکہ میں سے ثلثان (دوتہائی) حصہ دیاجائے گاجن کو

وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی، بشرطیکہ میت کی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی نیچے تک، میت کا باپ، دادا اور حقیقی بھائی نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانتا اثنتین فلھما الثلثان مما ترک۔ (النساء: ۱۷۶)

اگر میت کی دو یا زیادہ حقیقی بہنیں ہوں تو ان کو کل مال کا دوتہائی حصہ دیا جائے گا۔

مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

3 میت	
دوحقیقی بہنیں	چچا
ثلثان	عصبہ
2	1

6 میت		
تین حقیقی بہن	اخیافی بھائی	چچا
ثلثان	سدس	عصبہ
4	1	1

12 میت		
چار حقیقی بہن	دو بیویاں	چچا
ثلثان	ربع	عصبہ
8	3	1

3 میت	
سات حقیقی بہن	کزن
ثلثان	عصبہ
2	1

6 میت		
دوحقیقی بہن	اخیافی بہن	چچا
ثلثان	سدس	عصبہ
4	1	1

6 میت	
دوحقیقی بہن	شوہر
ثلثان	نصف
4	3

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور چوتھی مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آنے سے مسئلہ تین سے بنا، دوسری اور پانچویں مثال میں، نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ چھ

سے بنا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی دو یا زیادہ حقیقی بہنوں کو میت کی اولاد، باپ، دادا، اور حقیقی بھائی کی عدم موجودگی میں، میت کے کل مال کا ثلثان (دوتہائی) حصہ دیا گیا، تیسری مثال میں میت کی بیوی کو ربع، اور چھٹی مثال میں مرحومہ کے شوہر کو نصف، میت کی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا، دوسری اور پانچویں مثال میں میت کے ایک اخیافی بھائی کو میت کے اصول وفروع کی عدم موجودگی میں سدس دیا گیا۔ اور تمام چھ مثالوں میں میت کے چچا اور کزن کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا۔ (آخری مثال میں ورثاء کے حصے اصل مخرج یعنی چھ سے بڑھ گئے، اس کو علم المیراث میں عول کہتے ہیں جس کی تفصیل باب العول میں آئے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ)

﴿3﴾ ﴿عصبہ بغیرہ﴾ اگر کسی میت کی ایک حقیقی بہن یا کئی حقیقی بہنوں کے ساتھ میت کا حقیقی بھائی بھی ہوگا تو پھر میت کی یہ حقیقی بہن اور بہنیں، میت کے حقیقی بھائی کی وجہ سے عصبہ بن جائے گی، کیونکہ حقیقی بہن بنفسہ نہیں ہوتی لیکن اپنے برابر کے مذکر کے ساتھ آنے کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہے لہذا حقیقی بھائی کی موجودگی میں حقیقی بہنوں کو مقرر حصہ نہیں دیا جائے گا بلکہ حقیقی بھائی کی وجہ سے عصبہ بغیرہ بن جائیں گی، اس صورت میں اگر کوئی ذوی الفروض ہوں گے تو پہلے وہ اپنا اپنا مقرر حصہ لیں گے اس کے بعد باقی مال حقیقی بھائی اور بہنوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ایک بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ ملے، بشرطیکہ میت کی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی نیچے تک اور میت کا باپ اور دادا نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

وان کانوا اخوۃ رجالا ونساء فللذکر مثل حظ الانثیین۔ (النساء:۱۷۶)

اگر کسی میت کے حقیقی بہن بھائی ہوں تو ایک بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا۔مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

4 میت	
بیوی	حقیقی بھائی و بہن
ربع	عصبہ
1	3

6 میت	
ماں	حقیقی بھائی و بہن
سدس	عصبہ
1	5

12 میت		
بیوی	اخیافی بھائی	حقیقی بھائی و بہن
ربع	سدس	عصبہ
3	2	7

3 میت	
حقیقی بھائی و بہن	
عصبہ	
2	1

ان درج بالا چار مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے حل ہوا،اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا،تیسری مثال میں نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے بنا،چوتھی مثال میں کوئی ذوی الفروض نہیں ہیں بلکہ صرف عصبات ہی ہیں تو اس صورت میں مسئلہ ان کے رؤوس کی تعداد کے عدد سے یعنی تین سے بنا کیونکہ حقیقی بھائی کے دو حصے اور حقیقی بہن کا ایک حصہ ہے۔

ان چار مثالوں میں میت کا حقیقی بھائی اور حقیقی بہن ایک ساتھ آنے کی وجہ سے عصبہ بن گئے تو ان کو دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال دیا گیا۔پہلی اور تیسری مثال میں اولاد کی عدم موجودگی کی وجہ سے میت کی بیوی کو ربع (چوتھا) حصہ دیا گیا، اور دوسری مثال میں دو یا زیادہ بہن بھائیوں کی وجہ سے میت کی ماں کو سدس حصہ دیا گیا،

تیسری مثال میں میت کا ایک اخیافی بھائی کو سدس حصہ دیا گیا،اور چونکہ چوتھی مثال میں میت کے ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں میت کا سارا مال میت کے ایک حقیقی بھائی اور ایک حقیقی بہن کو عصبہ کے طور پر دیا گیا جس کو وہ آپس میں ڈبل سنگل تقسیم کریں گے۔

....

﴿4﴾﴿**عصبہ مع غیرہ**﴾اگر کسی میت کی ایک حقیقی بہن یا کئی حقیقی بہنیں میت کی ایک یا زیادہ بیٹی یا پوتی کے ساتھ (معیت میں) آجائیں ،اور ساتھ میں دیگر ذوی الفروض بھی ہوں تو اس صورت میں میت کی بیٹی ،پوتی،بیٹیاں اور پوتیاں اور دیگر ذوی الفروض اپنا اپنا مقرر حصہ لیں گے،اس کے بعد اگر کچھ مال بچتا ہے تو وہ میت کے حقیقی بہنوں کو بطور عصبہ مع غیرہ کے ملے گا،بشرطیکہ میت کی اولاد میں بیٹا،پوتا نیچے تک مذکر اولاد اور میت کا باپ،دادا اور حقیقی بھائی نہ ہو۔کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿**اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة**﴾میت کی حقیقی بہنوں کو میت کی بیٹیوں (اور پوتیوں) کے ساتھ عصبہ بناؤ۔مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

2 میت	
بیٹی	حقیقی بہن
نصف	عصبہ
1	1

4 میت		
بیٹی	شوہر	حقیقی بہن
نصف	ربع	عصبہ مع غیرہ
2	1	1

24 میت			
بیٹی	پوتی	بیوی	حقیقی بہن
نصف	سدس	ثمن	عصبہ مع غیرہ
12	4	3	5

3 میت	
دو بیٹیاں	حقیقی بہن
ثلثان	عصبہ
2	1

6 میت ☆ 12 میت ☆

دو پوتیاں ماں حقیقی بہن ☆ شوہر پوتی پڑپوتی حقیقی بہن ☆

ثلثان سدس عصبہ ☆ ربع نصف سدس عصبہ ☆

4 1 1 ☆ 3 6 2 1 ☆

3 میت ☆ 12 میت ☆

تین بیٹی دو حقیقی بہنیں پوتی ☆ دو پوتی تین حقیقی بہن شوہر ☆

ثلثان عصبہ محروم ☆ ثلثان عصبہ مع غیرہ ربع ☆

2 1 ☆ 8 1 3 ☆

8 میت ☆ 3 میت ☆

دو بیوی بیٹی چار حقیقی بہن ☆ تین پوتی سات حقیقی بہن ☆

ثمن نصف عصبہ مع غیرہ ☆ ثلثان عصبہ مع غیرہ ☆

1 4 3 ☆ 2 1 ☆

3 میت ☆ 12 میت ☆

دو بیٹی دو حقیقی بہن اخیافی بہن ☆ شوہر دو پڑپوتی دو حقیقی بہن ☆

ثلثان عصبہ مع غیرہ محروم ☆ ربع ثلثان عصبہ مع غیرہ ☆

2 1 ☆ 3 8 1 ☆

درج بالا بارہ مثالوں میں پہلی مثال میں صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل ہوا، دوسری مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوا، تیسری مثال نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا، چوتھی، ساتویں، دسویں اور گیارہویں مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آنے سے مسئلہ تین سے حل ہوا، پانچویں مثال میں ثلثان وسدس آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، چھٹی، آٹھویں اور

بارھویں مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا، نویں مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن آنے سے مسئلہ آٹھ سے حل ہوا۔

ان بارہ مثالوں میں پہلی، دوسری، تیسری اور نویں مثال میں ایک بیٹی کو اور چھٹی مثال میں ایک پوتی کو، ایک ہونے اور بیٹا اور پوتا نہ ہونے کی وجہ سے نصف دیا گیا، اور چوتھی، ساتویں اور گیارھویں مثال میں دو یا زیادہ بیٹیوں کو بیٹے کی عدم موجودگی میں، اور پانچویں، آٹھویں اور دسویں مثال میں دو یا زیادہ پوتیوں کو پوتے کی عدم موجودگی، اور بارھویں مثال میں دو پڑپوتیوں کو پڑپوتے کی عدم موجودگی میں ثلثان دیا گیا، اور تیسری مثال میں ایک پوتی کو ایک بیٹی کے ساتھ آنے کی وجہ سے، اور چھٹی مثال میں ایک پڑپوتی کو ایک پوتی کے ساتھ آنے کی وجہ سے سدس دیا گیا تا کہ تکملۃ للثلثین کے قانون کے تحت ثلثان پورا ہو جائیں۔ دوسری، چھٹی، آٹھویں اور بارھویں مثال میں اولاد کی موجودگی میں شوہر کو ربع حصہ دیا گیا، تیسری، اور نویں مثال میں اولاد کی موجودگی میں بیوی کو ثمن حصہ دیا گیا، پانچویں مثال میں ماں کو اولاد کی موجودگی سدس حصہ دیا گیا، اور تمام مثالوں میں ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی ماندہ مال میت کی ایک یا زیادہ حقیقی بہنوں کو بطور عصبہ مع غیرہ کے دیا گیا۔

عزیز دوستو طلباء کرام وعلماء ذی وقار: اگر چہ مصنف بابا جی رحمہ اللہ نے حقیقی بہن کی متن کی عبارت (**وامالاخوات لاب وام فاحوال خمس**) میں کسی بھی میت کی حقیقی بہنوں کی پانچ حالتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے مگر کتاب میں مذکورہ بالا صرف چار حالات کی تفصیل بیان فرمائی ہیں اور پانچویں حالت کا تذکرہ حقیقی بہنوں کی تفصیل میں نہیں فرمایا بلکہ علاتی بہنوں کے حالات میں ذکر فرمایا، جس کی وجہ، ہم حقیقی بہنوں کی حالات کے شروع میں ذکر کر چکے ہیں، مگر ہم طلباء کرام کی خدمت میں اس پانچویں حالت کا بھی یہاں ذکر کرنے کا ارادہ کر رہے ہیں تا کہ طلباء کرام خوش ہو کر مجھ ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد فرمائیں۔

﴿5﴾ ﴿محروم﴾

﴿وبنو الاعیان والعلات کلھم یسقطون بالابن وابن الابن وان سفل وبالاب بالاتفاق وبالجد عندابی حنیفة رحمه الله .﴾

﴿ترجمہ﴾ کسی بھی میت کے حقیقی اور علاتی بہن بھائی سب کے سب، آئمہ احناف رحمہم اللہ کے اتفاق سے، میت کے بیٹے، پوتے، نیچے تک اور میت کے باپ کی موجودگی میں محروم ہوں گے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حقیقی وعلاتی بہن بھائی میت کے دادا کی موجودگی میں بھی محروم ہوں گے۔

﴿شرح﴾ درج بالا متن میں مصنف باباجی رحمہ اللہ میت کی حقیقی بہنوں کی پانچویں حالت بیان فرمارہے ہیں کہ اگر کسی میت کی اولاد میں مذکر اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا نیچے تک کوئی ہو یا میت کا باپ موجود ہو، تو اس صورت میں آئمہ وعلماء احناف کے اتفاق سے میت کے تمام (حقیقی، علاتی، اخیافی) بہن بھائی، میت کی میراث سے محروم ہوں گے، جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک میت کے دادا کی موجودگی میں بھی میت کے ہر قسم کے بہن بھائی محروم ہوں گے۔

6 میت		
بیٹی	باپ	حقیقی بہن
نصف	سدس مع عصبہ	محروم
3	2+1	

6 میت		
ماں	بیٹا	حقیقی بہن
سدس	عصبہ	محروم
1	5	

24 میت			
بیوی	باپ	پوتا	حقیقی بہن
ثمن	سدس	عصبہ	محروم
3	4	17	

3 میت		
بیٹا	بیٹی	حقیقی بہن
عصبہ		محروم
2	1	

درج بالا چار مثالوں میں سے پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے، اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا، اور تیسری مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں فقط عصبہ آنے کی وجہ سے مسئلہ ان کے رؤوس کی تعداد یعنی تین سے مسئلہ حل ہوا۔

ان چار مثالوں میں سے پہلی مثال میں صرف ایک بیٹی کو، بیٹے کی عدم موجودگی میں مقرر حصہ نصف دیا گیا، پہلی، دوسری اور تیسری مثال میں میت کی ماں اور باپ کو، میت کی اولاد کی موجودگی میں سدس سدس حصہ دیا گیا۔ اور پہلی مثال میں میت کے باپ اور بیٹی کا اپنا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال بھی میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا، تیسری مثال میں میت کی بیوی کو اولاد کی موجودگی میں ثمن حصہ دیا گیا، دوسری اور تیسری مثال میں میت کے بیٹے اور پوتے کو عصبہ کے طور پر باقی ماندہ مال دیا گیا، چوتھی مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں میت کا کل مال اس کے بیٹے اور بیٹی میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بیٹی کے حصے کا ڈبل حصہ ملے۔ اور تمام مثالوں میں میت کی حقیقی بہن، میت کی مذکر اولاد (بیٹا اور پوتا) اور باپ کی موجودگی میں محروم کردی گئی۔

﴿علاتی (باپ شریک، سوتیلی) بہنوں کی سات حالتوں کا بیان﴾

﴿والاخوات لاب کالاخوات لاب وام، ولھن احوال سبع، النصف للواحدة والثلثان للاثنتین فصاعدة عند عدم الاخوات لاب وام ولھن السدس مع الاخت لاب وام تکملة للثلثین ولایرثن مع الاختین لاب وام الاان یکون معھن اخ لاب فیعصبھن والباقی

بینھم للذکر مثل حظ الانثیین والسادس ان یصرن عصبۃ مع البنات اوبنات الابن لماذکرنا،وبنوالاعیان والعلات کلھم یسقطون بالابن وابن الابن وان سفل، وبالاب بالاتفاق وبالجد عندابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ.ویسقط بنو العلات ایضاًبالاخ لاب وام، وبالاخت لاب وام اذاصارت عصبۃً﴾

﴿ترجمہ﴾اورعلاتی بہنیں،حقیقی بہنوں کی طرح ہیں،اوران کی سات حالتیں ہیں۔(۱)نصف:جب علاتی بہن ایک ہو۔(۲)ثلثان:جب دویازیادہ ہوں بشرطیکہ حقیقی بہن نہ ہو۔(۳)سدس:جب ایک حقیقی بہن کے ساتھ آجائے تاکہ ثلثان پوراہوجائے۔(۴)لاوارث: جب دوحقیقی بہنوں کے ساتھ آجائے ۔(۵)عصبہ بغیرہ بننا:اگرعلاتی بہن کے ساتھ علاتی بھائی آجائے تو وہ بھائی ان علاتی بہنوں کوعصبہ بنادے گااور باقی مال ان کے درمیان اس طرح تقسیم ہوگا کہ ایک بھائی کودو بہنوں کے برابر حصہ ملے گا۔(۶)عصبہ مع غیرہ: علاتی بہنیں،میت کی بیٹیوں یاپوتیوں کی معیت میں آنے کی وجہ سے عصبہ بن جائیں گی۔(۷)محروم:حقیقی اورعلاتی بہن بھائی سب کے سب اتفاقی طور پر،میت کے بیٹے،پوتے،نیچے تک،اورمیت کے باپ کی موجودگی میں ساقط(محروم)ہوجائیں گے،اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک،دادا کی موجودگی میں بھی محروم ہوجائیں گے۔علاتی بہن بھائی،حقیقی بھائی کی موجودگی میں ساقط(محروم)ہوجائیں گے،اورجب حقیقی بہن عصبہ بنے گی تو اس وقت بھی علاتی بہن بھائی محروم ہوں گے۔

﴿شرح﴾درج بالاعبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی میت(خواہ مذکرہویا

مؤنث)کی علاتی بہن کی میراث کے حوالے سے حالات واحوال بیان کئے ہیں کہ میت کے علاتی بہن کے سات حالات واحوال ہیں۔(۱)نصف(۲)ثلثان(۳)سدس(۴) لاوارث(۵)عصبہ بغیرہ(۶)عصبہ مع غیرہ(۷)محروم۔

اب ناچیز اپنے پیارے طلباء دوستوں اور بھائیوں کی خدمت میں ان درج بالا حالتوں کی تفصیل بیان کرکے ان دوستوں کی دعا حاصل کرنا چاہتا ہے۔

﴿1﴾﴿نصف﴾:

جب کسی میت(خواہ مذکرہویامؤنث)کی علاتی بہن ایک ہوگی تواس ایک علاتی بہن کومیت کے کل ترکہ میں سے نصف یعنی آدھا حصہ دیاجائے گا بشرطیکہ میت کی اولاد بیٹا،بیٹی،پوتاپوتی نیچے تک،میت کاباپ،دادا،حقیقی بھائی،حقیقی بہن اورعلاتی بھائی نہ ہو۔

فرمان الٰہی ہے:

ولہ اخت فلھانصف ماترک. (النساء:۱۷۶) اگرکسی میت کی ایک علاتی بہن ہوتواس کومیت کے کل ترکے کا آدھا حصہ دیاجائے گا۔مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

2 میت ☆	
علاتی بہن	چچا ☆
نصف	عصبہ ☆
1	1 ☆

2 میت ☆		
علاتی بہن	شوہر	چچا ☆
نصف	نصف	عصبہ ☆
1	1	چھ بچانہیں ☆

4 میت ☆		
علاتی بہن	بیوی	چچا ☆
نصف	ربع	عصبہ ☆
2	1	1 ☆

2 میت ☆	
علاتی بہن	کزن ☆
نصف	عصبہ ☆
1	1 ☆

6	میت		
علاتی بہن	اخیافی بھائی	چچا	
نصف	سدس	عصبہ	
3	1	2	

12	میت		
علاتی بہن	بیوی	اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا
نصف	ربع	سدس	عصبہ
6	3	2	1

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی، دوسری اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے کی وجہ سے مسئلہ دو سے بنا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع آنے سے مسئلہ چار سے بنا، پانچویں مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی علاتی بہن کو صرف ایک ہونے کی وجہ سے میت کے کل مال کا نصف حصہ دیا گیا، دوسری مثال میں مرحومہ کے شوہر کو نصف، اور تیسری اور چھٹی مثال میں میت کی بیوی کو ربع، اس لئے دیا گیا کہ مرحومہ اور مرحوم کی اولاد نہیں ہیں۔ پانچویں اور چھٹی مثال میں میت کے ایک اخیافی بھائی کو سدس دیا گیا۔ تمام چھ مثالوں میں میت کے چچا اور کزن کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا۔

....

﴿2﴾﴿ثلثان﴾

جب کسی میت (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) کی دو یا زیادہ علاتی بہنیں ہوں گی تو ان تمام علاتی بہنوں کو میت کے کل ترکہ میں سے ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا جائے گا جن کو وہ آپس میں برابر تقسیم کریں گی، بشرطیکہ میت کی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی نیچے تک، میت کا باپ، دادا، حقیقی بھائی، حقیقی بہن اور علاتی بھائی نہ ہو۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانتااثنتین فلهماالثلثان مماترک.(النساء:١٧٦)

اگر میت کی دو یا زیادہ علاتی بہنیں ہوں تو ان کو کل مال کا دو تہائی حصہ دیا جائے گا۔

مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

3	میت
دوعلاتی بہنیں	چچا
ثلثان	عصبہ
2	1

6	میت	
تین علاتی بہن	اخیافی بھائی	چچا
ثلثان	سدس	عصبہ
4	1	1

12	میت	
چار علاتی بہن	دو بیویاں	چچا
ثلثان	ربع	عصبہ
8	3	1

3	میت
سات علاتی بہن	کزن
ثلثان	عصبہ
2	1

6	میت	
دوعلاتی بہن	اخیافی بہن	چچا
ثلثان	سدس	عصبہ
4	1	1

6	میت
دوعلاتی بہن	شوہر
ثلثان	نصف
4	3

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور چوتھی مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آنے سے مسئلہ تین سے بنا، دوسری اور پانچویں مثال میں، نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس، اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف اور نوع ثانی میں سے ثلثان آنے سے مسئلہ چھ سے بنا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی دو یا زیادہ علاتی بہنوں کو میت کے کل مال کا ثلثان حصہ دیا گیا، تیسری مثال میں میت کی بیوی کو ربع، اور چھٹی مثال میں مرحومہ کے شوہر کو نصف، میت کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں دیا گیا، دوسری اور پانچویں مثال میں میت کے ایک اخیافی بھائی کو سدس دیا گیا، تمام چھ مثالوں میں میت کے چچا اور کزن کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا۔

....

﴿3﴾ ﴿سدس﴾ اگر کسی میت کے ورثاء میں اس کی ایک حقیقی بہن ہو اور حقیقی بھائی نہ ہو، اور اس ایک حقیقی بہن کے ساتھ اس کی ایک یا زیادہ علاتی بہنیں بھی ہوں تو اس صورت میں میت کی ایک حقیقی بہن کو میت کے کل ترکے سے نصف ملے گا۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے:

و له اخت فلها نصف ما ترک (النساء:۱۷۶)

اگر کسی میت کی ایک حقیقی بہن ہو تو اس کو میت کے کل ترکے کا آدھا حصہ دیا جائے گا۔

اور "**تکملة للثلثين**" کے قانون کے تحت، میت کی ایک یا زیادہ علاتی بہنوں کو میت کے کل مال کا سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا تا کہ ثلثان (دو تہائی) پورا ہو جائے، بشرطیکہ میت کا علاتی بھائی نہ ہو۔

"**تکملة للثلثين**' سے مراد یہ ہے کہ آپ کو تو معلوم ہو چکا ہے کہ کسی بھی میت کے حقیقی بھائی کی عدم موجودگی میں میت کی دو یا زیادہ حقیقی بہنوں کا حصہ ثلثان ہوتا ہے، لیکن اس صورت میں چونکہ میت کی حقیقی بہن ایک ہے اور ساتھ میں علاتی بہنیں بھی ہیں تو دونوں کو حقیقی بہنوں کے مقام پر اتار کر دونوں کو اجتماعی طور پر ثلثان دیا گیا یعنی حقیقی بہن کو نصف اور علاتی بہنوں کو سدس دے دیا گیا، اور نصف اور سدس کو جمع کرنے سے ثلثان بن جاتا

ہے، جیسے چھ کا نصف تین اور سدس ایک ہوتا ہے تو تین اور ایک جمع ہو کر چار بن گئے جو چھ کا ثلثان حصہ ہے۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

6 میت ☆

حقیقی بہن	علاتی بہن	چچا ☆
نصف	سدس	عصبہ ☆
3	1	2 ☆

6 میت ☆

حقیقی بہن	دو علاتی بہن	چچا ☆
نصف	سدس	عصبہ ☆
3	1	2 ☆

12 یت ☆

حقیقی بہن	علاتی بہن	بیوی	چچا ☆
نصف	سدس	ربع	عصبہ ☆
6	2	3	1 ☆

6 میت ☆

حقیقی بہن	تین علاتی بہن	چچا ☆
نصف	سدس	عصبہ ☆
3	1	2 ☆

6 میت ☆

شوہر	حقیقی بہن	چار علاتی بہن ☆
نصف	نصف	سدس ☆
3	3	1 ☆

12 میت ☆

حقیقی بہن	پانچ علاتی بہن	بیوی	چچا ☆
نصف	سدس	ربع	عصبہ ☆
6	2	3	1 ☆

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی، دوسری، چوتھی اور پانچویں مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، تیسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی حقیقی بہن کو نصف اور اس کے ساتھ آئی ہوئی ایک یا زیادہ علاتی بہن اور بہنوں کو سدس دیا گیا تا کہ ثلثان پورا ہو جائیں، تیسری اور چھٹی مثال میں میت کی بیوی کو اولاد کی عدم موجودگی میں ربع حصہ دیا گیا، اور پانچویں مثال میں شوہر کو

مرحومہ کی اولاد کی عدم موجودگی میں نصف حصہ دیا گیا، پہلی، دوسری، تیسری، چوتھی اور چھٹی مثال میں میت کے چچا کو بطور عصبہ باقی بچا ہوا سارا مال دیا گیا۔ اور پانچویں مثال میں ورثاء کے حصے اصل مخرج (چھ) سے بڑھ گئے جس کو عول کہتے ہیں، جس کی تفصیل باب العول میں آئے گی، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

....

﴿4﴾ ﴿لاوارث﴾ اگر کسی میت کی دو یا زیادہ حقیقی بہنوں کے ساتھ میت کی ایک یا زیادہ علاتی بہن ہوگی تو علاتی بہنیں ساقط (لاوارث) ہونگیں، کیونکہ میت کی ایک سے زیادہ بہنوں کا حصہ ثلثان ہوتا ہے اور وہ حقیقی بہنوں نے حاصل کر لیا، لہذا علاتی بہنوں کے لئے کچھ بھی نہیں بچا۔ مثالیں درج ذیل ہیں۔

3 میت ☆

2 حقیقی بہن	چچا	علاتی بہن ☆
ثلثان	عصبہ	لاوارث ☆
2	1	☆

3 میت ☆

3 حقیقی بہن	دو اخیافی بہن	دو علاتی بہن ☆
ثلثان	ثلث	لاوارث ☆
2	1	☆

12 میت ☆

4 حقیقی بہن	بیوی	چچا	دو علاتی بہن ☆
ثلثان	ربع	عصبہ	لاوارث ☆
8	3	1	☆

6 میت ☆

2 حقیقی بہن	ماں	چچا	تین علاتی بہن ☆
ثلثان	سدس	عصبہ	لاوارث ☆
4	1	1	☆

6 میت ☆

اخیافی بہن	3 حقیقی بہن	ماں	علاتی بہن ☆
سدس	ثلثان	سدس	لاوارث ☆
1	4	1	☆

12 میت ☆

5 حقیقی بہن	بیوی	چچا	علاتی بہن ☆
ثلثان	ربع	عصبہ	لاوارث ☆
8	3	1	☆

ان درج بالا چھ مثالوں میں سے پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور ثلث آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے بنا۔ چوتھی اور پانچویں مثال میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، تیسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

درج بالا چھ مثالوں میں میت کی دو یا زیادہ حقیقی بہنوں کو ثلثان حصہ ملا، اور ان کی موجودگی میں میت کی علاتی بہنیں محروم ہوں گی کیونکہ میت کی دو یا زیادہ حقیقی بہنوں نے اپنا مقرر حصہ ثلثان لے لیا تو علاتی بہنوں کے لئے کچھ بھی باقی نہیں بچا۔ چوتھی اور پانچویں مثال میں میت کی ماں کو سدس حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی دو یا زیادہ بہنیں موجود ہیں، تیسری اور چھٹی مثال میں میت کی بیوی کو کل مال کا ربع حصہ ملا کیونکہ میت کی اولاد موجود نہیں ہیں، دوسری اور پانچویں مثال میں میت کی دو اخیافی بہنوں کو ثلث، اور ایک کو سدس حصہ دیا گیا، پہلی ،تیسری، چوتھی، اور چھٹی مثال میں میت کے چچا کو بطور عصبہ باقی مال دیا گیا۔

....

﴿5﴾ ﴿عصبہ بغیرہ﴾ اگر کسی میت کی ایک علاتی بہن یا کئی علاتی بہنوں کے ساتھ میت کا علاتی بھائی بھی ہوگا تو پھر میت کی یہ علاتی بہن اور بہنیں، میت کے علاتی بھائی کی وجہ سے عصبہ بن جائیں گی، کیونکہ علاتی بہن بنفسہ عصبہ نہیں ہوتی لیکن اپنے برابر کے مذکر کے ساتھ آنے کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہے لہذا علاتی بھائی کی موجودگی میں علاتی بہنوں کو مقرر حصہ نہیں دیا جائے گا۔ اس صورت میں اگر کوئی ذوی الفروض ہوں گے تو پہلے وہ اپنا اپنا مقرر حصہ لیں گے اس کے بعد اگر کچھ مال باقی بچتا ہے تو وہ باقی مال، علاتی بھائی اور بہنوں میں اس طرح تقسیم کیا جائے گا کہ ایک بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ ملے، بشرطیکہ میت کی اولاد بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی نیچے تک اور میت کا باپ، دادا اور حقیقی بھائی نہ ہو۔

فرمان الہی ہے:

وان كانوا اخوة رجالا ونساء فللذكر مثل حظ الانثيين. (النساء: ١٧٦)

اگر کسی میت کے علاتی بہن بھائی ہوں تو بھائی کو دو بہنوں کے حصے کے برابر حصہ ملے گا۔

مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

4 میت ☆

بیوی	حقیقی بہن	علاتی بھائی بہن
ربع	نصف	عصبہ بغیرہ
1	2	1

6 میت ☆

ماں	علاتی بھائی و بہن
سدس	عصبہ بغیرہ
1	5

12 میت ☆

بیوی	اخیافی بھائی	علاتی بھائی و بہن
ربع	سدس	عصبہ بغیرہ
3	2	7

3 میت ☆

علاتی بھائی و بہن	
عصبہ	
2	1

ان درج بالا چاروں مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے حل ہوا، اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی میں سے سدس کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے بنا، چوتھی مثال میں کوئی ذوی الفروض نہیں ہیں بلکہ صرف عصبات ہی ہیں تو اس صورت میں مسئلہ ان کے رؤوس (افراد) کی تعداد کے عدد سے یعنی تین سے بنا کیونکہ ایک حقیقی بھائی بمنزلہ دو بہنوں کے ہے، لہذا اعتباری رؤوس تین ہوگئے، جس کی وجہ سے، حقیقی بھائی کو دو حصے اور حقیقی بہن کو ایک حصہ دیا جائے گا۔

ان چاروں مثالوں میں میت کا حقیقی بھائی اور حقیقی بہن ایک ساتھ آنے کی وجہ سے عصبہ بن گئے تو ان کو دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال دیا گیا۔ پہلی اور تیسری مثال میں اولاد کی عدم موجودگی کی وجہ سے میت کی بیوی کو ربع (چوتھا) حصہ دیا گیا، اور دوسری مثال میں دو یا زیادہ بہن بھائیوں کی وجہ سے میت کی ماں کو سدس حصہ دیا گیا، تیسری مثال میں میت کا ایک اخیافی بھائی کو سدس حصہ دیا گیا۔ جبکہ چوتھی مثال میں میت کے ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں میت کا سارا مال میت کے ایک حقیقی بھائی اور ایک حقیقی بہن کو عصبہ کے طور پر دیا گیا جس کو وہ آپس میں ڈبل سنگل تقسیم کریں گے۔

....

﴿6﴾ ﴿عصبہ مع غیرہ﴾ اگر کسی میت کی ایک علاتی بہن یا کئی علاتی بہنیں میت کی ایک یا زیادہ بیٹی یا پوتی کے ساتھ (معیت میں) آجائیں، اور ساتھ میں دیگر ذوی الفروض بھی ہوں تو اس صورت میں میت کی بیٹی، پوتی، بیٹیاں اور پوتیاں اور دیگر ذوی الفروض اپنا اپنا مقرر حصہ لیں گے، اس کے بعد اگر کچھ مال بچتا ہے تو وہ میت کے علاتی بہنوں کو بطور عصبہ مع غیرہ کے ملے گا، بشرطیکہ میت کی اولاد میں بیٹا، پوتا نیچے تک مذکر اولاد اور میت کا باپ اور

حقیقی بھائی، حقیقی بہن اور علاتی بھائی نہ ہو، کیونکہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

﴿اجعلوا الاخوات مع البنات عصبة﴾

میت کی حقیقی بہنوں کو میت کی بیٹیوں (اور پوتیوں) کے ساتھ عصبہ بناؤ۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

2 میت

بیٹی	علاتی بہن
نصف	عصبہ مع غیرہ
1	1

4 میت

بیٹی	شوہر	علاتی بہن
نصف	ربع	عصبہ مع غیرہ
2	1	1

24 میت

بیٹی	پوتی	بیوی	علاتی بہن
نصف	سدس	ثمن	عصبہ مع غیرہ
12	4	3	5

3 میت

دو بیٹیاں	علاتی بہن
ثلثان	عصبہ مع غیرہ
2	1

6 میت

دو پوتیاں	ماں	علاتی بہن
ثلثان	سدس	عصبہ مع غیرہ
4	1	1

12 میت

شوہر	پوتی	پڑپوتی	علاتی بہن
ربع	نصف	سدس	عصبہ مع غیرہ
3	6	2	1

3 میت

تین بیٹی	دوعلاتی بہنیں	پوتی
ثلثان	عصبہ مع غیرہ	محروم
2	1	

12 میت

دوپوتی	تین علاتی بہن	شوہر
ثلثان	عصبہ مع غیرہ	ربع
8	1	3

8 میت

دوبیوی	بیٹی	چارعلاتی بہن
ثمن	نصف	عصبہ مع غیرہ
1	4	3

3 میت

تین پوتی	سات علاتی بہن
ثلثان	عصبہ مع غیرہ
2	1

3 میت

دوبیٹی	دوعلاتی بہن	اخیافی بہن
ثلثان	عصبہ مع غیرہ	محروم
2	1	

12 میت

شوہر	دوپڑپوتی	دوعلاتی بہن
ربع	ثلثان	عصبہ مع غیرہ
3	8	1

درج بالا بارہ مثالوں میں پہلی مثال میں صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل ہوا، دوسری مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا، چوتھی، ساتویں، دسویں اور گیارہویں مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلثان آنے سے مسئلہ تین سے حل ہوا، پانچویں مثال میں ثلثان وسدس آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، چھٹی، آٹھویں اور بارھویں مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا، نویں مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ثمن آنے سے مسئلہ آٹھ سے حل ہوا۔

ان بارہ مثالوں میں پہلی، دوسری، تیسری اور نویں مثال میں ایک بیٹی کو اور چھٹی مثال میں پوتی کو ایک ہونے اور بیٹا اور پوتا نہ ہونے کی وجہ سے نصف دیا گیا۔ اور چوتھی، ساتویں اور گیارھویں مثال میں دو یا زیادہ بیٹیوں کو بیٹے کی عدم موجودگی میں، اور پانچویں، آٹھویں اور دسویں مثال میں دو یا زیادہ پوتیوں کو (بیٹا، بیٹی اور پوتے کی عدم موجودگی میں)،

اور بارھویں مثال میں دو پڑپوتیوں کو (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی اور پڑپوتے کی عدم موجودگی میں) ثلثان دیا گیا۔اور تیسری مثال میں ایک پوتی کو ایک بیٹی کے ساتھ آنے کی وجہ سے، اور چھٹی مثال میں ایک پڑپوتی کو ایک پوتی کے ساتھ آنے کی وجہ سے سدس دیا گیا تاکہ **تکملة للثلثين** کے قانون کے تحت ثلثان پورا ہو جائیں۔دوسری، چھٹی، آٹھویں اور بارھویں مثال میں اولاد کی موجودگی میں شوہر کو ربع حصہ دیا گیا، تیسری، اور نویں مثال میں اولاد کی موجودگی میں بیوی کو ثمن حصہ دیا گیا، پانچویں مثال میں ماں کو اولاد کی موجودگی میں سدس حصہ دیا گیا، اور تمام مثالوں میں ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی ماندہ مال میت کی ایک یا زیادہ علاتی بہنوں کو بطور عصبہ مع غیرہ کے دیا گیا۔

....

﴿7﴾ ﴿محروم﴾

اگر کسی میت کی اولاد میں مذکر اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑ پوتا نیچے تک کوئی ہو یا میت کا باپ موجود ہو، تو اس صورت میں آئمہ وعلماء احناف کے اتفاق سے میت کے تمام (حقیقی، علاتی واخیافی) بہن بھائی، میت کی میراث سے محروم ہوں گے، جب کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک میت کے دادا کی موجودگی میں بھی میت کے ہر قسم کے بہن بھائی محروم ہوں گے۔

مثالیں درج ذیل ہیں۔

6 میت ☆

بیٹی	باپ	حقیقی بہن
نصف	سدس مع عصبہ	محروم
3	2+1	

6 میت ☆

ماں	بیٹا	حقیقی بہن
سدس	عصبہ	محروم
1	5	

24 میت ☆

بیوی	باپ	پوتا	حقیقی بہن
ثمن	سدس	عصبہ	محروم
3	4	17	

3 میت ☆

بیٹا	بیٹی	حقیقی بہن
عصبہ		محروم
2	1	

2 میت ☆

بیٹی	پوتا	علاتی بہن
نصف	عصبہ	محروم
1	1	

4 میت ☆

بیٹی	شوہر	پڑپوتا	علاتی بہن
نصف	ربع	عصبہ مع غیرہ	محروم
2	1	1	

24 میت ☆

بیٹی	پوتی	بیوی	پڑپوتا	علاتی بہن
نصف	سدس	ثمن	عصبہ	محروم
12	4	3	5	

6 میت ☆

دو بیٹیاں	باپ	علاتی بہن
ثلثان	سدس+عصبہ	محروم
4	1+1	

6 میت ☆

دو پوتیاں	ماں	باپ	علاتی بہن
ثلثان	سدس	سدس	محروم
4	1	1	

12 میت ☆

شوہر	پوتی	پڑپوتی	لکڑپوتا	علاتی بہن
ربع	نصف	سدس	عصبہ	محروم
3	6	2	1	

3 میت ☆ 12 میت ☆

تین بیٹی پوتا دوعلاتی بہنیں ☆ دوپوتی شوہر باپ تین علاتی بہن ☆

ثلثان عصبہ محروم ☆ ثلثان ربع سدس محروم ☆

2 1 ☆ 8 3 2 ☆

24 میت ☆

دوبیوی بیٹی ماں باپ چارعلاتی بہن ☆

ثمن نصف سدس سدس+عصبہ محروم ☆

3 12 4 1+4 ☆

3 میت ☆

تین پوتی پڑپوتا سات علاتی بہن ☆

ثلثان عصبہ محروم ☆

2 1 ☆

6 میت ☆

دوبیٹی باپ دادا دوعلاتی بہن اخیافی بہن ☆

ثلثان سدس+عصبہ محروم محروم محروم ☆

4 1+1 ☆

4 میت ☆

شوہر دوپڑپوتے دوعلاتی بہن ☆

ربع عصبہ محروم ☆

1 3 ☆

درج بالاسولہ مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے، اوردوسری مثال میں فقط سدس آنے کی وجہ سے، اور آٹھویں، نویں اور پندرھویں مثال میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہو۔ تیسری، ساتویں اور تیرھویں مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا۔ چوتھی مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں فقط عصبہ آنے کی وجہ سے مسئلہ ان کے رؤوس کی تعداد یعنی تین سے مسئلہ حل ہوا۔ پانچویں مثال میں صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل ہوا۔ چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف اور ربع، اور سولھویں مثال میں صرف ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوا۔ گیارھویں اور چودھویں مثال میں نوع ثانی میں سے فقط ثلثان آنے سے مسئلہ تین سے حل ہوا۔

ان درج بالا سولہ مثالوں میں پہلی، پانچویں، چھٹی، ساتویں اور تیرھویں مثال میں ایک بیٹی کو، بیٹے کی عدم موجودگی میں مقرر حصہ نصف دیا گیا۔ پہلی، آٹھویں، تیرھویں اور پندرھویں مثال میں میت کے باپ کو مقرر حصہ سدس اور باقی ماندہ مال بطور عصبہ دیا گیا۔ دوسری، نویں اور تیرھویں مثال میں میت کی ماں کو اولاد کی موجودگی میں سدس حصہ دیا گیا۔ تیسری، ساتویں اور تیرھویں مثال میں میت کی بیوی کو اولاد کی موجودگی میں ثمن حصہ دیا گیا۔ ساتویں مثال میں پوتی کو ایک بیٹی، اور دسویں مثال میں پڑپوتی کو ایک پوتی کے ساتھ آنے کی وجہ سے پوتی اور پڑپوتی کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا۔ چھٹی، دسویں، بارھویں اور سولھویں مثال میں شوہر کو اولاد کی موجودگی میں ربع حصہ دیا گیا۔ آٹھویں، نویں، گیارھویں، بارھویں، چودھویں اور پندرھویں مثال میں دو یا زیادہ بیٹیوں اور پوتیوں کو ثلثان دیا گیا۔ چھٹی، دسویں، بارھویں اور سولھویں مثال میں شوہر کو اولاد کی موجودگی میں ربع حصہ دیا گیا۔ جن مثالوں میں میت کے باپ کی موجودگی میں دادا ہے تو اس کو باپ کی وجہ سے محروم کردیا گیا۔

جن مثالوں میں میت کا بیٹا، پوتا، پڑپوتا اور لکڑ پوتا ہے تو ان کو بحیثیت عصبہ کے باقی ماندہ مال دیا گیا۔ اور تمام مثالوں میں میت کی حقیقی وعلاتی اور اخیافی بہنیں محروم کردی گئیں۔

....

﴿ویسقط بنو العلات ایضاً بالاخ لاب وام، وبالاخت لاب وام اذاصارت عصبة﴾

﴿ترجمہ﴾اور حقیقی بھائی کی وجہ سے علاتی بہن بھائی ساقط (محروم) ہوجائیں گے، اسی طرح حقیقی بہن، جب عصبہ مع غیرہ بنے گی تو اس کی وجہ سے بھی علاتی بھائی بہن محروم ہوجائیں گے۔

﴿شرح﴾سراجی کے متن کی درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ اس مسئلہ کو واضح فرمانا چاہتے ہیں کہ جس طرح میت کے حقیقی، علاتی اور اخیافی بہن بھائی، میت کے باپ کی موجودگی میں محروم وساقط ہوتے ہیں اسی طرح میت کے علاتی بہن بھائی، میت کے حقیقی بھائی کی موجودگی میں بھی میراث سے محروم رہیں گے، کیونکہ کسی بھی میت کا حقیقی بھائی، میت کے علاتی بہن بھائیوں سے رشتہ میں قریب اور دوواسطوں سے رشتہ دار عصبہ بنتا ہے، اسی طرح جب کسی میت کی حقیقی بہن کسی مسئلہ میں عصبہ مع غیرہ بن جاتی ہے تو (مؤنث ہونے کے باوجود) اس حقیقی بہن کی موجودگی میں میت کے علاتی بہن بھائی ساقط یعنی محروم ہوں گے۔ جس کی تفصیل ناچیز (سواتی عفی عنہ) نے عصبات کی تفصیل میں بیان کی ہے۔

2 میت ☆

بیٹی	حقیقی بھائی	علاتی بھائی ☆
نصف	عصبہ مع غیرہ	محروم ☆
1	1	☆

4 میت ☆

بیٹی	شوہر	حقیقی بھائی	علاتی بھائی ☆
نصف	ربع	عصبہ	محروم ☆
2	1	1	☆

24 میت ☆

بیٹی	پوتی	بیوی	حقیقی بھائی	علاتی بھائی ☆
نصف	سدس	ثمن	عصبہ مع غیرہ	محروم ☆
12	4	3	5	☆

3 میت ☆

دو بیٹیاں	حقیقی بھائی	علاتی بہن ☆
ثلثان	عصبہ	محروم ☆
2	1	☆

6 میت

دو پوتیاں	ماں	حقیقی بھائی	علاتی بھائی ☆
ثلثان	سدس	عصبہ	محروم ☆
4	1	1	☆

☆12 میت ☆

شوہر	پوتی	پڑپوتی	حقیقی بھائی	علاتی بھائی ☆
ربع	نصف	سدس	عصبہ	محروم ☆
3	6	2	1	☆

درج بالا چھ مثالوں میں میت کے حقیقی بھائی کی موجودگی میں علاتی بہن بھائی محروم اور لاوارث قرار دیئے گئے کیونکہ کسی بھی میت کا حقیقی بھائی، میت کے علاتی بھائی سے رشتے میں زیادہ قریب ہوتا ہے کیونکہ حقیقی بھائی دوواسطوں یعنی ماں باپ کے واسطے سے میت کا رشتہ دار ہوتا ہے اور علاتی بھائی میت کے صرف باپ کے رشتہ سے رشتہ دار ہوتا ہے

اوران کی مائیں الگ الگ ہوتی ہے۔لہذا درج بالا چھ صورتوں میں دیگر ذوی الفروض کا اپنا اپنا مقرر حصہ لینے کے بعد باقی مال لینے کے لئے میت کا حقیقی بھائی عصبہ بنے گا اور علاتی بھائی بہن میراث سے محروم ہوں گے۔

....

2 میت ☆

بیٹی	حقیقی بہن	علاتی بھائی ☆
نصف	عصبہ مع غیرہ	محروم ☆
1	1	☆

4 میت ☆

بیٹی	شوہر	حقیقی بہن	علاتی بہن ☆
نصف	ربع	عصبہ مع غیرہ	محروم ☆
2	1	1	☆

24 میت ☆

بیٹی	پوتی	بیوی	حقیقی بہن	علاتی بھائی ☆
نصف	سدس	ثمن	عصبہ مع غیرہ	محروم ☆
12	4	3	5	☆

3 میت ☆

دو بیٹیاں	حقیقی بہن	علاتی بہن ☆
ثلثان	عصبہ مع غیرہ	محروم ☆
2	1	☆

6 میت ☆

دو پوتیاں	ماں	حقیقی بہن	علاتی بھائی ☆
ثلثان	سدس	عصبہ مع غیرہ	محروم ☆
4	1	1	☆

12 میت ☆

شوہر	پوتی	پڑپوتی	حقیقی بہن	علاتی بہن ☆
ربع	نصف	سدس	عصبہ مع غیرہ	محروم ☆
3	6	2	1	☆

درج چھ مثالوں میں دیگر ذوی الفروض کا اپنا اپنا مقرر حصہ لینے کے بعد باقی مال میت کی حقیقی بہن کو بطور عصبہ مع غیرہ کے ملے گا، اور حقیقی بہن ، اگرچہ مؤنث وخاتون ہے مگر اس کی موجودگی میں میت کا علاتی بھائی ، اگرچہ مذکر ہے، محروم رہے گا کیونکہ کسی بھی میت کی حقیقی بہن، میت کے علاتی بھائی سے رشتے میں زیادہ قریب ہوتی ہے کیونکہ حقیقی بہن دو واسطوں یعنی ماں باپ کے واسطے سے میت کی رشتہ دار ہوتی ہے اور علاتی بھائی میت کے صرف باپ کے رشتہ سے رشتہ دار ہوتا ہے اوران کی مائیں الگ الگ ہوتی ہے۔لہذا درج بالا چھ صورتوں میں دیگر ذوی الفروض کا اپنا اپنا مقرر حصہ لینے کے بعد باقی مال لینے کے لئے میت کی حقیقی بہن عصبہ بنے گی اور علاتی بھائی بہن میراث سے محروم ہوں گے۔

....

اخیافی (سوتیلی، ماں شریک) بہنوں کی تین حالتوں کا بیان

میرے عزیز دوستو اور بھائیو:

مصنف بابا جی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب سراجی، میں ذوی الفروض میں سے آٹھ خواتین میں سے میت کے ترکے میں، میت کی اخیافی بہنوں کے حصوں کا اس طرح تفصیلی ذکر نہیں فرمایا جس طرح اخیافی بھائیوں کے تین حالات کا تفصیلی ذکر فرمایا بلکہ اجمالی طور پر عنوان "**او لاد الام**" میں میت کے اخیافی بھائیوں کے ساتھ ساتھ، میت کی اخیافی بہنوں کے حالات بھی بیان فرما دیئے، جس کی وجہ یہ ہے کہ کسی بھی میت کے اخیافی بھائیوں کی جو

حالتیں ہیں ،وہی اخیافی بہن کی بھی ہیں ،لہذا اسی پر قیاس کرتے ہوئے اخیافی بہنوں کو الگ عنوان سے نہیں لکھا،لیکن چونکہ سراجی سے متعلق طلباء کرام اس فن میں نئے ہوتے ہیں لہذا ناچیز اخیافی بہنوں کی وہ تین احوال بھی ذکر کرے گا جو اخیافی بھائی کی بحث میں گزر چکی ہیں۔اوراس کے لئے وہی عبارت پیش خدمت ہے جو اخیافی بھائی کی تفصیل میں پیش کردی گئی تھی۔

﴿واما لاولاد الام فاحوال ثلث:السدس للواحدة والثلث للاثنتين فصاعدة ذکورھم واناثھم فی القسمة والاستحقاق سواء،ویسقطن بالولد وولد الابن وان سفل وبالاب والجد بالاتفاق﴾

﴿ترجمہ﴾اورمیت کی ماں کی اولاد(اخیافی بہنوں)کی تین حالتیں ہیں۔
(1)سدس(چھٹا حصہ)جب اخیافی بہن ایک ہو۔(2)ثلث(تہائی حصہ) جب اخیافی بہنیں دو یا زیادہ ہوں،اس ثلث(تہائی)حصہ کی تقسیم میں اور حصے کی مقدار میں میت کے اخیافی بھائی اور اخیافی بہن برابر ہیں،(یعنی جتنا حصہ اخیافی بھائی کو ملے گا اتنا ہی حصہ اخیافی بہن کو بھی ملے گا)۔(3)محروم (لاوارث ہونا)اخیافی بہن بھائی ،میت کی اولاد،اولاد کی اولاد نیچے تک،اور میت کے باپ،دادا اوپر تک،کی موجودگی میں ساقط(لاوارث)ہوں گے۔

﴿شرح﴾:درج بالا متن میں بابا جی رحمہ اللہ نے کسی بھی میت کے اخیافی(ماں شریک اولاد) بھائی بہنوں کے حالات کی تفصیل بیان فرمائی کہ اگر کسی میت کے ورثاء میں دیگر ذوی الفروض یاعصبات کی موجودگی میں میت کے اخیافی بہنیں بھی ہوں تو اس اخیافی بہنوں کو کیا حصہ ملے گا،تو فرمایا کہ کسی بھی میت کے اخیافی بہنوں کی تین حالتیں ہیں۔
(۱)سدس(چھٹا)(۲)ثلث(تہائی،تیسرا)(۳)محروم ولاوارث۔تفصیل درج ذیل ہے۔

﴿(ا)سدس﴾:(کل مال کا چھٹا حصہ)

یہ سدس حصہ اخیافی بہن کو اس وقت دیا جائے گا کہ جب کسی میت کی اخیافی بہن ایک ہو اور میت کی اولاد خواہ مذکر ہو یا مؤنث ،یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا ،لکڑپوتا،سکڑپوتا ، بیٹی، پوتی ، پڑپوتی ،لکڑپوتی ،سکڑپوتی نیچے تک نہ ہوں،اسی طرح میت کے اصول یعنی باپ،دادا، پردادا،لکڑدادا،سکڑدادا،اوپر تک نہ ہوں۔فرمان الٰہی ہے:

وان کان رجل یورث کللة اوامرأة وله اخ اواخت فلکل واحد منهما السدس.(النساء: ۱۲)

﴿ترجمہ﴾اگر کسی کلالہ(جس کے نہ باپ ہو نہ کوئی اولاد)شخص(خواہ مرد ہو یا عورت) کی میراث تقسیم کی جارہی ہو،اوراس کا ایک(اخیافی) بھائی یا ایک (اخیافی)بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کو سدس(چھٹا)حصہ دیا جائے گا۔
جیسے درج ذیل مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

میت	6
ایک اخیافی بہن	چچا
سدس	عصبہ
1	5

میت	6
ایک اخیافی بہن	چچا کا بیٹا
سدس	عصبہ
1	5

میت		6
ایک اخیافی بہن	شوہر	چچا
سدس	نصف	عصبہ
1	3	2

درج بالا تینوں مثالوں میں سے،پہلی دو مثالوں میں نوع ثانی میں سے فقط سدس،اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے

مسئلہ چھ سے حل ہو کر میت کے اخیافی بہن کو مقرر حصہ سدس (چھٹا) دیا گیا کیونکہ وہ ایک ہے اور میت کے اصول وفروع یعنی آباواجداد اور اولاد نہیں ہیں، اور تیسری مثال میں شوہر کو نصف دیا جائے گا کیونکہ فوت شدہ خاتون کی اولاد نہیں ہے۔ اور باقی مال عصبات کو دیا جائے گا۔

....

﴿(2) ثلث﴾: (کل مال کا تہائی حصہ) یہ ثلث حصہ اخیافی بہن کو اس وقت دیا جائے گا کہ جب کسی میت کی اخیافی بہن دو یا زیادہ ہوں اور میت کی اولاد خواہ مذکر ہو یا مؤنث، یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑپوتی، سکڑپوتی نیچے تک نہ ہوں، اسی طرح میت کے اصول یعنی باپ، دادا، پردادا، لکڑدادا، سکڑدادا، اوپر تک نہ ہوں۔ فرمان الٰہی ہے:

فان کانوا اکثر من ذلک فھم شرکاء فی الثلث.(النساء: ۱۲)

اگر میت کے اخیافی بہن بھائی دو یا زیادہ ہوں تو اس صورت میں وہ سب میت کے کل مال کے تہائی حصے میں شریک ہوں گے۔ جیسے درج ذیل مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

3	میت
دو اخیافی بہن	چچا
ثلث	عصبہ
1	2

3	میت
تین اخیافی بہن	چچا کا بیٹا
ثلث	عصبہ
1	2

6		میت
پانچ اخیافی بہن	شوہر	چچا
ثلث	نصف	عصبہ
2	3	1

درج بالا تین مثالوں پہلی دو مثالوں میں صرف ثلث آنے کی وجہ سے تین سے حل ہوگا۔ اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ثلث کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوگا۔ تینوں مثالوں میں میت کے دو یا زیادہ اخیافی بھائی کو مقرر حصہ ثلث (تیسرا، تہائی) دیا گیا کیونکہ وہ دو یا زیادہ ہیں اور میت کے اصول وفروع یعنی آباء و اجداد اور اولاد نہیں ہیں۔ لہذا تینوں مثالوں میں میت کے اخیافی بھائیوں کو ثلث حصہ دیا جائے گا کہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں، اور تیسری مثال میں شوہر کو نصف دیا جائے گا کیونکہ فوت شدہ خاتون کی اولاد نہیں ہے۔ اور باقی مال عصبات کو دیا جائے گا۔

....

﴿(3) محروم﴾: اخیافی بہن اس وقت محروم ولا وارث ہوگی جب کسی میت کی اولاد خواہ مذکر ہو یا مؤنث، یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑپوتی، سکڑپوتی نیچے تک کوئی موجود ہوں، اسی طرح میت کے اصول یعنی باپ، دادا، پردادا، لکڑدادا، سکڑدادا، اوپر تک میں کوئی موجود ہوں۔

1	میت
بیٹا	ایک اخیافی بہن
عصبہ	محروم
1	

1	میت
پوتا	ایک اخیافی بہن
عصبہ	محروم
1	

2		میت
شوہر	دادا	دو اخیافی بہن
نصف	عصبہ	محروم
1	1	

1	میت
پڑپوتا	چار، اخیافی بہن
عصبہ	محروم
1	

1 میت ☆ 6 میت ☆

پردادا	دواخیافی بہن	بیٹی	دادا	دواخیافی بہن
عصبہ	محروم	نصف	سدس مع العصبہ	محروم
1		3	1+2	

درج بالا چھ مثالوں میں سے پہلی، دوسری، چوتھی اور پانچویں مثال صرف عصبہ آنے کی وجہ سے سارا مال عصبہ کو دیا جائے گا۔ جبکہ تیسری مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل ہوگا۔ اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے سدس کے ساتھ آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہوگا۔

ان درج بالا چھ صورتوں میں میت کے اخیافی بھائی اس لئے محروم ہوں گے کہ میت کی اولاد اور دادا (اصول وفروع) موجود ہیں۔ پہلی، دوسری اور چوتھی مثال میں بیٹے، پوتے اور پڑپوتے کو، اور پانچویں مثال میں میت کے پردادا کو کل مال بطور عصبہ دیا جائے گا کیونکہ ان کے ساتھ ان مثالوں میں کوئی ذوی الفروض نہیں ہے، تیسری مثال میں فوت شدہ خاتون کے شوہر کو کل مال کا نصف دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی کوئی اولاد نہیں ہے اور باقی مال میت کے دادا کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔ اور چھٹی مثال میں میت کی بیٹی کو کل مال کا نصف دیا جائے گا کیونکہ وہ اکیلی ہے اور میت کا بیٹا نہیں ہے، اور دادا کو سدس اس لئے ملے گا کہ میت کی مؤنث اولاد (بیٹی) موجود ہے، اور ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی ماندہ مال بھی میت کے دادا کو بطور عصبہ ملے گا۔

....

﴿واما للام فاحوال ثلاث: السدس مع الولد اوولدالابن وان سفل، اومع الاثنتین من الاخوة والاخوات فصاعداً من ای جهة

کانا. وثلث الکل عندعدم هؤلاء المذکورین وثلث مابقی بعد فرض احدالزوجین وذلک نی مسألتین زوج وابوین وزوجة وابوین ولوکان مکان الاب جدفللام ثلث جمیع المال الاعند ابی یوسف رحمه الله فان لها ثلث الباقی.﴾

﴿ترجمہ﴾ ماں کے تین حالات ہیں: (۱) سدس: جب میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد نیچے تک ہو، یا کسی بھی جہت کے دو یا زیادہ بہن بھائی ہوں۔ (۲) ثلث الکل: جب یہ مذکورہ افراد نہ ہوں۔ (۳) ثلث مابقی: میاں بیوی میں سے کسی ایک کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال کا تہائی، اور یہ صرف دو مسئلوں میں ہوتا ہے، شوہر اور ماں باپ، بیوی اور ماں باپ۔ اور اگر میت کے باپ کی جگہ میت کا دادا ہوگا تو پھر ماں کو کل مال کا تہائی دیا جائے گا، مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک پھر بھی باقی مال کا تہائی حصہ دیا جائے گا۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی میت (خواہ مذکر ہو یا مؤنث) کی ماں کی میراث کے حوالے سے حالات واحوال بیان کئے ہیں کہ میت کی ماں کے تین حالات واحوال ہیں۔ (۱) سدس (۲) ثلث الکل (۳) ثلث الباقی۔

﴿ماں کی تین حالتوں کی وجۂ حصر﴾

دیکھا جائے گا کہ میت کی ماں کے ساتھ میت کی فروع یا تینوں قسموں میں سے کسی بھی قسم کے دو یا زیادہ بہن بھائی ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو ماں کو سدس ملے گا۔ اور اگر کوئی بھی ساتھ نہیں تو پھر دیکھیں گے کہ میاں بیوی میں سے کوئی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو ماں کو ثلث الباقی (زوجین کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال کا تہائی) حصہ دیا جائے گا اور اگر میاں بیوی بھی نہ ہو تو پھر میت کی ماں کو ثلث الکل (میت کے کل مال کا تہائی حصہ) دیا جائے گا۔

اب عزیز طلباء کرام کی خدمت میں میت کی ماں کے احوال ثلاثہ کی تفصیل مثالوں سمیت بیان کی جارہی ہے۔

﴿1﴾ ﴿سدس﴾

جب کسی میت کی اولاد یا اولاد کی اولاد خواہ مذکر ہو یا مؤنث، یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑپوتی، سکڑپوتی نیچے تک کوئی موجود ہو۔

فرمان الٰہی ہے:

ولابویہ لکل واحدمنھما السدس مما ترک ان کان لہ ولد (النساء:11)

اور میت کے ترکہ میں سے میت کے والدین میں سے ہرایک کو چھٹا چھٹا حصہ ملے گا بشرطیکہ میت کی اولاد موجود ہوں۔

یا کسی بھی جہت کے یعنی حقیقی، علاتی یا اخیافی، دو یا زیادہ بہن بھائی ہوں تو اس صورت میں بھی میت کی ماں کو کل مال کا سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا۔

فرمان الٰہی ہے:

فان کا ن لہ اخوۃ فلامہ السدس. (النساء: 11)

اگر میت کے (دو یا زیادہ) بہن بھائی موجود ہوں تو میت کی ماں کو سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا۔

اور باقی مال دیگر ذوی الفروض وعصبات کے مابین تقسیم ہوگا۔ مثالیں درج ذیل ہیں۔

6	میت	
ماں	بیٹی	باپ
سدس	نصف	سدس مع العصبہ
1	3	1+1

12	میت		
ماں	بیٹی	شوہر	باپ
سدس	نصف	ربع	سدس
2	6	3	2

24	میت		
ماں	بیٹی	بیوی	باپ
سدس	نصف	ثمن	سدس+عصبہ
4	12	3	1+4

6	میت	
ماں	بیٹی	چچا
سدس	نصف	عصبہ
1	3	2

12	میت		
ماں	بیٹی	شوہر	چچا
سدس	نصف	ربع	عصبہ
2	6	3	1

24	میت		
ماں	بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا
سدس	نصف	ثمن	عصبہ
4	12	3	5

6	میت	
ماں	2بیٹی	باپ
سدس	ثلثان	سدس مع العصبہ
1	4	1+1

6	میت	
3بیٹی	ماں	باپ
ثلثان	سدس	سدس
4	1	1

24	میت		
4بیٹی	ماں	بیوی	چچا
ثلثان	سدس	ثمن	عصبہ
16	4	3	1

6	میت	
ماں	8بیٹی	چچا
سدس	ثلثان	عصبہ
1	4	1

12	میت	
3بیٹی	ماں	شوہر
ثلثان	سدس	ربع
8	2	3

24 میت ☆ 6 میت ☆

5بیٹی ماں بیوی چچا کا بیٹا ☆ ماں پوتی باپ ☆

ثلثان سدس ثمن عصبہ ☆ سدس نصف سدس+عصبہ ☆

16 4 3 1 ☆ 1 3 1+1 ☆

12 میت ☆ 24 میت ☆

ماں پوتی شوہر باپ ☆ ماں پوتی بیوی باپ ☆

سدس نصف ربع سدس ☆ سدس نصف ثمن سدس+عصبہ ☆

2 6 3 2 ☆ 4 12 3 1+4 ☆

6 میت ☆ 12 میت ☆

ماں بیٹی چچا ☆ بیٹی ماں شوہر چچا ☆

سدس نصف عصبہ ☆ نصف سدس ربع عصبہ ☆

1 3 2 ☆ 6 2 3 1 ☆

24 میت ☆

بیٹی ماں بیوی چچا کا بیٹا ☆

نصف سدس ثمن عصبہ ☆

12 4 3 5 ☆

ان درج بالا اٹھارہ ،مثالوں میں میت کی ماں کو میت کے کل مال میں سے سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا کیونکہ بعض مثالوں میں میت کی اولاد موجود ہے اور بعض مثالوں میں میت کی دو یا زیادہ بہن بھائی موجود ہیں، اسی طرح میت کے باپ کو بھی اولاد کی موجودگی میں سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا اور اگر کسی مسئلہ میں ذوی الفروض کا اپنا حصہ

لینے کے بعد کچھ مال بچتا ہے تو وہ بھی میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔ان تمام مثالوں میں سے، جن مثالوں میں میت کی ایک بیٹی یا (بیٹی کی عدم موجودگی میں) ایک پوتی ہے تو اس ایک بیٹی یا ایک پوتی کو کل مال کا نصف حصہ دیا جائے گا اور جہاں دو یا زیادہ بیٹیاں یا پوتیاں ہیں تو ان کو کل مال کا ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا جائے گا۔اور جن مثالوں میں میت کی ایک بیٹی کے ساتھ میت کی پوتی بھی ہے تو بیٹی کو نصف اور پوتی کو سدس دیا جائے گا تا کہ تکملۃ للثلثین کے قانون کے تحت ثلثان پورا ہو جائے۔اور جن مثالوں میں میت کی اولاد کی موجودگی میں میت کی بیوی ہے تو اس کو کل مال کا ثمن (آٹھواں) حصہ دیا جائے گا،اور جہاں میت کی اولاد کے ساتھ مرحومہ کا شوہر ہے تو اس کو کل مال کا ربع (چوتھا) حصہ دیا جائے گا۔اور ان مثالوں میں جہاں میت کا چچا یا کزن ہو تو اس کو ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد اگر کچھ بال بچتا ہے تو وہ بطور عصبہ دیا جائے گا۔

ان درج بالا تمام مثالوں میں جہاں نوع ثانی میں سے ثلثان و سدس موجود ہیں تو مسئلہ چھ سے حل ہوا ہے،اور جہاں نوع اول میں سے نصف نوع ثانی کے ساتھ آیا تو مسئلہ چھ سے حل ہوا ہے،اور جہاں نوع اول میں سے ربع نوع ثانی کے ساتھ آیا ہے تو مسئلہ بارہ سے حل ہوا ہے،اور جہاں نوع اول میں سے ثمن،نوع ثانی کے ساتھ آیا ہے تو مسئلہ چوبیس سے حل ہوا ہے۔

....

﴿2﴾﴿ثلث الکل﴾ (۲) کل مال کا ثلث (تہائی): جب یہ مذکورہ افراد یعنی میت کا بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑپوتی، سکڑپوتی نیچے تک، یا کسی بھی جہت کے یعنی حقیقی، علاتی یا اخیافی، دو یا زیادہ بہن بھائی موجود نہ ہوں تو اس صورت میں میت کی ماں کو میت کے کل مال کا ثلث (تہائی) حصہ ملے گا۔فرمان الٰہی ہے:

فان لم یکن لہ ولد وورثہ ابواہ فلامہ الثلث.(النساء: ۱۲)

اگر میت کی اولاد نہ ہوں اور، ورثاء صرف میت کے والدین ہو تو میت کی والدہ کو کل مال کا تہائی حصہ دیا جائے گا۔

(اور باقی مال، باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔) اور اگر ساتھ میں کوئی ذوی الفروض بھی ہوں تو ان کو، ان کا حصہ دینے کے بعد باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔

3 میت ☆ 3 میت ☆ 6 میت ☆

ماں چچا ☆ ماں باپ ☆ ماں شوہر چچا ☆

ثلث الکل عصبہ ☆ ثلث الکل عصبہ ☆ ثلث الکل نصف عصبہ ☆

1 2 ☆ 1 2 ☆ 2 3 1 ☆

6 میت ☆ 3 میت ☆ میت ☆

ماں حقیقی بہن چچا ☆ ماں باپ دادا ☆

ثلث الکل نصف عصبہ ☆ ثلث الکل عصبہ محروم ☆

2 3 1 ☆ 1 2 ☆

3 میت ☆ 12 میت ☆

ماں باپ حقیقی بہن ☆ ماں بیوی چچا ☆

ثلث الکل عصبہ محروم ☆ ثلث الکل ربع عصبہ ☆

1 2 ☆ 4 3 5 ☆

6 میت ☆

ماں اخیافی بہن چچا ☆

ثلث الکل سدس عصبہ ☆

2 1 3 ☆

درج بالا جن مثالوں میں نوع ثانی میں سے فقط ثلث آیا ہے تو مسئلہ تین سے حل ہوا، اور جن مثالوں میں نوع اول میں سے نصف نوع ثانی کے ساتھ آیا ہے تو مسئلہ چھ سے حل ہوا ہے، اور جس مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آیا ہے تو مسئلہ بارہ سے حل ہوا ہے۔

درج بالا آٹھ مثالوں میں میت کی ماں کو میت کے کل مال میں سے ثلث (تہائی) حصہ ملے گا کیونکہ میت کی اولاد یا دو یا زیادہ بہن بھائی نہیں ہیں۔ جن مثالوں میں میت کی بیوی ہے تو اس کو کل مال کا ربع حصہ دیا جائے گا کیونکہ میت کی اولاد نہیں ہے، اور جن مثالوں میں مرحومہ کا شوہر موجود ہے تو اس کو کل مال کا نصف حصہ دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہے، اور جن مثالوں میں ایک حقیقی بہن یا ایک اخیافی بہن موجود ہے اور میت کا باپ نہیں ہے تو حقیقی بہن کو نصف اور اخیافی بہن کو سدس حصہ دیا جائے گا، اور میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا اور بہن بھائی محروم ہوں گے۔ اور میت کے باپ کی عدم موجودگی میں میت کے چچا کو عصبہ کی حیثیت سے باقی ماندہ سارا مال دیا جائے گا۔

....

﴿3﴾ ﴿ثلث الباقی﴾

باقی مال کا تہائی حصہ: یعنی جب کسی مسئلہ میں میت کے میاں بیوی میں سے کوئی ایک ہو، اور ساتھ میں میت کے والدین (ماں باپ) بھی ہو تو اس صورت میں سب سے پہلے میت کے میاں بیوی کا حصہ، کل مال سے دیا جائے گا اس کے بعد جو باقی مال بچے تو اس باقی ماندہ مال کا تہائی (ثلث) حصہ، میت کی ماں کو دیا جائے گا اور باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔ اور یہ صرف دو مسئلوں میں ہوتا ہے۔

(۱) شوہر اور ماں باپ (۲) بیوی اور ماں باپ۔

6 میت ☆

شوہر	ماں	باپ
نصف	ثلث الباقی	عصبہ
3	1	2

4 میت ☆

بیوی	ماں	باپ
ربع	ثلث الباقی	عصبہ
1	1	2

4 میت ☆

بیوی	ماں	باپ	حقیقی بہن
ربع	ثلث الباقی	عصبہ	محروم
1	1	2	

درج بالا تین مثالوں میں پہلی مثال میں مرحومہ کے شوہر کو بوجہ عدم اولاد کے کل مال کا نصف دیا گیا اور اس کا حصہ نکالنے کے بعد باقی مال کا ثلث (تہائی) حصہ میت کی ماں کو بطور ذی فرض کے، اور باقی مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا، دوسری اور تیسری مثال میں میت کی بیوی کو مرحوم کی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے کل مال کا ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا اور باقی مال میں سے ثلث (تہائی) حصہ، میت کی ماں کو بطور ذی فرض کے، اور باقی سارا مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا۔ اور حقیقی بہن بوجہ باپ کے محروم ہوگئی۔

درج بالا مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، اور دوسری اور تیسری مثال میں ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوا۔ اگر چہ دوسری اور تیسری مثال کا مسئلہ بارہ سے بھی حل ہوتا ہے مگر میراث کے مسئلے حتی الامکان کوشش کرنی ہوتی ہے کہ مسئلہ چھوٹے عدد سے حل ہو تو بہتر ہے تا کہ مسئلہ جلدی اور آسانی سے حل ہو جائے۔

مسئلہ بارہ سے تقسیم کرنے کی مثال درج ذیل ہے۔

12 میت ☆

بیوی	ماں	باپ
ربع	ثلث الباقی	عصبہ
3	3	6

....

﴿ولو كان مكان الاب جدفللام ثلث جميع المال الاعند ابى يوسف رحمه الله فان لها ثلث الباقى.﴾

﴿ترجمہ﴾ اور اگر میت کے باپ کی جگہ میت کا دادا ہوگا تو پھر ماں کو کل مال کا تہائی دیا جائے گا، مگر امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک پھر بھی باقی مال کا تہائی حصہ دیا جائے گا۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ یہ مسئلہ عزیز طالبعلموں کو سمجھانا چاہ رہے ہیں کہ ماں کی تیسری حالت یہ تھی کہ اگر میت کے والدین اور میاں بیوی میں سے کوئی ایک ہو تو اس صورت میں زوجین کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال کا ثلث (تہائی) حصہ، میت کی ماں کو، اور باقی ماندہ سب مال میت کے باپ کو ملے گا۔ ماں کے اس حصے کو علم میراث کی اصطلاح میں ثلث الباقی یا ثلث ماقبی کہا جاتا ہے۔ لیکن اگر کسی مسئلہ میں زوجین میں سے کوئی ایک اور میت کی ماں کے ساتھ میت کے باپ کے بجائے میت کا دادا آجائے تو کیا پھر دادا کو میت کے باپ کے قائمقام سمجھ کر میت کی ماں کو ثلث الباقی دیا جائے گا یا اس صورت میں کوئی اور قانون وقاعدہ اور اصول ہوگا؟ تو مصنف باباجی رحمہ اللہ نے بیان فرمادیا کہ اگر کسی میت کے ورثاء میں زوجین میں سے کوئی ایک اور میت کا دادا اور ماں ہو تو اس صورت میں میت کی ماں کو ثلث الباقی نہیں بلکہ تمام (سارے) مال کا ثلث (تہائی) دیا جائے گا۔ لیکن یہ قانون

اور قاعدہ تمام آئمہ احناف کا متفقہ نہیں بلکہ حضرات طرفین (امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ) کا ہے، جبکہ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاں اس صورت میں میت کے دادا کو میت کے باپ پر قیاس کرتے ہوئے میت کی ماں کو ثلث الباقی دیا جائے گا، یعنی زوجین کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال کا تہائی (ثلث) حصہ میت کی ماں کو دیا جائے گا جس طرح میت کے باپ کی موجودگی میں حصہ دیا گیا تھا۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

میت	6	
شوہر	ماں	دادا
نصف	ثلث الکل	عصبہ
3	2	1

میت	12	
بیوی	ماں	دادا
ربع	ثلث الکل	عصبہ
3	4	5

میت	6		
شوہر	ماں	دادا	اخیافی بہن
نصف	ثلث الکل	عصبہ	محروم
3	2	1	

میت	6	
شوہر	ماں	چچا
نصف	ثلث الکل	عصبہ
3	2	1

میت	3
ماں	دادا
ثلث الکل	عصبہ
1	2

میت	12	
ماں	بیوی	چچا
ثلث الکل	ربع	عصبہ
4	3	5

میت	3	
ماں	دادا	چچا
ثلث الکل	عصبہ	محروم
1	2	

درج بالا سات مثالوں میں سے پہلی، تیسری اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، پانچویں اور ساتویں مثال میں نوع ثانی میں سے فقط ثلث آنے سے مسئلہ تین سے حل ہوا، دوسری مثال اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔

درج بالا سات تمام مثالوں میں میت کی ماں کو، میت کی اولاد اور دو یا زیادہ بہن بھائی نہ ہونے کی صورت میں کل مال کا تہائی (ثلث الکل) دیا گیا ہے۔ پہلی، تیسری اور چوتھی مثال میں شوہر کو مرحومہ (بیوی) کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں کل مال کا نصف دیا گیا۔ دوسری اور چھٹی مثال میں شوہر (مرحوم) کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں بیوی کو کل مال کا ربع دیا گیا۔ پہلی، دوسری، تیسری، پانچویں اور ساتویں مثال میں میت کے دادا کو دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی ماندہ، سارا مال بطور عصبہ دیا گیا۔ اور چوتھی مثال میں چچا کو بطور عصبہ باقی ماندہ مال دیا گیا اور ساتویں مثال میں دادا کی موجودگی میں چچا محروم ہوگیا۔

﴿امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا مذہب﴾ درج بالا مسئلے کے بارے میں چونکہ آپ دوستوں کو مسئلے کے شروع میں بتایا گیا تھا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک میت کا دادا، میت کے باپ کی طرح ہے تو دادا کی موجودگی میں بھی زوجین کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال کا تہائی حصہ میت کی ماں کو دیا جائے گا نہ کہ کل مال کا تہائی، تو درج بالا مسائل امام ابو یوسف کے ہاں درج ذیل طریقے سے حل ہوں گے۔

میت	6	
شوہر	ماں	دادا
نصف	ثلث الباقی	عصبہ
3	1	2

میت	4	
بیوی	ماں	دادا
ربع	ثلث الباقی	عصبہ
1	1	2

6	میت ☆		
شوہر	ماں	دادا	اخیافی بہن☆
نصف	ثلث الباقی	عصبہ	محروم ☆
3	1	2	☆

درج بالا مثالوں میں پہلی اور تیسری مثال میں اولاد کی عدم موجودگی میں شوہر کو نصف حصہ دیا گیا، اور دوسری مثال میں بیوی کو اولاد کی عدم موجودگی میں ربع حصہ دیا گیا۔ اور تینوں مثالوں میں میت کی ماں کو ثلث الباقی حصہ دیا گیا۔ اور دادا کو باقی ماندہ سارا مال بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا۔ اور دادا کی موجودگی میں اخیافی بہن محروم ہوگئی۔

درج بالا مثالوں میں پہلی اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا۔ اور دوسری مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے حل ہوا۔

....

﴿جدہ (نانی دادی) کے حصوں کا بیان﴾

﴿وللجدة السدس لام كانت او لاب واحدة او اكثر اذا كن ثابتات متحاذيات فى الدرجة ويسقطن كلهن بالام والابويات ايضاً بالاب و كذ لک بالجد الام الاب وان علت فانهاترث مع الجد لانها ليست من قبله والقربىٰ من ایّ جهة كانت تحجب البعدىٰ من ایّ جهة كانت،وارثة كانت القربىٰ اومحجوبة.﴾

﴿ترجمہ﴾ اور جدہ (صحیحہ) کے لئے سدس (چھٹا) حصہ ہے، خواہ ماں کی طرف سے جدہ (نانی) ہو یا باپ کی طرف سے جدہ (دادی) ہو، ایک ہو یا

زیادہ، بشرطیکہ صحیحہ ہو، اور مرتبے (پیڑھی) میں برابر ہوں۔ اور ماں کی موجودگی میں ساری جدات (نانیاں اور دادیاں) ساقط ہوجائیں گی، اور باپ کی طرف سے تمام جدات (دادیاں) باپ کی وجہ سے بھی ساقط ہوجائیں گی، اور اسی طرح دادا کی وجہ سے بھی تمام جدات (دادیاں) ساقط ہوجائیں گی مگر باپ کی ماں (دادی) اگرچہ اوپر تک ہو، پس وہ (ساقط نہیں ہوگی بلکہ) دادا کی موجودگی میں وارث بنے گی کیونکہ وہ دادا کے رشتہ سے جدہ نہیں ہے بلکہ دادا کی بیوی ہے۔ اور کسی بھی جہت کی قریب والی جدہ، کسی بھی جہت کی دور والی جدہ کو ساقط کردیتی ہے، خواہ قریب والی جدہ وارث ہو رہی ہو یا ساقط و محجوب۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف بابا جی رحمہ اللہ کسی بھی میت کی جدہ (نانی اور دادی) کی میراث کے حصے کے بارے میں وضاحت فرما رہے ہیں کہ اگر کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور اس کے ورثاء میں اس کی جدہ (نانی یا دادی یا دونوں) ہو تو جدہ کو کیا حصہ ملے گا؟

﴿جدہ (نانی و دادی) کی تحقیق و مختلف زبانوں میں ان کے نام﴾ عزیز قارئین دوستو: سب سے پہلے چند باتیں ذہن نشین فرما لیجئے کہ عربی میں دادی اور نانی، دونوں کو جدہ کہتے ہیں، اسی وجہ سے شریعت میں ان دونوں کی میراث کی حالت بالکل یکساں اور برابر ہے، اور دونوں کا ایک ہی حصہ (سدس) ہے جس میں سب برابر کی شریک ہوں گی، لہذا کتب اور ابواب المیراث میں ان کی حالت ایک ساتھ بیان کی گئی ہے۔ لیکن اگر ہم اپنے ملکِ عزیز پاکستان کے مختلف صوبہ جات واضلاع کے عرف کو دیکھیں اور سمجھیں تو پاکستان کے اکثر عرف کے مطابق ماں کی ماں کو نانی اور باپ کی ماں کو دادی کہا جاتا ہے، سوائے پشتو اور کشمیری زبان کے کہ پشتو میں دادی اور نانی دونوں کو ''نیـــا'' (نون کے کسرہ کے ساتھ) کہتے ہیں اور کشمیری زبان میں دونوں کو (ببـــہ) کہتے ہیں۔ لہذا یہ دو اہلِ عرف، وضاحت

طلب کرنے کے بعد بتاتے ہیں کہ یہ میرے والد کی ماں ہے یا میری والدہ کی ماں ہے۔
اب اگر ان دونوں جدات یعنی دادی اور نانی کا الگ الگ فصلوں میں تفصیل بیان کی جائے تو ذوی الفروض کی تعداد تیرہ ہو جائے گی، جو اصل متن سے مخالفت ہو جائے گی لہٰذا ہم ان تمام جدات کے حالات کو ایک ہی فصل جدات ہی میں بیان کریں گے مگر اپنے پیارے دوستوں طلباء کرام کی خدمت کے لئے دادی اور نانی کا حال الگ الگ لکھنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ ہمارے پیارے طلباء کرام مجھ ناچیز کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

(دادیوں کے حصے، اور دادیوں کی اقسام کا بیان اور دو اصول و قواعد کا بیان)

جدہ صحیحہ سے مراد صرف باپ کی ماں نہیں بلکہ دادا کی ماں اور دادی کی ماں (یعنی باپ کی نانی) وغیرہ کو بھی شرعاً جدہ صحیحہ کہتے ہیں، اور یہ سب ذوی الفروض میں داخل ہیں۔ اسی وجہ سے ایک شخص کی کئی دادیاں ہو سکتی ہیں، مثلاً ایک شخص کے دادا کی ماں (یعنی پر دادی) بھی موجود ہو اور دادی کی ماں بھی اور دادا کی نانی بھی زندہ ہو، اسی طرح کئی پشت (نسلوں) تک سلسلہ چل سکتا ہے۔ اگر ہم چار پیڑھی (پشتوں) تک دادیاں (جدات) شمار کرنے لگیں تو ہر ایک شخص کی پندرہ جدات (دادیاں) جمع ہو سکتیں ہیں۔ اور اگر اس سے زیادہ اوپر تک پشتوں (پیڑھیوں) میں شمار کریں تو تعداد بہت بڑھ سکتی ہے، لیکن ان سب دادیوں کی میراث پانے اور حصہ کی مستحق ہونے کے لئے دو قاعدوں کا لحاظ ضروری ہے۔

﴿قاعدہ اولیٰ﴾ جدات کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) جدہ صحیحہ (۲) جدہ فاسدہ۔

دوسری قسم کی جدہ یعنی جدہ فاسدہ ذوی الفروض میں داخل نہیں ہے بلکہ ذوی الارحام کے درجہ دوم میں داخل ہے، جس کی تفصیل باب ذوی الارحام میں آئے گی۔ (ان شاء اللہ)

اگر کسی بھی شخص کے چار پشتوں تک غور کیا جائے تو ہر شخص کی پندرہ جدات میں سے دس جدات، جدات صحیحہ اور پانچ جدات، جدات فاسدہ نکلتی ہیں۔ جو جدات صحیحہ ہوں تو

وہ ذوی الفروض میں داخل ہیں چار پشتوں تک ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆ پہلی پشت و درجہ اول: (ام الاب) باپ کی ماں یعنی دادی۔ (اس پشت میں صرف ایک ہی دادی صحیحہ ہو سکتی ہے)

☆ دوسری پشت و درجہ دوم: (ام اب الاب) دادا کی ماں یعنی پر دادی۔ (ام ام الاب) دادی کی ماں یعنی باپ کی نانی۔ (اس پشت میں دو دادی صحیحہ ہو سکتی ہیں)

☆ پشت و درجہ سوم: (ام اب اب الاب) پردادا کی ماں یعنی دادا کی دادی یعنی سکڑ دادی۔ (ام ام اب الاب) پردادی کی ماں یعنی دادا کی نانی (ام ام ام الاب) باپ کی نانی کی ماں یعنی دادی کی نانی یعنی باپ کی ماں کی نانی۔ (اس پشت میں تین دادیاں صحیحہ ہیں)

☆ پشت و درجہ چہارم: (ام اب اب اب الاب) دادا کی دادی یعنی باپ کے پردادا کی ماں یعنی سکڑ دادی کی ماں۔ (ام ام اب اب الاب) پردادا کی نانی یعنی سکڑ دادی کی ماں یعنی باپ کی پردادی کی ماں۔ (ام ام ام اب الاب) پردادی کی نانی یعنی دادا کی نانی کی ماں یعنی دادا کی ماں کی ماں کی ماں۔ (ام ام ام ام الاب) دادی کی نانی کی ماں یعنی باپ کی نانی کی نانی یعنی دادی کی ماں کی نانی۔ (اس پشت میں چار دادیاں صحیحہ ہیں)

﴿قاعدہ دوم﴾ اگر قریب درجہ کی دادی (جدہ) موجود ہو تو بعید درجہ کی دادی کو بالکل حصہ نہیں ملتا مثلاً اول پشت کی دادی (جدہ) موجود ہے تو دوسری، تیسری اور چوتھی پشت کی دادیاں محروم رہیں گی۔ اسی طرح اگر پہلی پشت کی دادی مرگئی تو دوسری پشت کی دادیاں حصہ پائیں گی لیکن ان سے نیچے والی یعنی تیسری اور چوتھی پشت والیاں محروم رہیں گی۔ ہاں اگر پہلی اور دوسری پشت والی سب دادیاں مرگئی ہوں تو تیسری پشت والی دادیاں حصہ لیں گی۔ اور اگر اتفاق سے تینوں پشتوں کی دادیاں مرگئی ہوں تو چوتھی پشت کی جو دادیاں موجود ہوں ان کو حصہ ملے گا کیونکہ جب تک قریب درجہ والی ایک جدہ صحیحہ موجود ہوگی تو نیچے درجے والی

یعنی دور کی پیڑھی کی دادی کو حصہ نہیں ملے گا۔

﴿نانیوں کے حصے، اور نانیوں کے اقسام کا بیان اور دو اصول وقواعد کا بیان﴾

جس طرح جدہ صحیحہ سے صرف باپ کی ماں مراد نہیں تھی اسی طرح نانی سے بھی صرف ماں کی ماں مراد نہیں ہے بلکہ ماں کی نانی اور نانی کی نانی بھی عربی میں جدہ صحیحہ کہلاتی ہے اور ذوی الفروض وارثوں میں داخل ہیں اسی وجہ سے ایک شخص کی چند نانیاں ہوسکتی ہیں۔مثلاً میت کی ماں کی ماں بھی موجود ہے اور ماں کی نانی بھی موجود ہے۔اسی طرح ہم چار پشتوں اور پیڑھی تک شمار کریں تو ہر شخص کی پندرہ نانیاں ہوسکتی ہیں اور اگر اوپر تک اور زیادہ پیڑھیوں تک جائیں گے تو نانیوں کی تعداد بڑھتی جائے گی، لیکن ہر نانی کو بلا تکلف میراث نہیں مل سکتی بلکہ دو قاعدوں کی پابندی ضروری ہے۔

﴿قاعدہ اولیٰ﴾ دادیوں کی مانند نانیوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔(۱) صحیحہ (۲) فاسدہ۔

فاسدہ نانیاں ان جدات کو کہا جاتا ہے کہ جن کے رشتے میں مرد کا واسطہ اور علاقہ آجائے (مثلاً میت کی ماں کے باپ کی ماں یا ماں کے دادا کی ماں)۔جدات فاسدہ کا ذوی الفروض یعنی مقرر حصے کی حیثیت سے کوئی بھی حصہ شریعت میں مقرر نہیں بلکہ یہ ذوی الارحام میں داخل اور شامل ہیں، جہاں ان کی تفصیل بیان کی جائے گی۔ان شاءاللہ تعالیٰ۔

صحیح نانیاں وہ ہیں کہ جن کے رشتے میں مرد کا واسطہ درمیان میں نہ ہو مثلاً میت کی ماں کی ماں، نانی کی ماں۔ان کو بھی جدہ صحیحہ کہتے ہیں اور یہی نانیاں ذوی الفروض میں داخل ہیں۔اگر ہم کسی شخص کی چار پشتوں تک خیال وغور کریں تو صرف چار نانیاں صحیحہ نکلتی ہیں، یعنی کسی شخص کی چار پشتوں تک پندرہ نانیاں ہوسکتی ہیں ان میں سے گیارہ نانیاں فاسدہ اور چار نانیاں صحیحہ ہیں، اور یہ چار نانیاں صحیحہ ذوی الفروض میں داخل ہیں۔

جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

☆پشت و درجہ اول: (ام الام) ماں کی ماں یعنی نانی۔

☆پشت و درجہ دوم: (ام ام الام) نانی کی ماں یعنی پرنانی یعنی ماں کی نانی۔

☆پشت و درجہ سوم: (ام ام ام الام) پرنانی کی ماں یعنی ماں کی نانی کی ماں یعنی نانی کی نانی۔

☆پشت و درجہ چہارم: (ام ام ام ام الام) پرنانی کی نانی یعنی ماں کی نانی کی نانی۔

ان چاروں پشتوں میں سے ہر ایک پشت میں صرف ایک ہی نانی صحیحہ نکلتی ہے خواہ کتنی ہی دور تک سلسلہ چلا جائے۔

﴿قاعدہ دوم﴾ اگر قریب درجہ کی نانی موجود ہو تو بعید درجہ کی نانی کو میراث میں سے کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا مثلاً اگر اول پشت کی نانی موجود ہے تو دوسری، تیسری اور چوتھی پشت کی نانیاں بالکل محروم ہوں گی، اور اگر پہلی پشت کی نانی مرگئی تو دوسری پشت کی جو نانی زندہ ہے وہ حصہ پائے گی لیکن تیسرے اور چوتھے پشت والی نانیاں اگر زندہ ہوں گی تو محروم وہیں گی کیونکہ ان سے قریب پیڑھی والی زندہ اور موجود ہے، علی ھذاا القیاس۔اگر بالفرض والتقدیر کسی کی تمام پشتوں کی نانیاں مرگئی ہوں مگر دسویں پشت کی نانی موجود ہو تو وہی وارث ہوجائے گی۔لیکن جب اس سے کوئی قریب درجہ والی موجود ہوگی تو نیچے کے درجہ والی یعنی دور کی پیڑھی والی کو کچھ حصہ نہیں ملے گا۔

عزیز طلباء کرام وقارئین حضرات: جب آپ کو دادی اور نانی کی میراث کے یہ دونوں قاعدے خوب محفوظ اور ازبر ہوگئے کہ کسی بھی میت کی وراثت میں، صرف جدات صحیحہ کو ہی حصہ ملتا ہے اور قریب درجہ والی جدہ صحیحہ کے سامنے بعید درجہ والی جدہ صحیحہ محروم رہتی ہے تو اب جدہ صحیحہ کے حصوں کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔

جدہ صحیحہ کے دو حالات ہیں۔(۱) سدس (چھٹا) حصہ (۲) محروم۔

﴿1﴾ ﴿سدس﴾

میت کی ماں اور باپ کی عدم موجودگی میں جب کسی میت کی ایک یا زیادہ جدات (نانیاں یا دادیاں یا دونوں) ہوں تو اس صورت میں میت کی جدہ کو سدس حصہ ملے گا بشرطیکہ یہ جدات سب کی سب صحیحہ ہوں اور سب کی سب درجہ (پیڑھی) میں برابر ہوں، ورنہ درج بالا تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے کہ قریب کی موجودگی میں بعید والی جدہ محروم ہو جائے گی، اور اگر ایک ہی درجہ (پیڑھی) کی چند دادیاں یا نانیاں یا مشترک جدات ہوں تو وہ سب کی سب اسی چھٹے (سدس) حصے میں شریک ہوں گی اور اسی سدس کو آپس میں برابر برابر تقسیم کریں گی۔

6 — میت

دادی	بیٹی	چچا
سدس	نصف	عصبہ
1	3	2

12 — میت

نانی	بیٹی	شوہر	چچا
سدس	نصف	ربع	عصبہ
2	6	3	1

24 — میت

پردادی	بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا
سدس	نصف	ثمن	عصبہ
4	12	3	5

6 — میت

پرنانی	بیٹی	چچا
سدس	نصف	عصبہ
1	3	2

12 — میت

دادی و نانی	بیٹی	شوہر	چچا
سدس	نصف	ربع	عصبہ
2	6	3	1

24 — میت

پردادی و پرنانی	بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا
سدس	نصف	ثمن	عصبہ
4	12	3	5

6 — میت

نانی	2بیٹی	حقیقی بہن
سدس	ثلثان	عصبہ مع غیرہ
1	4	1

6 — میت

3بیٹی	دادی	دادا
ثلثان	سدس	سدس
4	1	1

24 — میت

4بیٹی	بیوی	دادی	علاتی بہن
ثلثان	ثمن	سدس	عصبہ مع غیرہ
16	3	4	1

6 — میت

جدات	8بیٹی	چچا
سدس	ثلثان	عصبہ
1	4	1

12 — میت

بیٹی	دادی	شوہر	چچا	پردادی
نصف	سدس	ربع	عصبہ	محروم
6	2	3	1	

24 — میت

5بیٹی	دادی	بیوی	چچا کا بیٹا	پرنانی
ثلثان	سدس	ثمن	عصبہ	محروم
16	4	3	1	

درج بالا بارہ مثالوں میں پہلی اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے، اور ساتویں، آٹھویں اور دسویں مثال میں نوع ثانی میں سے ثلثان اور سدس آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہوا۔ دوسری، پانچویں اور گیارھویں مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔

تیسری، چھٹی، نویں اور بارھویں مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا۔

درج بالا تمام مثالوں میں میت کی جدہ (دادی اور نانیوں) کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے والدین موجود نہیں ہیں اور وہ سدس حصہ، اگر میت کی ایک نانی یا دادی ہو تو اس کو مکمل ملے گا اور اگر نانی یا دادی دو یا زیادہ ہوں تو وہ اس سدس حصے کو آپس میں برابر برابر تقسیم کریں گی بشرطیکہ ایک ہی پیڑھی کی ہوں، اور اگر مختلف پیڑھی کی ہوں تو جو جدہ قریب ہوگی تو اس کو میراث ملے گی اور بعید والی جدہ محروم ہوگی۔ جن مثالوں میں میت کی ایک بیٹی یا زیادہ بیٹیاں ہیں تو ان کو بیٹے کی عدم موجودگی میں ایک کو نصف اور زیادہ کو ثلثان دیا گیا۔ شوہر کو اولاد کی موجودگی میں ربع حصہ دیا گیا۔ اور بیویوں کو اولاد کی موجودگی میں ثمن حصہ دیا گیا۔ درج بالا تمام مثالوں میں ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال، میت کے عصبہ (چچا، دادا اور چچا کے بیٹے) کو بطور عصبہ بنفسہ اور علاتی بہن کو بطور عصبہ مع غیرہ کے دیا گیا۔

....

﴿2﴾ ﴿ساقط ومحروم﴾ جدہ درج ذیل چار صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

(۱) ماں کی وجہ سے تمام جدات ساقط ومحروم ہو جاتی ہیں خواہ پدری ہوں یا مادری۔

(۲) باپ کی وجہ سے صرف پدری جدات (دادیاں) ساقط ومحروم ہو جاتی ہیں جبکہ مادری جدات (نانیاں) ساقط ومحروم نہیں ہوتیں۔

(۳) دادا کی وجہ سے وہ جدات (دادیاں) ساقط ومحروم ہو جاتی ہیں جو دادا کے واسطہ سے ہیں، مثلاً دادا کی ماں، دادا کی وجہ سے ساقط ومحروم ہو جائے گی مگر دادی یعنی دادا کی بیوی دادا کی وجہ سے ساقط ومحروم نہیں ہوگی کیونکہ دادی کا میت سے رشتہ جوڑنے میں دادا کا واسطہ نہیں آتا بلکہ وہ میت کے باپ کی ماں ہے اور دادا کی بیوی ہے۔

اسی طرح پردادا کی وجہ سے پردادا کی بیوی یعنی پردادی (دادا کی ماں) ساقط ومحروم نہیں ہوگی کیونکہ وہ پردادا کی بیوی ہے نہ کہ پردادا کی ماں۔ اسی طرح اوپر کی دادیوں کا حال اسی پر قیاس کر کے سمجھنے کی کوشش کریں۔

(نوٹ) میت کی دادی، میت کے باپ کی موجودگی میں ساقط ومحروم ہوگی مگر میت کے دادا کی موجودگی میں ساقط ومحروم نہیں ہوگی۔ یہ مسئلہ ان چار مسائل میں سے ہے جن کو بیان کرنے کا مصنف بابا جی رحمہ اللہ نے دادا کے احوال میں وعدہ کیا تھا۔

(۴) قریب والی جدہ، خواہ کسی رشتہ کی ہو، دور والی کو ساقط ومحروم کر دیتی ہے، خواہ باپ کی جانب سے ہو یا ماں کی جانب سے، خواہ قریب والی وارث بن رہی ہو یا ساقط ومحروم۔

6	میت		
ماں	2بیٹی	چچا	نانی ودادی
سدس	ثلثان	عصبہ	محروم
1	4	1	

6	میت		
3بیٹی	باپ	نانی	دادی
ثلثان	سدس	سدس	محروم
4	1	1	

6	میت	
نانی	دادا	پردادی
سدس	عصبہ	محروم
1	5	

6	میت	
دادی	دادا	بیٹا
سدس	سدس	عصبہ
1	1	4

6	میت	
دادی	بیٹا	پرنانی
سدس	عصبہ	محروم
1	5	

1	میت	
باپ	پرنانی	پردادی
عصبہ	ساقط ومحروم	ساقط ومحروم
1		

درج بالا مثالوں میں پہلی پانچ مثالوں میں نوع ثانی میں سے ثلثان وسدس یا فقط سدس آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہوا۔ اور چھٹی مثال میں فقط عصبہ آنے سے کل مال عصبہ کو دیا گیا۔

درج بالا چھ پہلی مثال میں ماں کو اولاد کی موجودگی میں سدس حصہ دیا گیا۔ پہلی اور دوسری مثال میں میت کی دو یا زیادہ بیٹیوں کو بیٹے کی عدم موجودگی میں ثلثان دیا گیا۔ پہلی مثال میں میت کی ماں کی وجہ سے میت کی نانی اور دادی محروم ہوگئیں۔ دوسری مثال میں میت کی دادی، میت کے باپ کی وجہ سے اور تیسری مثال میں میت کی پردادی، میت کی قریبی جدہ نانی اور دادا دونوں کی وجہ سے محروم ہوگئی۔ چوتھی مثال میں میت کی دادی محروم نہیں ہوئی اگر چہ میت کا دادا موجود ہے کیونکہ یہ دادا، دادی کا باپ نہیں بلکہ شوہر ہے۔ پانچویں مثال میں دادی (جدہ قریبہ) کی وجہ سے پرنانی (جدہ بعیدہ) محروم ہوگئی۔ چھٹی مثال میں باپ کی وجہ سے دادی اور دادی کی وجہ سے پرنانی محروم ہوگئی۔ اور تمام مثالوں میں میت کا چچا، باپ، دادا اور بیٹا عصبہ بنا اور باقی ماندہ مال ان کو ملا۔

﴿واذا كانت الجدة ذات قرابة واحدة كأم الاب، والاخرىٰ ذات قرابتين او اكثر كأم أم الأم وهى ايضاً أم اب الاب بهذه الصورة(صورۃ اور نقشہ استاذ صاحب بورڈ پر لکھیں)يقسم السدس بينهما عندابى يوسف رحمه الله انصافا باعتبار الابدان وعند محمدرحمه الله اثلاثا باعتبار الجهات.﴾

﴿ترجمہ﴾ اور جب کوئی ایک جدہ ایک رشتے سے قرابت والی ہو جیسے باپ کی ماں (دادی کی ماں)، اور دوسری جدہ دو یا زیادہ رشتوں سے قرابت

والی ہو جیسے ماں کی ماں کی ماں (نانی کی ماں)، اور یہی خاتون باپ کے باپ کی بھی ماں (دادا کی ماں) ہو، درج ذیل صورت ونقشے کے مطابق۔ تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک، افراد کے اعتبار سے سدس (چھٹا) حصہ ان دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک، رشتوں کے اعتبار سے سدس (چھٹا) حصہ، تہائی تہائی تقسیم ہوگا۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف بابا جی رحمہ اللہ کسی بھی ایسے میت، کی میراث کا مسئلہ بیان فرما رہے ہیں کہ جس کے فوت ہونے کے بعد اس میت کی متعدد جدات وارث ہو رہی ہوں، جن میں سے بعض جدات سے، میت کا ایک ہی رشتہ ہو یعنی وہ صرف ایک ہی رشتہ (ماں یا باپ کے واسطے) سے جدہ ہو۔ اور دوسری جدہ کئی رشتوں سے جدہ (دادی یا نانی) ہو، تو اس صورت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ، افراد کا اعتبار کر کے سدس (چھٹے) حصے کو دونوں جدات کے درمیان برابر برابر تقسیم کرتے ہیں۔ اور امام محمد رحمہ اللہ رشتوں کا اعتبار کر کے سدس (چھٹے) حصے کو جدات کے درمیان تقسیم کرتے ہیں۔

مثلاً اگر کسی میت کا کسی خاتون (جدہ) سے دو رشتے ہوں اور دوسری خاتون (جدہ) سے ایک رشتہ ہو، تو دو رشتوں ولی جدہ کو سدس (چھٹے) حصے میں سے دو حصے، اور ایک رشتہ والی جدہ کو سدس (چھٹے) حصے میں سے ایک حصہ دیتے ہیں۔ اسی طرح اگر ایک جدہ، تین رشتے والی ہو اور دوسری جدہ ایک رشتے والی ہو، تو تین رشتے والی جدہ کو سدس (چھٹے) حصے میں سے تین حصے اور ایک رشتے والی جدہ کو، سدس (چھٹے) حصے میں سے ایک حصہ دیتے ہیں۔

﴿مسئلے کی وضاحت ظاہری مثال سے﴾: درج بالا مسئلے کی تفہیم کے لئے ناچیز اپنے گھر کے افراد کی مثال پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے، اگر قارئین میں سے کسی کو سمجھنا ہو تو اپنے ہی گھر کے افراد اور ان کے بچوں کو سامنے رکھ کر سمجھنے کی کوشش کریں۔

ناچیز (شارح سراجی، سید محمد منور شاہ) کے پوتے کا نام سید صفی اللہ شاہ ہے، اور اس (سید صفی اللہ شاہ) کے والد (یعنی میرے بیٹے) کا نام سید محمد صابر شاہ ہے، اور سید محمد صابر شاہ کے والد یعنی سید صفی اللہ شاہ کے دادا (یعنی ناچیز) کا نام سید محمد منور شاہ ہے۔ سید صفی اللہ شاہ کی پردادی (یعنی ناچیز سید محمد منور شاہ کی والدہ) کا نام نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا) ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ سید صفی اللہ شاہ بن سید محمد صابر شاہ بن سید محمد منور شاہ بن نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا)۔

دوسری طرف منحہ، جو مجھ ناچیز (شارح سراجی، سید محمد منور شاہ) کی بھانجی، گل مینہ کی بیٹی ہے، گل مینہ، میری بڑی بہن آسیہ بی بی کی بیٹی ہے، اور آسیہ بی بی، میری والدہ نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا) کی بیٹی ہے۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ منحہ بنت گل مینہ بنت آسیہ بی بی بنت نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا)۔

دونوں سلسلہ نسب کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد اب، سید صفی اللہ شاہ اور منحہ کے درمیان شادی ہوتی ہے اور بعطائے الٰہی ان کا بیٹا مسمیٰ، نور اللہ شاہ پیدا ہوتا ہے تو وہ بچہ (نور اللہ شاہ) ایک واسطے سے، نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا) کا لکڑ پوتا بنے گا، اور دوسرے واسطے سے لکڑ نواسا، بنے گا۔

ددھیالی شجرہ نسب یوں ہوگا۔ سید نور اللہ شاہ بن سید صفی اللہ شاہ بن سید محمد صابر شاہ بن سید محمد منور شاہ بن نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا)۔

ننھیالی شجرہ نسب یوں ہوگا۔ سید نور اللہ شاہ بن منحہ بنت گل مینہ بنت آسیہ بی بی بنت نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا)۔

ان دونوں (ددھیالی اور ننھیالی) رشتوں میں، نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا) دو رشتوں سے سید نور اللہ شاہ کی، "جدہ صحیحہ" ہیں۔

دوسری طرف ایک خاتون، مسماۃ نشتئی بی بی، جو سید نور اللہ شاہ کے باپ (سید محمد صابر شاہ) کی ماں (مسماۃ عارفہ بی بی) کی ماں ہیں۔ شجرہ نسب یوں ہوگا۔ سید نور اللہ شاہ بن سید محمد صابر شاہ بن عارفہ بی بی بنت نشتئی بی بی۔

درج بالا شجرات کی تفصیل کے بعد اب آسان انداز سے سمجھنے کی کوشش فرمائیں۔

نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا) ایک خاتون ہے جو ایک رشتے سے، سید نور اللہ شاہ کی نانی (گل مینہ) کی نانی ہیں اور یہی نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا)، دوسرے رشتے سے، سید نور اللہ شاہ کے دادا (سید محمد صابر شاہ) کی دادی بھی ہیں۔ (یعنی نصیب صالحہ (رحمۃ اللہ علیہا) کے ساتھ سید نور اللہ شاہ کے دو رشتے ہیں)۔

اور مسماۃ نشتئی بی بی، جو سید نور اللہ شاہ کے والد (سید صابر شاہ) کی نانی ہے، کے ساتھ سید نور اللہ شاہ کا صرف ایک رشتہ ہے۔ اب اگر ان شجرات میں، سید نور اللہ شاہ کے تمام رشتہ دار فوت ہو جائیں اور صرف اس کے دادا (سید صابر شاہ) کی دادی (مسماۃ نصیب صالحہ، دو واسطوں سے سید نور اللہ شاہ کی جدہ ہیں) اور دادا (سید صابر شاہ) کی نانی (مسماۃ نشتئی بی بی، جو ایک واسطے سے سید نور اللہ شاہ کی جدہ ہیں) زندہ رہتی ہیں۔ اور اس کے بعد سید نور اللہ کا انتقال ہو جاتا ہے اور دیگر ذوی الفروض یا عصبات کے ساتھ ساتھ، یہ دونوں جدات (مسماۃ نصیب صالحہ اور مسماۃ نشتئی بی بی) زندہ رہتیں ہیں تو ان دونوں جدات کو صرف سدس دیا جائے گا جس کو یہ دونوں جدات، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک آپس میں برابر تقسیم کریں گی۔

جبکہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اس سدس حصے کو یہ دونوں جدات (مسماۃ نصیب صالحہ اور مسماۃ نشتئی بی بی) تین حصوں میں تقسیم کر کے دو حصے مسماۃ نصیب صالحہ کو، اور ایک حصہ مسماۃ نشتئی بی بی کو دیا جائے گا کیونکہ مسماۃ نصیب صالحہ سے سید نور اللہ شاہ کے دو رشتوں سے واسطہ ہے اور مسماۃ نشتئی بی بی سے ایک رشتے سے واسطہ ہے۔

﴿نوٹ: مفتیٰ بہ قول﴾ فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔علامہ سرخسی رحمہ اللہ کے بقول، اس سلسلے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے کوئی تصریح یا صریح قول مروی نہیں ہے، البتہ حضرات شوافع رحمہم اللہ کی کتابوں میں ہے کہ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے اقوال امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق ہیں۔

(الشریفیہ شرح سراجی ص ۴۵، بحوالہ طرازی، ص ۱۰۳)

﴿باب الحجب﴾

﴿الحجب علی نوعین: حجب نقصان وھو حجب عن سھم الی سھم وذلک لخمسة نفر للزوجین والام وبنت الابن والاخت لاب وقد مر بیانه﴾

﴿ترجمہ﴾ حجب کی دو قسمیں ہیں ﴿۱﴾ حجب نقصان: اور وہ ایک (زیادہ) حصے سے دوسرے (کم) حصے کی طرف پہنچانا ہے، اور وہ پانچ افراد کے لئے ہے۔شوہر، بیوی، ماں، پوتی، علاتی بہن، اور اس کا بیان گزر چکا ہے۔

﴿شرح﴾ **﴿حجب کا لغوی معنیٰ﴾** ہے روکنا، اسی سے ہے حاجب یعنی دربان وچوکیدار، اور اسی سے حجاب بھی ہے بمعنی پردہ، کیونکہ حاجب (چوکیدار) لوگوں کو، اور حجاب (پردہ) لوگوں کی نظروں کو روکتا ہے۔

﴿حجب کی اصطلاحی تعریف﴾ یہ ہے کہ کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے کل حصہ میراث سے یا بعض حصے سے محروم ہونا۔یعنی اس حاجب شخص نے، اس مقرر حصے والے (ذوی الفروض) یا عصبہ کو اپنے حصہ سے روک دیا۔

﴿حجب کی اقسام﴾: حجب کی دو قسمیں ہیں۔(۱) حجب نقصان (۲) حجب حرمان۔

(۱) حجب نقصان: کسی وارث کی وجہ سے کسی دوسرے وارث کا، زیادہ حصے کے بجائے کم حصہ

پانا۔یعنی کسی وارث کو میت کے مال میں سے زیادہ حصہ ملنا تھا مگر اس میت کے ورثاء میں کوئی ایسا وارث بھی موجود تھا کہ اس کی وجہ سے اس دوسرے وارث کو کم حصہ مل گیا۔اور اس طرح کا معاملہ یعنی زیادہ حصے کے بجائے کم حصہ پانا۔یہ پانچ افراد میں ہوتا ہے۔، وہ افراد درج ذیل ہیں۔(۱) شوہر (۲) بیوی (۳) ماں (۴) پوتی (۵) علاتی (باپ شریک) بہن۔

ان درج بالا پانچ ورثاء کی دونوں حالتوں کی مثالیں عزیز قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی جاتی ہے تاکہ قارئین حجب نقصان کو اچھی طرح سے سمجھ پائیں۔

﴿1﴾ ﴿شوہر کے بلا حجب یعنی کل مال کے نصف کی مثالیں﴾

2	میت
شوہر	چچا
نصف	عصبہ
1	1

6	میت	
شوہر	ایک اخیافی بھائی	چچا
نصف	سدس	عصبہ
3	1	2

6	میت	
شوہر	دو اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا
نصف	ثلث	عصبہ
3	2	1

2	میت
شوہر	باپ
نصف	عصبہ
1	1

﴿شوہر کے حجب یعنی نصف کے بجائے ربع کی مثالیں﴾

4	میت
شوہر	بیٹا
ربع	عصبہ
1	3

4	میت	
شوہر	بیٹی	چچا
ربع	نصف	عصبہ
1	2	1

12 میت ☆

شوہر	دو بیٹیاں	چچا ☆
ربع	ثلثان	عصبہ ☆
3	8	1 ☆

عزیز دوستو: درج بالا سات مثالوں میں سے پہلی والی چار مثالوں میں فوت شدہ خاتون کے ورثاء میں اس کے شوہر کو نصف حصہ دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہیں، لیکن آخری کی تین مثالوں میں مرحومہ کے شوہر کو مرحومہ کے کل مال میں سے ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا کیونکہ ان تینوں مثالوں میں مرحومہ کی اولاد، خواہ مذکر ہوں یا مؤنث، موجود ہیں کیونکہ آپ دوستوں نے ماقبل اسباق میں پڑھا ہے کہ مرحومہ کی اولاد کی عدم موجودگی میں شوہر کو کل مال کا نصف اور اولاد کی موجودگی میں کل مال کا ربع حصہ ملتا ہے۔ شوہر کے نصف حصے کو کم کر کے ربع تک لانے کے لئے حاجب، مرحومہ کی اولاد ہیں۔

درج بالا پہلی چار مثالوں میں، پہلی اور چوتھی مثال میں صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے تقسیم ہوگا، اور دوسری اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ چھ سے تقسیم ہوگا۔

ان پہلی والی چاروں مثالوں میں فوت شدہ بیوی کے شوہر کو بیوی کے کل مال کا نصف آدھا حصہ دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہیں۔ چوتھی مثال میں باپ کو عصبہ کے طور پر باقی مال دیا گیا۔ دوسری مثال میں میت کے اخیافی بھائی کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ وہ ایک ہے اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔ اور تیسری مثال میں میت کے اخیافی بھائی کو ثلث (تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔ اور پہلی والی تینوں مثالوں میں میت کے چچا اور چچازاد کزن کو عصبہ کی حیثیت سے

باقی مال ماندہ ملے گا۔

درج بالا آخری تین مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے سے، اور دوسری مثال میں نوع اول میں سے ربع اور نصف آنے سے مسئلہ چار تقسیم ہوگا، اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ثلثان کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے تقسیم ہوگا، ان تینوں مثالوں میں فوت شدہ خاتون کے شوہر کو مرحومہ کے کل مال کا ربع (چوتھا) حصہ دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی اولاد موجود ہیں، پہلی مثال میں بیٹا عصبہ بن کر باقی سارا مال لے لے گا، دوسری مثال میں بیٹی کو نصف مال ملے گا کیونکہ وہ اکیلی ہے اور تیسری مثال میں دو بیٹیوں کو ثلثان ملے گا، اور ان دو مثالوں میں باقی مال میت کے چچا کو بطور عصبہ بنفسہ ملے گا۔

....

﴿2﴾ ﴿بیوی کے بلا حجب یعنی ربع کی مثالیں﴾

4 میت ☆

بیوی	باپ ☆
ربع	عصبہ ☆
1	3 ☆

12 میت ☆

بیوی	ایک اخیافی بھائی	چچا ☆
ربع	سدس	عصبہ ☆
3	2	7 ☆

12 میت ☆

بیوی	دو اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا ☆
ربع	ثلث	عصبہ ☆
3	4	5 ☆

....

﴿بیوی کے حجب یعنی ثمن کی مثالیں﴾

24	میت	☆
بیوی	باپ	بیٹا
ثمن	سدس	عصبہ
3	4	17

24	میت	☆
بیوی	دادا	بیٹا
ثمن	سدس	عصبہ
3	4	17

24	میت	☆	
بیوی	بیٹی	باپ	دو اخیافی بھائی
ثمن	نصف	سدس+عصبہ	محروم
3	12	5+4	

عزیز دوستو: درج بالا چھ مثالوں میں سے پہلی والی تین مثالوں میں فوت شدہ شوہر کے ورثاء میں اس کی بیوی کو ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا کیونکہ مرحوم کی اولاد نہیں ہیں، اور آخری تین مثالوں میں مرحوم کی بیوی کو مرحوم کے کل مال میں سے ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا کیونکہ ان تینوں مثالوں میں مرحوم کی اولاد، خواہ مذکر ہوں یا مؤنث، موجود ہیں جیسا کہ آپ دوستوں نے ماقبل اسباق میں پڑھا ہے کہ مرحوم کی اولاد کی عدم موجودگی میں بیوی کو کل مال کا ربع اور اولاد کی موجودگی میں کل مال کا ثمن حصہ ملتا ہے۔ آخری تین مثالوں میں میت کی اولاد نے میت کی بیوی کا حصہ ربع (چوتھائی) سے کم کر کے ثمن (آٹھواں) کر دیا، لہذا اولاد حاجب بن گئی۔

درج بالا پہلی تین مثالوں میں سے پہلی مثال میں صرف ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوگا، اور دوسری اور تیسری مثالوں میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے بارہ سے حل ہوگا۔ ان تینوں مثالوں میں میت کی بیوی کو ربع (چوتھائی)

حصہ دیا جائے گا کیونکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد نہیں ہے۔

پہلی مثال میں میت کے باپ کو بطور عصبہ باقی سارا مال ملے گا۔ دوسری مثال میں میت کے اخیافی بھائی کو سدس حصہ ملے گا کیونکہ وہ ایک ہے اور تیسری مثال میں دو اخیافی بھائیوں کو ثلث حصہ ملے گا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔ اور دوسری اور تیسری مثال میں میت کا چچا اور کزن کو بطور عصبہ باقی سارا مال ملے گا۔

درج بالا آخری تینوں مثالوں میں مسئلہ چوبیس سے بنایا گیا کیونکہ نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ چوبیس سے بنتا ہے، پھر ان تینوں مثالوں میں میت کی بیوی کو میت کی اولاد کی موجودگی میں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا، دوسری مثال میں میت کے باپ کی عدم موجودگی میں، میت کے دادا کو میت کے بیٹے (اولاد) کی موجودگی میں سدس دیا گیا۔

تیسری مثال میں میت کی بیٹی کو ایک ہونے اور بیٹا نہ ہونے کی وجہ سے نصف دیا گیا۔، اور میت کے باپ کو صرف بیٹی کی موجودگی کی وجہ سے مقرر حصہ سدس اور پھر عصبہ کی حیثیت سے باقی مال بھی دیا گیا۔ اور میت کے اخیافی بھائی، میت کے اصول وفروع کی موجودگی میں محروم قرار دیئے گئے۔

....

﴿3﴾ ﴿ماں کے بلا حجب یعنی ثلث الکل کی مثالیں﴾

3	میت	☆
ماں	چچا	
ثلث الکل	عصبہ	
1	2	

3	میت	☆
ماں	باپ	
ثلث الکل	عصبہ	
1	2	

6 میت ☆ 6 میت ☆

ماں شوہر چچا ☆ ماں حقیقی بہن چچا ☆

ثلث الکل نصف عصبہ ☆ ثلث الکل نصف عصبہ ☆

2 3 1 ☆ 2 3 1 ☆

3 میت ☆ 3 میت ☆

ماں باپ دادا ☆ ماں باپ حقیقی بہن ☆

ثلث الکل عصبہ محروم ☆ ثلث الکل عصبہ محروم ☆

1 2 ☆ 1 2 ☆

12 میت ☆ 6 میت ☆

ماں بیوی چچا ☆ ماں اخیافی بہن چچا ☆

ثلث الکل ربع عصبہ ☆ ثلث الکل سدس عصبہ ☆

4 3 5 ☆ 2 1 3 ☆

ان درج بالا آٹھ مثالوں میں میت کی ماں کو، میت کی اولاد اور دو یا زیادہ بہن بھائی نہ ہونے کی وجہ سے کل مال کا ثلث (تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ آپ دوستوں نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ جب میت کی اولاد یا دو یا زیادہ بہن بھائی نہ ہوں تو میت کی ماں کو کل مال کا تہائی حصہ ملتا ہے۔

درج بالا آٹھ مثالوں میں پہلی، دوسری، پانچویں اور چھٹی مثالوں میں نوع ثانی میں سے صرف ثلث آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوا۔ تیسری اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے، اور آٹھویں مثال میں نوع ثانی میں سے ثلث اور سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا۔ اور ساتویں مثال میں نوع اول میں سے ربع،

نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔ پھر ان مثالوں میں تیسری مثال میں شوہر کو کل مال کا نصف دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہے۔ چوتھی مثال میں میت کی حقیقی بہن کو بوجہ ایک ہونے کے نصف دیا گیا، ساتویں مثال میں میت کی بیوی کو بوجہ عدم اولاد کے ربع حصہ دیا گیا، آخری مثال میں میت کی اخیافی بہن کو بوجہ ایک ہونے اور اصول و فروع نہ ہونے کے، کل مال کا سدس حصہ دیا گیا۔ اور تمام مثالوں میں میت کے چچا اور باپ کو عصبہ بنایا گیا، اور باپ کی موجودگی میں حقیقی بہن اور دادا کو حصہ نہیں دیا گیا۔

﴿ماں کے حجب یعنی سدس کی مثالیں﴾

6 میت ☆ 12 میت ☆

ماں بیٹی باپ ☆ ماں بیٹی شوہر چچا ☆

سدس نصف سدس مع العصبہ ☆ سدس نصف ربع عصبہ ☆

1 3 1+1 ☆ 2 6 3 1 ☆

24 میت ☆ 6 میت ☆

ماں پوتی بیوی باپ ☆ ماں دو حقیقی بہن چچا ☆

سدس نصف ثمن سدس+عصبہ ☆ سدس ثلثان عصبہ ☆

4 12 3 1+4 ☆ 1 4 1 ☆

24 میت ☆ 12 میت ☆

ماں دو بیٹی بیوی چچا ☆ ماں تین علاتی بہن بیوی چچا کا بیٹا ☆

سدس ثلثان ثمن عصبہ ☆ سدس ثلثان ربع عصبہ ☆

4 16 3 1 ☆ 2 8 3 کچھ نہیں بچا ☆

ان درج بالا چھ مثالوں میں میت کی ماں کو، میت کی اولاد (بیٹی) اور دو یا زیادہ بہنوں کی موجودگی

میں کل مال کا سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ آپ دوستوں نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ جب میت کی اولاد یا دو یا زیادہ بہن بھائی ہوں تو میت کی ماں کو کل مال کا سدس حصہ ملتا ہے۔

درج بالا مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف ،نوع ثانی کے ساتھ آنے اور چوتھی مثال میں نوع ثانی میں سے سدس اور ثلثان آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا۔اور دوسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔اور تیسری اور پانچویں مثال میں نوع اول میں سے ثمن ، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا۔پھر ان مثالوں میں پہلی ، دوسری اور تیسری مثال میں بیٹی اور پوتی کو ایک ہونے کی صورت میں نصف حصہ دیا گیا۔ اور چوتھی اور چھٹی مثال میں حقیقی اور علاتی بہنوں کو دو یا زیادہ ہونے کی صورت میں ثلثان دیا گیا۔ دوسری مثال میں شوہر کو کل مال کا ربع دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد ہے۔تیسری اور پانچویں مثال میں میت کی بیوی کو بوجہ اولاد کے ثمن حصہ دیا گیا،اور چھٹی مثال میں بوجہ عدم اولاد کے بیوی کو ربع (چوتھا) حصہ دیا گیا۔پہلی اور تیسری مثال میں میت کے باپ کو بوجہ اولاد کے سدس،اور بعد میں بوجہ عصبہ بننے کے باقی ماندہ بھی دیا گیا۔اور باقی مثالوں میں میت کے چچا اور کزن کو عصبہ بنایا گیا۔

﴿4﴾ ﴿پوتی کے بلا حجب یعنی نصف کی مثالیں﴾

6	میت
پوتی	باپ
نصف	سدس مع العصبہ
3	2+1

12	میت	
پوتی	شوہر	باپ
نصف	ربع	سدس+عصبہ
6	3	1+ 2

24	میت	
پوتی	بیوی	باپ
نصف	ثمن	سدس+عصبہ
12	3	5+4

ان درج بالا تین مثالوں میں میت کی پوتی کو،میت کے بیٹے بیٹی اور پوتا نہ ہونے کی صورت میں کل مال کا نصف حصہ دیا گیا کیونکہ آپ دوستوں نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ جب میت کا بیٹا بیٹی اور پوتا نہ ہو اور پوتی ایک ہو تو اس کا کل مال کا نصف دیا جائے گا۔

درج بالا مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف ،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا،اور دوسری مثال میں نوع اول میں سے ربع ، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے ثمن،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا۔

پھر ان مثالوں میں دوسری مثال میں شوہر کو کل مال کا ربع دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد ہے۔تیسری مثال میں میت کی بیوی کو بوجہ اولاد کے ثمن حصہ دیا گیا۔اور ان تمام مثالوں میں میت کے باپ کو بوجہ اولاد کے سدس،اور بعد میں بوجہ عصبہ بننے کے باقی ماندہ مال بھی دیا گیا۔

﴿پوتی کے حجب یعنی سدس کی مثالیں﴾

6	میت	
بیٹی	پوتی	چچا
نصف	سدس	عصبہ
3	1	2

12	میت		
بیٹی	پوتی	شوہر	چچا
نصف	سدس	ربع	عصبہ
6	2	3	1

24 میت

بیٹی	دو پوتی	بیوی	باپ
نصف	سدس	ثمن	سدس+عصبہ
12	4	3	1+4

6 میت

بیٹی	تین پوتی	چچا
نصف	سدس	عصبہ
3	1	2

12 میت

شوہر	بیٹی	چار پوتی	چچا
ربع	نصف	سدس	عصبہ
3	6	2	1

24 میت

بیٹی	پوتی	بیوی	چچا کا بیٹا
نصف	سدس	ثمن	عصبہ
12	4	3	5

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، دوسری اور پانچویں مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے بنا، تیسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی بیٹی کو صرف ایک ہونے کی وجہ سے میت کے کل مال کا نصف حصہ دیا گیا، اور ان چھ مثالوں میں میت کی ایک بیٹی کے ساتھ میت کی ایک یا زیادہ پوتیوں کو سدس حصہ دیا گیا تا کہ قانون تکملۃ للثلثین کے مطابق ثلثان پورا ہو جائیں۔

دوسری اور پانچویں مثالوں میں مرحومہ کے شوہر کو میت کی بیٹی اور پوتی (اولاد) کی موجودگی میں ربع حصہ دیا گیا، تیسری اور چھٹی مثال میں بیوی کو مرحوم شوہر کی اولاد (بیٹی) کی موجودگی میں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا، تیسری مثال میں میت کے والد کو اولاد (بیٹی) کی موجودگی میں سدس حصہ دیا گیا اور دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال بھی بطور عصبہ میت کے باپ کو دیا گیا۔ اور باقی پانچ مثالوں میں ذوی الفروض کا اپنا

حصہ لینے کے بعد باقی مال میت کے چچا اور چچازاد کزن کو بطور عصبہ دیا گیا۔

﴿5﴾ ﴿علاتی بہن کے بلا حجب یعنی نصف کی مثالیں﴾

2 میت

علاتی بہن	چچا
نصف	عصبہ
1	1

2 میت

علاتی بہن	شوہر	چچا
نصف	نصف	عصبہ
1	1	کچھ بچا نہیں

4 میت

علاتی بہن	بیوی	چچا
نصف	ربع	عصبہ
2	1	1

2 میت

علاتی بہن	کزن
نصف	عصبہ
1	1

6 میت

علاتی بہن	اخیافی بھائی	چچا
نصف	سدس	عصبہ
3	1	2

12 میت

علاتی بہن	بیوی	اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا
نصف	ربع	سدس	عصبہ
6	3	2	1

ان درج بالا چھ مثالوں میں میت کی ایک علاتی بہن کو، میت کے اصول وفروع (بیٹا بیٹی اور پوتا پوتی اور باپ، دادا، حقیقی بھائی بہن اور علاتی بھائی) نہ ہونے کی صورت میں کل مال کا نصف حصہ دیا گیا کیونکہ آپ دوستوں نے ابھی اوپر پڑھا ہے کہ جب میت کا بیٹا بیٹی اور پوتا پوتی، اور باپ دادا، حقیقی بھائی بہن اور علاتی بھائی نہ ہو اور علاتی بہن ایک ہو تو اس کو کل مال کا نصف دیا جائے گا۔

درج بالا مثالوں میں پہلی، دوسری اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے کی وجہ سے مسئلہ دو سے حل ہوا، اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف اور

ربع آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے حل ہوا۔اور پانچویں مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، چھٹی مثال نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔

پھر ان مثالوں میں دوسری مثال میں شوہر کو کل مال کا نصف دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہے۔تیسری اور چھٹی مثال میں میت کی بیوی کو بوجہ عدم اولاد کے ربع حصہ دیا گیا، پانچویں اور چھٹی مثال میں میت کے اخیافی بھائی کو ایک ہونے کی صورت میں اور اصول وفروع نہ ہونے کی موجودگی میں کل مال کا سدس دیا گیا، ان تمام مثالوں میں میت کے چچا اور چچازاد کزن کو بوجہ عصبہ بننے کے باقی ماندہ مال بھی دیا گیا۔

﴿علاتی بہن کے حجب یعنی سدس کی مثالیں﴾

میت ☆ 6

حقیقی بہن	علاتی بہن	چچا ☆
نصف	سدس	عصبہ ☆
3	1	2 ☆

میت ☆ 6

حقیقی بہن	دوعلاتی بہن	چچا ☆
نصف	سدس	عصبہ ☆
3	1	2 ☆

میت ☆ 12

حقیقی بہن	علاتی بہن	بیوی	چچا ☆
نصف	سدس	ربع	عصبہ ☆
6	2	3	1 ☆

میت ☆ 6

حقیقی بہن	تین علاتی بہن	چچا ☆
نصف	سدس	عصبہ ☆
3	1	2 ☆

میت ☆ 6

ماں	حقیقی بہن	چارعلاتی بہن	چچا ☆
سدس	نصف	سدس	عصبہ ☆
1	3	1	1 ☆

میت ☆ 12

حقیقی بہن	علاتی بہن	بیوی	اخیافی بہن ☆
نصف	سدس	ربع	سدس ☆
6	2	3	2 ☆

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی، دوسری، چوتھی اور پانچویں مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، تیسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے بنا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی حقیقی بہن کو صرف ایک ہونے اور میت کے اصول وفروع اور حقیقی بھائی نہ ہونے کی وجہ سے میت کے کل مال کا نصف حصہ دیا گیا۔اور ان چھ مثالوں میں میت کی ایک حقیقی بہن کے ساتھ میت کی ایک یا زیادہ علاتی بہنوں کو سدس حصہ دیا گیا تا کہ قانون **تکملة للثلثین** کے مطابق ثلثان پورا ہو جائیں۔تیسری اور چھٹی مثالوں میں مرحوم کی بیوی کو میت کی اولاد کی عدم موجودگی میں ربع حصہ دیا گیا، پانچویں مثال میں میت کی ماں، کو دو یا زیادہ بہن بھائیوں کی موجودگی میں سدس حصہ دیا گیا۔چھٹی مثال میں میت کی ایک اخیافی بہن کو، ایک ہونے اور اصول وفروع نہ ہونے کی صورت میں سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا۔اور تمام مثالوں میں ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی مال میت کے چچا کو بطور عصبہ دیا گیا۔

....

﴿وحجب حرمان والورثه فيه فريقان:فريق لايحجبون بحال البتة وهم ستة:الابن والاب والزوج والبنت والام والزوجة.﴾

﴿ترجمہ﴾ حجب حرمان: اس میں ورثاء کی دو جماعتیں (قسمیں) ہیں۔ایک قسم وجماعت ان ورثاء کی ہے جو کسی بھی حال میں قطعا محروم نہیں ہوتے۔اور

وہ چھ افراد ہیں۔ بیٹا (پوتا نیچے تک) باپ (دادا، اوپر تک) شوہر، بیٹی (پوتی نیچے تک) ماں اور بیوی۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ اس بات کی وضاحت فرمارہے ہیں کہ کسی بھی میت کے ورثاء میں ایک قسم کے چند ورثاء ایسے ہوتے ہیں کہ جو کسی بھی صورت میں میت کے ترکہ میں میراث سے محروم نہیں ہوتے، ان کو ضرور کچھ نہ کچھ ملتا ہوگا خواہ کم ہو یا زیادہ۔ اور وہ ورثاء درج ذیل چھ افراد ہیں۔

(۱) میت کا بیٹا (۲) میت کا باپ (۳) مرحومہ کا شوہر (۴) میت کی بیٹی (۵) میت کی ماں (۶) میت کی بیوی۔

عزیز طلباء کے لئے درج بالا افراد کے حصوں کی مثالیں تحریر کی جاتی ہیں تا کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ کس حالت میں ان ورثاء کو حصہ زیادہ دیا گیا اور کس حالت میں حصہ کم دیا گیا، اور یہ کہ یہ درج بالا ورثاء کسی بھی حالت میں اور کبھی بھی محروم نہیں ہوتے۔

﴿1﴾ ﴿میت کے بیٹے کے زیادہ حصے کا بیان﴾

اگر کسی میت کے ورثاء میں کوئی ذوی الفروض نہ ہوں بلکہ صرف اور صرف میت کا بیٹا ہو تو اس صورت میں میت کا سارا مال میت کے بیٹے کو بطور عصبہ دیا جائے گا، اور یہ اس کے لئے زیادہ حصہ ہے۔

1 میت ☆

بیٹا
عصبہ
سارا مال

درج بالا مثال میں چونکہ مرحوم کا ایک ہی بیٹا ہے اور کوئی ذوی الفروض نہیں ہے تو اس صورت

میں سارا مال میت کے بیٹے کو بطور عصبہ دیا گیا۔

﴿میت کے بیٹے کے کم حصے کا بیان﴾

اگر کسی میت کے ورثاء میں کوئی ذوی الفروض ہوں اور ساتھ میں میت کا بیٹا بھی ہو تو اس صورت میں میت کے دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی سارا مال میت کے بیٹے کو بطور عصبہ دیا جائے گا، اور یہ اس کے لئے پہلی والی صورت کے مقابلے میں کم حصہ والی مثال ہوگی۔

12 میت ☆

شوہر	ماں	بیٹا
ربع	سدس	عصبہ
3	2	7

24 میت ☆

بیوی	ماں	بیٹا
ثمن	سدس	عصبہ
3	4	17

12 میت ☆

شوہر	ماں	دادا	بیٹا
ربع	سدس	سدس	عصبہ
3	2	2	5

درج بالا تینوں مثالوں میں میت کے بیٹے کو دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی سارا مال بطور عصبہ دیا گیا لیکن ان مثالوں میں میت کے بیٹے کا حصہ پہلی والی صورت کے مقابلے میں کم ہوا کیونکہ وہاں کوئی ذوی الفروض نہیں تھے تو سارا مال بیٹے کو ملا جو زیادہ حصہ تھا، اور ان تینوں مثالوں میں دیگر ذوی الفروض نے بیٹے کا حصہ کم کر دیا کیونکہ پہلے انہوں نے اپنے حصے لے لئے پھر باقی مال بیٹے کو ملا۔

پہلی اور تیسری مثال میں نوع اول سے ربع، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا، اور دوسری مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع

ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا۔ پہلی اور تیسری مثال میں فوت شدہ بیوی کے شوہر کو ربع (چوتھا) حصہ دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد ہیں، اور دوسری مثال میں میت کی بیوہ کو ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا کیونکہ مرحوم کی اولاد موجود ہے۔ تینوں مثالوں میں میت کی ماں کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد ہے۔ تیسری مثال میں میت کے دادا کو فقط چھٹا حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد میں مذکر موجود ہے۔

....

《2》《میت کے باپ کے زیادہ حصے کا بیان》

اگر کسی میت کی اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا نیچے تک، مؤنث یعنی بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑپوتی، سکڑپوتی نیچے تک، ہی نہ ہو بلکہ فقط باپ ہو تو اس صورت میں سارا مال میت کے باپ کو بطور عصبہ ملے گا۔ اور اگر میت کے باپ کے ساتھ میت کی ماں یا دیگر ذوی الفروض یعنی شوہر یا بیوی بھی ساتھ ہوں تو اس صورت میں دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد جو باقی مال بچے گا تو وہ میت کے باپ کو بطور عصبہ ملے گا۔ جیسے درج ذیل مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

3 میت		☆	1 میت	☆
باپ	ماں	☆	باپ	☆
عصبہ فقط	ثلث	☆	عصبہ	☆
2	1	☆	1	☆

4 میت		☆	2 میت		☆
باپ	بیوی	☆	باپ	شوہر	☆
عصبہ فقط	ربع	☆	عصبہ فقط	نصف	☆
3	1	☆	1	1	☆

درج بالا پہلی، تیسری اور چوتھی مثالوں میں میت کے باپ کو دیگر ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد باقی سارا مال بطور عصبہ دیا گیا، اور دوسری مثال میں میت کا سارا مال میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا گیا کیونکہ اس مثال میں میت کے کوئی اور ورثا نہیں ہیں۔ پہلی مثال میں نوع ثانی سے صرف ثلث آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوا، اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے حل ہوا، اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل ہوا۔ پہلی مثال میں میت کی ماں کو میت کے کل مال کا تہائی حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد یا دو یا زیادہ بہن بھائی نہیں ہے۔ اور تیسری مثال میں میت کی بیوہ کو ربع (چوتھا) حصہ دیا گیا کیونکہ مرحوم کی اولاد نہیں ہے۔ چوتھی مثال میں فوت شدہ بیوی کے شوہر کو نصف (آدھا) حصہ دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہے۔

《میت کے باپ کے کم حصے کا بیان》

اگر کسی میت کے ورثاء میں اولاد ہوں تو اس صورت میں میت کے والد کو درج بالا چار مثالوں کی بنسبت کم حصہ دیا جائے گا۔

6 میت		☆	6 میت		☆	6 میت		☆	6 میت		☆
باپ	بیٹا	☆	باپ	پوتا	☆	باپ	پڑپوتا	☆	باپ	لکڑپوتا	☆
سدس	عصبہ	☆	سدس	عصبہ	☆	سدس	عصبہ	☆	سدس	عصبہ	☆
1	5	☆	1	5	☆	1	5	☆	1	5	☆

درج بالا چار مثالوں میں میت کے کل ترکہ کو چھ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا کیونکہ میت کے ورثاء میں صرف سدس حصے والا آیا ہے، اور یہ قانون آپ دوستوں نے باب مخارج الفروض میں پڑھا ہے کہ جب کسی مسئلہ میں صرف سدس آجائے تو مسئلہ چھ سے حل ہوگا، پھر چھ میں سے سدس میت کے باپ کو دیا گیا کیونکہ میت کے باپ کے ساتھ جب میت کی

اولاد میں مذکر (بیٹا، پوتا، پڑپوتا،لکڑپوتا) موجود ہوتو اس صورت میں میت کے باپ کوفقط سدس حصہ دیا جاتا ہے،توباپ کوسدس حصہ دینے کے بعد باقی کل مال، دیگر ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں میت کی مذکر اولاد (پوتا، پڑپوتا،سکڑپوتا) کوبطورعصبہ دیا گیا۔

....

﴿3﴾﴿مرحومہ کے شوہر کے زیادہ حصے کا بیان﴾

میت 2	
شوہر	چچا
نصف	عصبہ
1	1

میت 6		
شوہر	ایک اخیافی بھائی	چچا
نصف	سدس	عصبہ
3	1	2

میت 6		
شوہر	دواخیافی بھائی	چچا کا بیٹا
نصف	ثلث	عصبہ
3	2	1

میت 2	
شوہر	باپ
نصف	عصبہ
1	1

درج بالا چار مثالوں میں مرحومہ کی اولاد کی عدم موجودگی میں شوہر کونصف حصہ دیا گیا جوزیادہ حصہ ہے۔پہلی اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے تقسیم ہوگا۔دوسری اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے نصف ،نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ چھ سے تقسیم ہوگا۔

ان چاروں مثالوں میں فوت شدہ بیوی کے شوہر کو بیوی کے کل مال کا نصف آدھا حصہ دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہیں،اور چاروں مثالوں میں میت کے چچا، کزن اور باپ کوعصبہ کے طور پر باقی مال دیا جائے۔دوسری مثال میں میت کے اخیافی

بھائی کوسدس حصہ دیا گیا کیونکہ وہ ایک ہے اور تیسری مثال میں میت کے اخیافی بھائی کوثلث دیا گیا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔

﴿مرحومہ کے شوہر کے کم حصے کا بیان﴾

میت 4	
شوہر	بیٹا
ربع	عصبہ
1	3

میت 4		
شوہر	بیٹی	چچا
ربع	نصف	عصبہ
1	2	1

میت 12		
شوہر	دوبیٹیاں	چچا
ربع	ثلثان	عصبہ
3	8	1

درج بالا تین مثالوں میں بنسبت اوپر والی چار مثالوں کے مرحومہ کے شوہر کوکم حصہ دیا گیا کیونکہ ان مثالوں میں مرحومہ کی اولاد موجود ہے اور اوپر والی مثالوں میں اولاد موجود نہیں تھی۔درج بالا تین مثالوں میں پہلی مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے سے،اور دوسری مثال میں نوع اول میں سے ربع اور نصف آنے سے مسئلہ چار تقسیم ہوا،اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی میں ثلثان کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے تقسیم ہوا۔

ان تینوں مثالوں میں فوت شدہ خاتون کے شوہر کومرحومہ کے کل مال کا ربع (چوتھا) حصہ دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی اولاد موجود ہیں۔دوسری مثال میں بیٹی کونصف مال ملے گا کیونکہ وہ اکیلی ہے اور تیسری مثال میں دوبیٹیوں کوثلثان ملے گا کیونکہ دو ہیں اور میت کا بیٹا نہیں ہے۔پہلی مثال میں بیٹا اور دوسری اور تیسری مثال میں چچا عصبہ بن کر باقی سارا مال لے لے گا۔

....

﴿4﴾﴿میت کی بیٹی کے زیادہ حصے کا بیان﴾

6	میت	
جدہ	بیٹی	چچا
سدس	نصف	عصبہ
1	3	2

12	میت		
جدہ	بیٹی	شوہر	چچا
سدس	نصف	ربع	عصبہ
2	6	3	1

24	میت		
جدہ	بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا
سدس	نصف	ثمن	عصبہ
4	12	3	5

درج بالا تینوں مثالوں میں میت کی بیٹی کو نصف حصہ دیا گیا کیونکہ وہ اکیلی ہے اور بیٹا نہیں ہے اور یہ حصہ بیٹی کے لئے زیادہ ہے۔ پہلی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، دوسری مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے بارہ سے حل ہوا، تیسری مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے تقسیم ہوا۔

ان تینوں مثالوں میں میت کی بیٹی کو کل مال کا نصف حصہ دیا گیا کیونکہ وہ ایک ہے اور میت کا بیٹا نہیں ہے۔ تینوں مثالوں میں میت کی جدہ کو سدس دیا گیا کیونکہ میت کے ماں و باپ نہیں ہیں۔ دوسری مثال میں شوہر کو ربع دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد ہے، اور تیسری مثال میں بیوی کو ثمن دیا گیا کیونکہ مرحوم کی اولاد ہے۔ تینوں مثالوں میں چچا اور کزن کو بطور عصبہ باقی ماندہ مال دیا گیا۔

....

﴿میت کی بیٹی کے کم حصے کا بیان﴾

6	میت
باپ	بیٹی بیٹا
سدس	عصبہ
1	5

6	میت	
ماں	باپ	بیٹی بیٹا
سدس	سدس	عصبہ
1	1	4

24	میت	
بیوی	باپ	بیٹی بیٹا
ثمن	سدس	عصبہ
3	4	17

3	میت
بیٹا	بیٹی
عصبہ	
2	1

درج بالا چار مثالوں میں بنسبت اوپر والی تین مثالوں کے مرحوم کی بیٹی کو کم حصہ دیا گیا کیونکہ ان چار مثالوں میں مرحوم کی اولاد میں بیٹا بھی موجود ہے اور اوپر والی تین مثالوں میں بیٹا موجود نہیں تھا۔ درج بالا چار مثالوں میں پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا، اور چوتھی مثال میں، ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں صرف عصبہ بنفسہ، عصبہ بغیرہ کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ ان کے رؤس کی تعداد یعنی تین سے حل ہوا۔

ان چاروں مثالوں میں سے پہلی، دوسری اور تیسری مثال میں میت کے باپ کو میت کی اولاد کی موجودگی میں سدس یعنی چھٹا حصہ دیا گیا، اور چاروں مثالوں میں میت کے بیٹے کے ساتھ آنے کی وجہ سے میت کی بیٹی کو مقرر نصف (آدھا) حصہ دینے کے بجائے عصبہ بغیرہ بنایا گیا، جس کی بناء پر باقی مال ان دونوں میں یوں تقسیم ہوگا کہ بیٹے کو بیٹی کے

حصے کا دگنا حصہ ملے۔ ان مثالوں میں اوپر والی مثالوں کی نسبت میت کی بیٹی کو کم حصہ ملا کیونکہ وہاں میت کی بیٹی کو کل مال کا نصف حصہ ملا تھا اور یہاں کم ملا۔

﴿5﴾ ﴿میت کی ماں کے زیادہ حصے کا بیان﴾ جب میت کی اولاد یعنی بیٹا، پوتا، پڑپوتا، لکڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی، پڑپوتی، لکڑپوتی، سکڑپوتی نیچے تک یا کسی بھی جہت کے یعنی حقیقی، علاتی یا اخیافی، دو یا زیادہ بہن بھائی کوئی نہ ہوں تو اس صورت میں میت کی ماں کو میت کے کل مال کا ثلث (تہائی) حصہ ملے گا۔ فرمان الٰہی ہے:

فان لم یکن له ولد وورثه ابواه فلامه الثلث. (النساء: ۱۱)

اگر میت کی اولاد نہ ہو اور ورثاء صرف میت کے والدین ہو تو میت کی والدہ کو کل مال کا ثلث (تہائی) حصہ دیا جائے گا۔

☆ 3 میت ☆

ماں	چچا
ثلث	عصبہ
1	2

☆ 3 میت ☆

ماں	باپ
ثلث	عصبہ
1	2

☆ 6 میت ☆

ماں	شوہر	چچا
ثلث	نصف	عصبہ
2	3	1

☆ 6 میت ☆

ماں	حقیقی بہن	چچا
ثلث	نصف	عصبہ
2	3	1

☆ 3 میت ☆

ماں	باپ	داد
ثلث	عصبہ	محروم
1	2	

☆ 3 میت ☆

ماں	باپ	حقیقی بہن
ثلث	عصبہ	محروم
1	2	

☆ 12 میت ☆

ماں	بیوی	چچا
ثلث	ربع	عصبہ
4	3	5

☆ 6 میت ☆

ماں	اخیافی بہن	چچا
ثلث	سدس	عصبہ
2	1	3

درج بالا آٹھ مثالوں میں پہلی، دوسری، پانچویں اور چھٹی مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلث آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوا، جبکہ تیسری، چوتھی اور آٹھویں مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے اور نوع ثانی میں سے ثلث اور سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، اور ساتویں مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔

درج بالا آٹھ مثالوں میں میت کی ماں کو میت کے کل مال میں سے ثلث ملے گا کیونکہ میت کی اولاد یا دو یا زیادہ بہن بھائی نہیں ہیں۔ جن مثالوں میں میت کی بیوی ہے تو اس کو کل مال کا ربع حصہ دیا جائے گا کیونکہ میت کی اولاد نہیں ہے، اور جن مثالوں میں مرحومہ کا شوہر موجود ہے تو اس کو کل مال کا نصف حصہ دیا جائے گا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہے، اور جن مثالوں میں میت کی ایک حقیقی بہن یا ایک اخیافی بہن موجود ہے اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں تو ان صورتوں میں حقیقی بہن کو نصف اور اخیافی بہن کو سدس حصہ دیا جائے گا، اور میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا اور بہن بھائی محروم ہوں گے۔ اور میت کے باپ اور دادا کی عدم موجودگی میں میت کے چچا کو عصبہ کی حیثیت سے باقی ماندہ سارا مال دیا جائے گا۔

....

﴿میت کی ماں کے کم حصے کا بیان﴾

6		میت
ماں	بیٹی	باپ
سدس	نصف	سدس مع العصبہ
1	3	1+1

12			میت
ماں	بیٹی	شوہر	باپ
سدس	نصف	ربع	سدس
2	6	3	2

24			میت
ماں	بیٹی	بیوی	باپ
سدس	نصف	ثمن	سدس+عصبہ
4	12	3	4+1

6		میت
ماں	بیٹی	چچا
سدس	نصف	عصبہ
1	3	2

12			میت
ماں	بیٹی	شوہر	چچا
سدس	نصف	ربع	عصبہ
2	6	3	1

24			میت
ماں	بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا
سدس	نصف	ثمن	عصبہ
4	12	3	5

ان درج بالا چھ مثالوں میں میت کی ماں کو میت کے کل مال میں سے سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا جو ان سے اوپر والی مثالوں میں دیئے گئے حصے سے کم ہے کیونکہ وہاں میت کی ماں کو کل مال کا ثلث (تہائی) حصہ دیا گیا تھا جو زیادہ حصہ تھا اور یہاں سدس حصہ دیا گیا جو ثلث کا آدھا حصہ ہے۔

ان درج بالا چھ مثالوں میں میت کی ماں کو سدس حصہ دیا گیا کیونکہ بعض مثالوں میں میت کی اولاد موجود ہے اور بعض مثالوں میں میت کی دو یا زیادہ بہن بھائی موجود ہیں،

اسی طرح میت کے باپ کو بھی میت کی اولاد کی موجودگی میں سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا اور جن مثالوں میں ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد اگر کچھ مال بچتا ہے تو وہ بھی میت کے باپ کو بطور عصبہ دیا جائے گا۔

ان چھ مثالوں میں میت کی ایک بیٹی کو کل مال کا نصف حصہ دیا جائے گا۔اور جن مثالوں میں میت کی اولاد کی موجودگی میں میت کی بیوی ہے تو اس کو کل مال کا ثمن (آٹھواں) حصہ دیا جائے گا،اور جہاں میت کی اولاد کے ساتھ مرحومہ کا شوہر ہے تو اس کو کل مال کا ربع (چوتھا) حصہ دیا جائے گا،اور ان مثالوں میں جہاں میت کا چچا یا کزن ہو تو اس کو ذوی الفروض کا اپنا حصہ لینے کے بعد اگر کچھ بال بچتا ہے تو وہ بطور عصبہ دیا جائے گا۔

ان درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور چوتھی مثال میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا۔اور دوسری اور پانچویں مثال میں نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا، اور تیسری اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ثمن،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا ہے۔

﴿6﴾ ﴿میت کی بیوی کے زیادہ حصے کا بیان﴾

4	میت
بیوی	
ربع	
1	

12				میت
باپ	بیوی	ایک اخیافی بھائی	چچا	
عصبہ	ربع	سدس	عصبہ	
3	3	2	7	

12 میت ☆

بیوی	دواخیافی بھائی	چچا کا بیٹا ☆
ربع	ثلث	عصبہ ☆
3	4	5 ☆

درج بالا مثالوں میں میت کی بیوی کو زیادہ حصہ یعنی ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا کیونکہ ان صورتوں میں میت کی اولاد نہیں ہیں، اور اولاد کی عدم موجودگی میں میت کی بیوی کو ربع حصہ دیا جاتا ہے جو ثمن (آٹھویں) حصے کا ڈبل حصہ ہے۔ درج بالا تین مثالوں میں پہلی مثال میں صرف ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوگا، اور دوسری اور تیسری مثالوں میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوگا۔

ان تینوں مثالوں میں میت کی بیوی کو ربع (چوتھائی) حصہ دیا جائے گا کیونکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد نہیں ہے، پہلی مثال میں میت کے باپ کو بطور عصبہ باقی سارا مال ملے گا۔ دوسری مثال میں میت کے اخیافی بھائی کو سدس حصہ ملے گا کیونکہ وہ ایک ہے اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں، اور تیسری مثال میں دو اخیافی بھائیوں کو ثلث حصہ ملے گا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔ اور دوسری اور تیسری مثال میں میت کے چچا اور کزن کو بطور عصبہ باقی سارا مال ملے گا۔

﴿میت کی بیوی کے کم حصے کا بیان﴾

24 میت ☆

بیوی	باپ	بیٹا ☆
ثمن	سدس	عصبہ ☆
3	4	17 ☆

24 میت ☆

بیوی	دادا	بیٹا ☆
ثمن	سدس	عصبہ☆
3	4	17☆

24 میت ☆

بیوی	بیٹی	باپ	دواخیافی بھائی ☆
ثمن	نصف	سدس+عصبہ	محروم ☆
3	12	5+4	☆

ان درج بالا تین مثالوں میں میت کی بیوی کو میت کے کل مال میں سے ثمن (آٹھواں) حصہ دیا جائے گا جو ان سے اوپر والی تین مثالوں میں دیئے گئے حصے سے کم ہے کیونکہ وہاں میت کی بیوی کو کل مال کا ربع (چوتھا) حصہ دیا گیا تھا جو زیادہ حصہ تھا اور یہاں ثمن (آٹھواں) حصہ دیا گیا جو ربع کا آدھا حصہ ہے۔

درج بالا تین مثالوں میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا۔ ان تینوں مثالوں میں میت کی بیوی کو ثمن (آٹھواں) حصہ دیا جائے گیا کیونکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد موجود ہے، تینوں مثالوں میں میت کے باپ اور دادا کو اس لئے سدس حصہ دیا گیا کہ میت کی اولاد موجود ہے، اور تیسری مثال میں میت کے باپ کو سدس کے ساتھ ساتھ باقی ماندہ مال بھی بطور عصبہ دیا گیا۔ تیسری مثال میں میت کے اخیافی بھائی کو بوجہ میت کے اصول (باپ) کی موجودگی میں محروم کردیا گیا۔

عزیز دوستو: درج بالا تحقیق سے آپ کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ کسی بھی میت کے کچھ ورثاء ایسے ہوتے ہیں کہ جو کسی بھی حال میں محروم نہیں ہوتے، ان کو ضرور کچھ نہ کچھ ملتا ہے اگرچہ کبھی حصہ کم ہوتا ہے اور کبھی زیادہ۔ اور وہ چھ قسم کے ورثاء ہوتے ہیں جن کی دونوں حالتوں کی ناچیز نے آپ دوستوں کا دل خوش کرنے اور دعا لینے کی امید پر، مثالوں سمیت وضاحت کردی ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرما کر دارین کی خوشیاں عطا فرمائے۔

....

﴿فریق یرثون بحال ویحجبون بحال وھذ امبنی علی اصلین. احدھما:ھوان کل من یدلی الی المیت بشخص لایرث مع وجود ذلک الشخص سوی اولادالام فانھم یرثون معھا لانعدام استحقاقھاجمیع الترکۃ.والثانی الاقرب فالاقرب کما ذکرنافی العصبات﴾

﴿ترجمہ﴾ دوسری قسم وجماعت ان ورثاء کی ہے جوبعض حالتوں میں وارث ہوتے ہیں اوربعض حالتوں میں محروم ہوتے ہیں اور یہ دوقاعدوں (اصولوں) پرمبنی ہے۔ان دومیں سے ﴿۱﴾ ایک قاعدہ یہ ہے کہ: ہروہ وارث جومیت کی طرف کسی شخص کے واسطے سے منسوب ہوتووہ وارث، اس شخص (واسطے) کی موجودگی میں وارث نہیں ہوگا سوائے ماں کی اولاد (اخیافی بہن بھائی) کے، کہ وہ اس (قاعدے اوراصول) سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ (اخیافی بہن بھائی) ماں کی موجودگی میں بھی وارث بنیں گے، کیونکہ میت کی ماں، میت کے تمام ترکے کی وارث اورمستحق نہیں بنتی۔اور ﴿۲﴾ دوسرا قاعدہ: الاقرب فالاقرب کا ہے۔جیسے کہ ہم نے عصبات کے باب میں ذکر کیا ہے۔

﴿شرح﴾ عزیز دوستو: اس سے اوپر والی تحقیق سے آپ کو بخوبی معلوم ہوگیا ہوگا کہ کسی بھی میت کے کچھ ورثاء ایسے ہوتے ہیں کہ جوکسی بھی حال میں محروم نہیں ہوتے، ان کوضرور کچھ نہ کچھ ملتاہے اگرچہ کبھی حصہ کم ہوتاہے اورکبھی زیادہ۔

درج بالاعبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے **باب الحجب** میں ایسے ورثاء کی حالت بیان فرمائی ہے کہ جوکبھی وارث بن کراپنا حصہ وصول کرلینے کاحق رکھتے ہیں اور کبھی محجوب بن کران کوکچھ بھی نہیں ملتا۔اس کے لئے مصنف باباجی رحمہ اللہ نے دوقانون

اوراصول بیان کئے ہیں جن کی مدد سے ہم بخوبی اوراحسن طریقے سے یہ معلوم کرسکتے ہیں کہ کس صورت میں کس وارث کوکچھ ملے گااورکس صورت میں اسی وارث کوکچھ نہیں ملے گا۔

﴿۱﴾ پہلا قاعدہ وقانون یہ ہے کہ کسی بھی میت کے ورثاء میں سے جس شخص (وارث) کی نسبت، میت کی طرف کسی اورشخص (وارث) کے وسیلے اورواسطے سے ہوتواس واسطے اوروسیلے کی موجودگی میں یہ شخص (وارث)، محروم رہے گا یعنی اس کوکچھ بھی حصہ نہیں ملے گا، اوراگروہ شخص (جوواسطہ بناہے) نہ ہوتوپھراس شخص کوحصہ ملے گا۔

مثال کے طورپرزیدنامی ایک شخص فوت ہوا، جس کے اصول ورثاء میں باپ اوردادادونوں ہیں، اورفروع ورثاء میں بیٹااور پوتادونوں ہیں تواس صورت میں آپ خود ملاحظہ فرمائیں کہ اس میت (زید) کے باپ کی موجودگی میں زیدکادادامحروم رہے گا کیونکہ زید کے دادا کی نسبت زید کی طرف، زید کے باپ کے وسیلے اورواسطے سے ہے توجب یہ واسطہ (باپ) موجود ہے تودادامحروم رہے گااوراگر یہ واسطہ (باپ) نہ ہوتاتوپھردادا کوحصہ ملتا۔اسی طرح اسی میت زید کے بیٹے اور پوتے کودیکھیں کہ پوتے کی نسبت زید کی طرف، زید کے بیٹے کے واسطے اور وسیلے سے ہے توجب تک زید کا بیٹا موجود ہوگا توپوتے کو کچھ حصہ نہیں ملے گااورجب بیٹانہ ہوگا توپھرپوتے کوحصہ ملے گا۔

اب ہم اپنے قارئین دوستوں، علماءوطلباءمحبوبین کی خدمت میں کچھ مثالیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرکےان کی دعاؤں کے متمنی ہیں۔

1 میت ☆3 میت ☆6 میت ☆

باپ دادا ☆ ماں دادا☆باپ بیٹا پوتا ☆

عصبہ محروم ☆ ثلث الکل عصبہ☆سدس عصبہ محروم☆

1 ☆ 1 2 ☆ 1 5 ☆

5 میت ☆ 3 میت ☆

باپ پوتا ☆ ماں باپ دادا ☆

سدس عصبہ ☆ ثلث الکل عصبہ محروم ☆

1 5 ☆ 1 2 ☆

درج بالا پانچوں مثالوں میں سے پہلی اور پانچویں مثال میں میت کے باپ کی موجودگی میں میت کا دادا محروم رہے گا کیونکہ میت کی طرف، میت کے دادا کی نسبت، میت کے باپ کے وسیلے اور واسطے سے ہے اور یہ ابھی آپ لوگوں نے پڑھ لیا کہ جس کے واسطے سے میت کی طرف نسبت ہوتی ہے تو اس واسطے کی موجودگی میں وہ دوسرا وارث محروم رہے گا۔ پہلی مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں میت کا سارا مال، میت کے باپ کو بطور عصبہ بنفسہ ملے گا۔ تیسری اور چوتھی مثال میں میت کے باپ کو میت کے بیٹے اور پوتے (مذکر اولاد) کی موجودگی میں فقط سدس حصہ ملے گا جیسا کہ آپ لوگوں نے میت کے باپ کے احوال میں پڑھا ہے کہ مذکر اولاد کی موجودگی میں میت کے باپ کو فقط مقرر حصہ سدس دیا جائے گا، ان ہی دو مثالوں میں باقی ماندہ مال میت کے بیٹے اور پوتے کو بطور عصبہ بنفسہ کے قسم اول کے طور پر دیا گیا۔ تیسری مثال میں بیٹے کی موجودگی میں میت کا پوتا محروم رہے گا۔ اور دوسری اور پانچویں مثال میں میت کی ماں کو کل مال کا تہائی (ثلث) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی نہ اولاد ہے اور نہ دو یا زیادہ بہن بھائی ہیں۔ اور دوسری مثال میں، ماں کا اپنا مقرر حصہ لینے کے بعد باقی مال میت کے دادا کو بطور عصبہ بنفسہ دیا گیا۔

6 میت ☆ 6 میت ☆

باپ بیٹی بیٹا پوتا پوتی ☆ ماں باپ بیٹا پوتا ☆

سدس عصبہ محروم ☆ سدس سدس عصبہ محروم ☆

1 5 ☆ 1 1 4 ☆

24 میت ☆ 3 میت ☆

بیوی باپ پوتا پوتی پڑپوتا ☆ بیٹا بیٹی پوتا پوتی ☆

ثمن سدس عصبہ محروم ☆ عصبہ محروم ☆

3 4 17 ☆ 2 1 ☆

اسی طرح درج بالا چاروں مثالوں میت کے پوتے اور پوتیاں، میت کے بیٹے کی موجودگی میں محروم رہیں گے کیونکہ ان پوتوں اور پوتیوں کی نسبت، میت کی طرف میت کے بیٹے کے واسطے سے ہے اور واسطے کی موجودگی میں وہ وارث محروم ہوتا ہے جو واسطے سے منسوب ہو۔

درج بالا مثالوں میں پہلی اور دوسری مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا، اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے بنا، اور چوتھی مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں صرف عصبہ کے تین روس اعتباری آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوگا۔

درج بالا مثالوں پہلی اور دوسری مثال میں میت کے والدین کو میت کی اولاد کی موجودگی میں سدس سدس حصہ دیا گیا، تیسری مثال میں میت کی بیوی کو میت کی اولاد کی موجودگی میں ثمن حصہ دیا گیا، اور تمام مثالوں میں میت کے بیٹوں اور بیٹیوں کو عصبہ کے طور پر باقی ماندہ مال دیا گیا جس کو وہ آپس میں ڈبل سنگل تقسیم کریں گے۔ اور بیٹے کی موجودگی میت کے پوتے اور پوتیاں محروم رہیں گے۔

﴿سوی اولادالام فانهم یرثون معهالانعد ام استحقاقهاجمیع الترکة﴾

﴿ترجمہ﴾ مگر ماں کی اولاد (اخیافی بہن بھائی) اس سے مستثنیٰ ہے کیونکہ وہ (اخیافی بہن بھائی) ماں کی موجودگی میں بھی وارث بنیں گے، کیونکہ میت کی

ماں میت کے تمام ترکے کی وارث اور مستحق نہیں بنتی ﴾

﴿شرح﴾

درج بالا عبارت میں مصنف بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ، گزشتہ قانون: ''

> کہ کسی بھی میت کے ورثاء میں سے جس شخص (وارث) کی نسبت، میت کی طرف کسی اور شخص (وارث) کے وسیلے اور واسطے سے ہو تو اس واسطے اور وسیلے کی موجودگی میں یہ شخص (وارث) محروم رہے گا یعنی اس کو کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا، اور اگر وہ شخص (جو واسطہ بنا ہے) نہ ہو تو پھر اس شخص کو حصہ ملے گا''،

میں ایک استثنائی صورت کی وضاحت فرما رہے ہیں، اور وہ استثنائی صورت یہ ہے کہ کسی بھی میت کے ورثاء میں میت کی ماں اور میت کے اخیافی بہن بھائی کا آنا۔ اس صورت میں اگر آپ اور ہم غور کر کے دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ میت کے اخیافی بہن بھائی کی نسبت میت کی طرف میت کی ماں کے واسطے سے ہے کیونکہ اخیافی بہن بھائی، وہ بہن بھائی ہوتے ہیں جو میت کی ماں کی اولاد ہوتی ہیں، یعنی میت اور میت کے اخیافی بہن بھائیوں کے درمیان واسطہ اور وسیلہ میت کی ماں ہے تو قانون کے مطابق میت کی ماں کی موجودگی میں میت کے اخیافی بہن بھائیوں کو محروم ہونا چاہئے مگر یہاں محروم نہیں ہوں گے۔ آخر کیوں ایسا ہوا؟ اس کی وجہ بیان فرماتے ہوئے مصنف بابا جی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں میت کی ماں، میت کے کل یا باقی ماندہ مال کی حقدار نہیں ہوتی یعنی میت کی ماں میں عصبہ بننے کی طاقت وصلاحیت نہیں ہوتی کہ وہ کل مال یا باقی ماندہ سارا مال حاصل کرے، جبکہ اس استثنائی صورت کے علاوہ دیگر صورتوں میں جو لوگ عصبہ بن کر دیگر لوگوں کو محروم کر دیتے ہیں وہ اس لئے کہ وہ کل مال یا باقی ماندہ سارا مال لینے کی صلاحیت رکھتے

ہیں۔ اب ناچیز اپنے دوستوں کے لئے کچھ مثالیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے تا کہ دوستوں کو مسئلہ سمجھنے میں آسانی رہے۔

6	میت	
ماں	اخیافی بہن	چچا
ثلث	سدس	عصبہ
2	1	3

6	میت	
ماں	دو اخیافی بہن	چچا کا بیٹا
سدس	ثلث	عصبہ
1	2	3

6	میت	
ماں	اخیافی بہن	شوہر
ثلث	سدس	نصف
2	1	3

6	میت	
ماں	دو اخیافی بھائی	چچا
سدس	ثلث	عصبہ
1	2	3

6	میت	
ماں	تین اخیافی بہن	چچا کا بیٹا
سدس	ثلث	عصبہ
1	2	3

12	میت		
ماں	پانچ اخیافی بہن	بیوی	چچا
سدس	ثلث	ربع	عصبہ
2	4	3	3

درج بالا چھ مثالوں میں ہر ایک مثال میں آپ ملاحظہ فرمائیں کہ میت کی ماں کی موجودگی میں، میت کی اخیافی بہنوں کو بھی حصہ ملا ہے حالانکہ میت کی اخیافی بہنوں کی نسبت ، میت کی طرف میت کی ماں کے واسطے سے ہوئی ہے مگر پھر بھی اخیافی بہنوں کو حصہ ملا کیونکہ ابھی آپ نے اوپر پڑھ لیا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں کل مال یا باقی ماندہ سب مال کی وارث نہیں بنتی۔

درج بالا چھ مثالوں میں سے پہلی کی پانچ مثالوں میں نوع ثانی میں سے، ثلث اور سدس آنے، اور نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ

سے حل ہوا۔ اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔

پہلی اور تیسری مثال میں میت کی اخیافی بہن کو بوجہ ایک ہونے کے سدس ،اور دوسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی مثال میں بوجہ دو یا زیادہ ہونے کے ثلث حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔ پہلی اور تیسری مثال میں میت کی ماں کو ثلث حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد اور دو یا زیادہ بہن بھائی نہیں ہیں۔ دوسری، چوتھی، پانچویں اور چھٹی مثال میں، دو یا زیادہ بہنوں کی وجہ سے ماں کو سدس حصہ دیا گیا۔ تیسری اور چھٹی مثال میں اولاد نہ ہونے کی صورت میں شوہر کو نصف اور بیوی کو ربع حصہ دیا گیا۔ اور باقی مال عصبات یعنی چچا اور کزن کو دیا گیا۔

عزیز قارئین دوستو: باب الحجب کے قانون کہ ''جس وارث کی نسبت میت کی طرف جس واسطے سے ہوتی ہے اس واسطے کی موجودگی میں وہ وارث محروم رہے گا'' میں جو استثنائی صورت مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمائی تھی، وہ آپ حضرات کی خدمت میں پیش کر دی گئی ،امید ہے کہ کچھ نہ کچھ سمجھ میں آ گیا ہوگا، اگر سمجھ میں نہیں آیا تو یہ آپ لوگوں کی غلطی نہیں بلکہ ناچیز کے سمجھانے میں کوتاہی وعیب ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں دین اسلام کی سمجھ اور اس پر استقامت نصیب فرمائے۔

....

﴿والثانی الاقرب فالاقرب کماذکرنافی العصبات﴾

﴿ترجمہ﴾ دوسرا قاعدہ: الاقرب فالاقرب کا ہے جیسے کہ ہم نے عصبات میں ذکر کیا ہے۔

﴿شرح﴾ عزیز دوستو: مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے باب الحجب میں جو دوسرا قاعدہ و

قانون بیان فرمایا ہے، یہ بھی بالکل پہلے قانون کی طرح ہے صرف الفاظ اور انداز کا فرق ہے نتیجہ ایک ہی ہے، جیسے کوئی کہے کہ دو اور دو، چار ہوتے ہیں، اور دوسرا شخص کہے کہ ایک اور تین، چار ہوتے ہیں، دونوں افراد کا نتیجہ ایک ہی جیسا ہے کہ چار کو ثابت کرنا ہے مگر ثابت کرنے کا انداز وطریقہ الگ الگ ہے کہ ایک یہ ہے کہ، دو اور دو، جمع چار۔ اور دوسرا یہ کہ، تین اور ایک، جمع چار۔

﴿۲﴾ مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس دوسرے قانون کو **الاقرب فالاقرب** کے نام سے موسوم فرمایا ہے جس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی میت کے ورثاء میں جو قریب وارث ہوگا تو وہی وارث بنے گا اور اس کی موجودگی میں دور و بعید والا وارث محروم ومحجوب ہوگا۔

مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس قانون کے مطابق تفصیل ومثالوں کا تذکرہ یوں فرمایا کہ اس کی تفصیل ہم نے باب العصبات میں ذکر کی ہے۔ جس سے مراد یہ ہے کہ عصبات میں جو وارث عصبہ بننے میں مقدم ہیں تو اس کے ہوتے ہوئے بعید والا عصبہ، بطور عصبہ کے وارث نہیں بنے گا، اگر ذوی الفروض کی حیثیت سے حصہ ملتا ہے تو ملے گا مگر عصبہ نہیں بنے گا۔ جیسے کسی میت کے ورثاء میں اس کا بیٹا ہو، خواہ بیٹی ہو یا نہ ہو، تو اس صورت میں میت کے پوتے پوتیاں محروم ہو جائیں گے کیونکہ میت کا بیٹا اس کا سب سے اقرب وقریبی عصبہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی میت کی اولاد میں بیٹا نہ ہو بلکہ پوتا ہو تو اس صورت میں پڑپوتے اور پڑپوتیاں محروم ہوں گے۔ علی ھذا القیاس نیچے تک یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

1			میت ☆
باپ	دادا	بھائی	چچا
عصبہ	محروم	محروم	محروم
1			☆

1		میت ☆
بیٹا	پوتا	پڑپوتا ☆
عصبہ	محروم	محروم ☆
1		☆

6	میت	
بیٹا	باپ	دادا
عصبہ	سدس	محروم
5	1	

6	میت	
باپ	بیٹی بیٹا	پوتاپوتی
سدس	عصبہ	محروم
1	5	

6	میت		
ماں	باپ	بیٹا	پوتا
سدس	سدس	عصبہ	محروم
1	1	4	

24	میت		
بیوی	باپ	پوتاپوتی	پڑپوتا
ثمن	سدس	عصبہ	محروم
3	4	17	

3	میت	
بیٹا	بیٹی	پوتاپوتی
عصبہ		محروم
2	1	

درج بالا سات مثالوں میں پہلی اور تیسری مثال میں میت کے باپ (جو میت کے دادا، بھائی اور چچا سے اقرب عصبہ ہے) کی موجودگی میں، میت کے دادا، بھائی اور چچا محروم ومحجوب ہوں گے کیونکہ ان میں میت کے زیادہ قریب وارث بحثیت عصبہ کے باپ ہے، اس قریب عصبہ کے ہوتے ہوئے دور کے عصبات، اگر چہ کہ عصبات میں داخل وشامل ہیں، محجوب ہوں گے۔ اسی طرح دوسری، چوتھی، پانچویں اور ساتویں مثال میں میت کے بیٹے، جو قریبی عصبہ ہیں، کی موجودگی میں میت کا پوتا محجوب ہوگا کیونکہ وہ بعید کا عصبہ ہے۔ اور چھٹی مثال میں پوتا، جو قریبی عصبہ ہے، کی موجودگی میں پڑپوتا، جو بعید والا عصبہ ہے، محجوب ہوگا۔

درج بالا چھ مثالوں میں پہلی اور دوسری مثال میں ذوی الفروض کی عدم موجودگی

میں صرف عصبہ، باپ کے آنے کی وجہ سے کل مال عصبہ (باپ) کو دیا جائے گا۔ جبکہ تیسری، چوتھی اور پانچویں مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا۔ اور چھٹی مثال میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہوا۔ اور ساتویں مثال میں صرف عصبات آنے کی وجہ سے مسئلہ ان کے رؤوس کے عدد یعنی تین سے حل ہوا۔

....

﴿والمحروم لايحجب عندناوعندابن مسعود رضى الله عنه يحجب حجب النقصان كالكافرو القاتل و الرقيق.﴾

﴿ترجمہ﴾ اور ہم احناف کے ہاں محروم حاجب نہیں بنتا جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں (محروم) حجب نقصان کے طور پر حاجب بنتا ہے، جیسے کافر، قاتل اور غلام۔

﴿شرح﴾ اس مختصر عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ، علماء احناف کثر اللہ تعالیٰ سوادھم، اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مابین، میراث کے ایک اختلافی مسئلے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے اس میں اختلاف کا ذکر فرما رہے ہیں۔ لیکن مسئلے سے پہلے عزیز قارئین طلباء کرام، سراجی کی شروع کے اسباق (باب موانع الارث) کی طرف ذہن وتوجہ مبذول فرمائیں جہاں ہم نے یہ پڑھا تھا کہ کچھ اسباب وموانع ایسے ہیں کہ جن کی وجہ سے کوئی بھی وارث اپنے مورث کی میراث سے شرعاً محروم قرار دیا جاتا ہے۔ وہ موانع، زیر نظر کتاب (سراجی) میں چار بیان کئے گئے۔ یعنی (۱) رق، یعنی غلامی (۲) قتل (خواہ قصداً وعمداً ہو یا خطاءً) (۳) اختلاف دین (۴) اختلاف دارین (دوملکوں کا اختلاف) ان چاروں موانع کی تفصیل قارئین کی خدمت میں پیش کر دی گئی تھی۔

اب اختلافی مسئلہ یہ ہے کہ جس میت کے ورثاء میں کوئی ایسا شخص (وارث) موجود ہو،اور پایا جائے کہ جو موانع ارث کے اسباب میں سے کسی سبب کی وجہ سے میت کے ترکے سے محروم قرار دیا گیا ہو تو کیا اس محروم شخص ووارث کی موجودگی، کسی دوسرے وارث کے حصے پر اثر انداز ہو کر اس کو مکمل وراثت سے محروم کرسکتا ہے یا نہیں؟ یا اگر مکمل وراثت سے محروم نہیں کرتا تو اس کا حصہ کم کرسکتا ہے یا نہیں؟ تو اس بارے میں ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ یہ محروم شخص کسی بھی دوسرے وارث کا حصہ نہ کم کرسکتا ہے اور نہ بالکل محروم کرسکتا ہے گویا علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ محروم شخص موجود ہی نہیں ہے،اور یہی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مذہب ہے۔

اس مسئلے کی مثال سراجی کے حاشیہ پر یوں مذکور ہے۔

6			خاتون ☆
شوہر	دواخیافی بھائی	چچا	کافر بیٹا☆
نصف	ثلث	عصبہ	محروم ☆
3	2	1	☆

درج بالا مثال میں احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے نزدیک ،فوت شدہ خاتون کے ورثاء میں کافر بیٹے کی موجودگی کے باوجود،فوت شدہ خاتون کا کل مال چھ حصوں میں تقسیم ہو کر شوہر کو نصف حصہ دیا گیا،اور دواخیافی بھائیوں کو ثلث (تہائی) حصہ دیا گیا،اور باقی مال چچا کو بطور عصبہ دیا گیا،گویا کہ یہ کافر بیٹا موجود ہی نہیں ہے۔اب اگر یہ بیٹا کافر نہ ہوتا بلکہ مسلمان ہوتا تو مرحومہ کے شوہر کو نصف کے بجائے ربع حصہ ملتا اور اخیافی بھائی اور چچا مکمل محجوب ومحروم ہوجاتے ،اور یہ بیٹا خود عصبہ بن کر باقی سارا مال لے لیتا۔

جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ محروم شخص اگرچہ موانع

ارث کے اسباب میں سے سبب اختلاف دین (کفرواسلام) کی بناء پر تو خود وراثت سے محروم ہے مگر یہ کسی اور وارث کا حصہ مکمل طور پر ختم تو نہیں کرسکتا مگر جس کا حصہ اس کی موجودگی میں کم ہوسکتا ہے تو اس کا حصہ کم کرسکتا ہے،یعنی خود محروم شخص، حجب نقصان کا سبب بن سکتا ہے مگر حجب حرمان کا سبب نہیں بن سکتا۔درج بالا مسئلہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک درج ذیل طریقے سے تقسیم ہوگا۔

12			خاتون ☆
شوہر	دواخیافی بھائی	چچا	کافر بیٹا☆
ربع	ثلث	عصبہ	محروم ☆
3	4	5	☆

درج بالا مثال میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک مرحومہ کا کل ترکہ نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے بارہ سے تقسیم ہوگا،جس میں سے کافر محروم بیٹے کی موجودگی میں مرحومہ کے شوہر کو ربع حصہ دیا گیا کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ،موانع الارث کے سبب سے محروم وارث کو کسی بھی وارث کے حصے کے کم کرنے کا سبب مانتے ہیں ،اور کافر بیٹے کی موجودگی کے باوجود، دواخیافی بھائیوں کو ثلث حصہ دیا گیا کیونکہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ ،محروم وارث کو، کسی دوسرے وارث کو مکمل محروم کرنے کا سبب نہیں مانتے لہذا اس کافر بیٹے کی موجودگی میں اخیافی بھائیوں کو ثلث دیا گیا، ورنہ بیٹے کے مسلمان ہونے کی صورت میں اخیافی بھائی محجوب ہوجاتے ،اور باقی مال چچا کو بوجہ عصبہ بنفسہ دیا گیا۔

درج ذیل میں اپنے عزیز طلباء دوستوں کے لئے مزید چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں تا کہ ناچیز کو مزید دعائیں لینے کا موقع ملے۔درج ذیل مثالوں میں میراث کی تقسیم عندالاحناف یوں ہوگی۔

3 ميت ☆

باپ	ماں	بیٹا(کافر)☆
عصبہ	ثلث	محروم ☆
2	1	☆

4 ميت ☆

بیوی	باپ	بیٹا(قاتل)☆
ربع	عصبہ	محروم ☆
1	3	☆

2 ميت ☆

شوہر	باپ	بیٹا(غلام) ☆
نصف	عصبہ	محروم ☆
1	1	☆

درج بالا تینوں مثالوں میں میت کا بیٹا، کافر ہونے، قاتل ہونے اور غلام ہونے کی وجہ سے میت کی میراث سے محروم ہوا۔اور موجود اور زندہ ہونے کے باوجود یہ محروم بیٹا میت کے کسی دیگر وارث کا حصہ نہ تو کم کرسکتا ہے اور نہ بالکل ختم کرسکتا ہے، کیونکہ محروم وارث، علماء احناف کے ہاں کسی بھی وارث کے لئے نہ تو حجب نقصان کا سبب بن سکتا ہے اور نہ ہی حجب حرمان کا، لہذا اس بیٹے کو معدوم سمجھ کر دیگر ورثاء کو ان کا حصہ دیا گیا۔

تینوں مثالوں میں سے پہلی مثال میں نوع ثانی میں سے صرف ثلث آنے کی وجہ سے مسئلہ تین سے حل ہوا، دوسری مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے کی وجہ سے مسئلہ چار سے حل ہوا، اور تیسری مثال میں صرف نصف آنے سے مسئلہ دو سے حل ہوا۔

پہلی مثال میں میت کی ماں کو میت کی اولاد اور دو یا زیادہ بہن بھائی نہ ہونے کی وجہ سے کل مال کا ثلث دیا گیا، دوسری مثال میں میت کی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے میت کی بیوی کو کل مال کا ربع حصہ دیا گیا، تیسری مثال میں اولاد نہ ہونے کی وجہ سے مرحومہ کے شوہر کو نصف دیا گیا، اور تمام مثالوں میں باپ کو بوجہ عصبہ بننے کے باقی سارا مال دیا گیا۔

درج بالا مثالوں میں میراث کی تقسیم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک یوں ہوگی۔

6 ميت ☆

باپ	ماں	بیٹا(کافر)☆
عصبہ	سدس	محروم ☆
5	1	☆

8 ميت ☆

بیوی	باپ	بیٹا(قاتل) ☆
ثمن	عصبہ	محروم ☆
1	7	☆

4 ميت ☆

شوہر	باپ	بیٹاغلام☆
ربع	عصبہ	محروم ☆
1	3	☆

درج بالا تینوں مثالوں میں میت کے بیٹے کا کافر ہونے، قاتل ہونے اور غلام ہونے کی وجہ سے میت کی میراث سے محروم ہونے کے باوجود یہ میت کے دیگر ورثاء کا حصہ کم کرسکتا کیونکہ محروم وارث، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں کسی بھی وارث کے لئے حجب نقصان کا سبب تو بن سکتا ہے مگر حجب حرمان کا سبب نہیں بن سکتا۔

تینوں مثالوں میں سے پہلی مثال میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، دوسری مثال میں نوع اول میں سے صرف ثمن آنے کی وجہ سے مسئلہ آٹھ سے حل ہوا، اور تیسری مثال میں نوع اول میں سے صرف ربع آنے سے مسئلہ چار سے حل ہوا۔

پہلی مثال میں میت کی ماں کو میت کی اولاد ہونے کی وجہ سے کل مال کا سدس دیا گیا، دوسری مثال میں میت کی اولاد ہونے کی وجہ سے میت کی بیوی کو کل مال کا ثمن حصہ دیا گیا، تیسری مثال میں میت کی اولاد ہونے کی وجہ سے مرحومہ کے شوہر کو ربع دیا گیا، اور تمام

مثالوں میں باپ کو بوجہ عصبہ بننے کے باقی سارا مال دیا گیا۔

....

﴿والمحجوب يحجب بالاتفاق كالاثنين من الاخوة والاخوات فصاعداً من ايّ جهة كانافانهمالايرثان مع الاب ولكن يحجبان الام من الثلث الى السدس﴾

﴿ترجمہ﴾ اور محجوب شخص بالاتفاق (دوسرے وارث کے لئے) حاجب بنتا ہے، جیسے دو یا زیادہ بہن بھائی، خواہ کسی بھی رشتے سے ہوں وہ باپ کی موجودگی میں وارث نہیں بنتے لیکن ماں کے تہائی (ثلث) حصے سے، سدس (چھٹے) کی طرف حجب (نقصان) کرتے ہیں۔

﴿شرح﴾

درج بالا عبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ ایک اتفاقی قانون اور اصول کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میرے عزیز طلباء کرام، اس عبارت سے ماقبل عبارت میں جو آپ نے یہ پڑھ لیا کہ محروم بوجہ موانع الارث، میں یہ اختلاف تھا کہ ''وہ محروم شخص، احناف کے ہاں تو کسی بھی وارث کے حصے کے کم کرنے یا ختم کرنے کے لئے بالکل حاجب نہیں بن سکتا مگر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں حجب نقصان کا سبب بن سکتا ہے''۔

لیکن یہ اختلاف محجوب وارث میں نہیں ہے یعنی جس وارث کو موانع الارث کے اسباب کے علاوہ کسی اور وجہ سے میراث سے محجوب قرار دے کر حصہ نہیں دیا گیا تو وہ محجوب وارث، باتفاق آئمہ احناف وحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم، کسی اور وارث کے حصے کو کم کرنے کا سبب بن سکتا ہے، جیسے کسی بھی میت کے دو یا زیادہ حقیقی یا علاتی یا اخیافی بہن

بھائی یا صرف بھائی یا صرف بہنیں، جب میت کے والد کی موجودگی میں آتے ہیں تو میت کے باپ کی موجودگی میں ہر قسم کے بہن بھائی محجوب ہوتے ہیں مگر اس محجوب ہونے کے باوجود یہ دو یا زیادہ بہن بھائی مرحوم کی ماں کا حصہ، ثلث (تہائی) سے کم کر کے سدس (چھٹے) حصے تک پہنچاتے ہیں۔ مثالیں درج ذیل ہیں:

6		میت ☆
ماں	باپ	دوبہنیں ☆
سدس	عصبہ	محروم ☆
1	5	☆

6		میت ☆
ماں	باپ	تین اخیافی بہنیں ☆
سدس	عصبہ	محروم ☆
1	5	☆

6			میت ☆
شوہر	ماں	باپ	دوحقیقی بہن ☆
نصف	سدس	عصبہ	محروم ☆
3	1	2	☆

6			میت ☆
ماں	شوہر	باپ	دوعلاتی بھائی ☆
سدس	نصف	عصبہ	محروم ☆
1	3	2	☆

12			میت ☆
ماں	بیوی	باپ	تین اخیافی بھائی ☆
سدس	ربع	عصبہ	محروم ☆
2	3	7	☆

درج بالا پانچ مثالوں میں ملاحظہ فرمائیں کہ تمام مثالوں میں میت کے باپ کی موجودگی میں میت کی دو یا زیادہ حقیقی، علاتی اور اخیافی بہن بھائی موجود ہیں مگر تمام بہن بھائی، باپ کی موجودگی میں محروم ہوگئے لیکن انہوں نے میت کی ماں کا حصہ ثلث سے کم کر کے سدس تک لے گئے۔

درج بالا پانچ مثالوں میں شروع کی چار مثالوں میں نوع ثانی میں سے صرف سدس آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے تقسیم ہوا، اور پانچویں مثال میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔

ان پانچوں مثالوں میں میت کی ماں کو سدس حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے دو یا زیادہ بہن بھائی موجود ہیں، تیسری اور چوتھی مثال میں مرحومہ کے شوہر کو نصف حصہ دیا گیا کیونکہ مرحومہ کی اولاد نہیں ہے، اور پانچویں مثال میں میت کی بیوی کو ربع حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد نہیں ہے۔ اور تمام مثالوں میں میت کے باپ کو عصبہ کے طور پر باقی سارا مال دیا گیا۔

....

﴿باب العول﴾

﴿العول ان يزاد على المخرج شيء من اجزائه اذاضاق عن فرض. اعلم ان مجموع المخارج سبعة. اربعة منها لاتعول وهي الاثنان والثلاثة والاربعة والثمانية وثلاثة منهاقد تعول. اما الستة فانهاتعول الىٰ عشرة وتراًوشفعاً. واماااثنا عشر فهي تعول الى سبعة عشروتراً لاشفعاً. واما اربعة وعشرون فانها تعول الى سبعة وعشرين عولاً واحداً كمافى المسألة المنبرية،وهي:

امرأة وبنتان وابوان. ولايزاد على هذا الاعند ابن مسعود رضي الله عنه فان عنده تعول الى احد وثلاثين.﴾

﴿ترجمہ﴾ عول یہ ہے کہ جب مخرج، حصوں (کی مقدار) سے تنگ (چھوٹا) پڑ جائے تو مخرج پر اسی کے اجزاء میں سے کچھ حصہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ جان لو کہ کل مخارج سات ہیں، جن میں سے چار (مخارج) میں عول نہیں ہوسکتا اور وہ دو، تین، چار اور آٹھ ہیں۔ اور ان (سات مخارج) میں سے تین مخارج میں عول ہوسکتا ہے۔ رہا چھ، تو اس کا عول دس تک ہوسکتا ہے طاق اور جفت (دونوں میں)۔ اور رہا، بارہ، تو اس کا عول سترہ تک ہوسکتا ہے مگر صرف طاق عدد میں نہ کہ جفت میں۔ اور رہا چوبیس، تو اس کا صرف ایک ہی عول، ستائیس تک ہوسکتا ہے جیسا کہ مسئلہ منبریہ میں۔ اور وہ مسئلہ، بیوی، دو بیٹیاں اور والدین (کا) ہے۔ اور (چوبیس کا عول) ستائیس سے زیادہ عول نہیں ہوسکتا مگر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک، کہ ان کے ہاں چوبیس کا عول اکتیس بھی ہوسکتا ہے۔

﴿شرح﴾ درج بالا عبارت میں سب سے پہلے مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ، عول کی تعریف فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عول کیا ہے اور اس کی ابتداء کب سے ہوئی؟

﴿عول کی حقیقت اور ابتداء﴾ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مبارک ادوار (زمانوں) میں عول کی ضرورت نہیں آئی تھی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ایک عورت فوت ہوئی، اس کے خاوند اور حقیقی بہنوں میں ترکہ و میراث کے تقسیم کا مسئلہ پیش آیا۔

مخارج الفروض کے قانون کے تحت مسئلے میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے حل ہوا، چھ کے مخرج سے شوہر کا حصہ، نصف (تین

حصے) اور حقیقی بہنوں کا ثلثان (دوتہائی یعنی چار حصے) دیئے گئے، تو ورثاء کے مجموعی حصے سات بن گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو جمع فرما کر ان سے مشورہ فرمایا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے عول کا مشورہ دیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''**اعیلوا الفرائض** ''یعنی حصے بڑھادو، تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، اس پر متفق ہوگئے (گویا کہ اجماع صحابہ کرام ہوا) اس وقت سے عول کی بنیاد رکھی گئی۔

علامہ حصکفی اور علامہ شامی درج بالا تحقیق کے بارے میں لکھتے ہیں:

واول من حکم بالعول عمر رضی الله عنه(قوله واول من حکم) فانه وقع فی صورة فضاق مخرجها عن فروضها فشاور الصحابة فاشار العباس الی العول فقال اعیلوا الفرائض فتابعوه علی ذلک ولم ینکره احد.

(شامی، ص۷۸۶، ج۶، کتاب الفرائض، ایچ ایم سعید کراچی)

سب سے پہلے عول کے بارے میں فیصلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیا، کیونکہ ایک ایسی صورت آئی تھی کہ جس میں حصوں کا مخرج اپنے حصوں سے چھوٹا پڑ گیا تھا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عول کی طرف اشارہ فرمادیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فرائض (میراث کے مسائل) میں عول کرو۔ پس تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس مسئلے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع فرمائی، اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔

﴿عول کی تعریف﴾: عول یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں کسی میت کے ورثاء پر میت کا ترکہ شرعی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے تقسیم کیا جائے اور ورثاء کے مجموعی حصے، مسئلے

کے مخرج (جس عدد سے مسئلہ بنایا تھا) کے عدد سے بڑھ جائے تو اس مخرج میں اسی مخرج کے کسی جزء کے موافق اضافے اور بڑھوتری کو عول کہتے ہیں۔

(نوٹ): ناچیز طلباء کرام کو عول کی یہ تعریف پڑھانے کے بعد، سمجھانے کے لئے ایک خارجی اور ظاہری مثال یوں بیان کرتا ہے، (لیکن سب سے پہلے عرض کردوں کہ بے ادبی و گستاخی معاف) وہ مثال یہ ہے کہ جب کسی خاتون کی ڈیلیوری (بچے کی ولادت) کا وقت آتا ہے تو کبھی کبھار پیٹ کے بچے کی جسمانی ساخت، بوجہ صحت مندی اور بہترین غذا و دوا ومعالجے کے کافی کیم شحیم (موٹا تازہ) ہوتی ہے، جس کی وجہ سے کبھی کبھار چھوٹے آپریشن کی ضرورت پیش آتی ہے، جس کو دور حاضر کی اصطلاح میں چھوٹا آپریشن یا ٹانکے آنا کہتے ہیں، جس میں یہ ہوتا ہے کہ خاتون کے مخرجِ تولید (اندامِ نہانی) کو اس لئے بڑا کرتا ہونا ہے کہ مخرج چھوٹا پڑ جاتا ہے اور آنے والا بچہ جسمانی طور پر بڑا ہوتا ہے جس کا تنگ مخرج سے نکلنا مشکل ہوتا ہے (مثال سے شاید قارئین حضرات کو عول کی تعریف اچھی طرح سمجھ میں آئی ہوگی اور خوب مزے لے لے کر ہنسیں بھی ہوں گے۔)

﴿اعلم ان مجموع المخارج سبعة. اربعة منها لاتعول وهی الاثنان والثلاثة والاربعة والثمانية.﴾

مجموعی مخارج کی تعداد: عزیز دوستو: مصنف باباجی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس عبارت میں کسی بھی میت کی میراث کی تقسیم کے موقع پر میراث جس عدد سے تقسیم ہوگی اس کی پہچان کراتے ہوئے طلباء کرام کی خدمت میں یہ قانون بنا کر پیش کردیا کہ پریشان ہونے کی بات نہیں ہے بلکہ یہ ذہن نشین رہے کہ کسی بھی میت کی میراث کی تقسیم کے لئے جو عدد مخرج بنے گا وہ کل مخارج سات ہیں، جو درج ذیل ہیں۔

(۱)2 (۲)3 (۳)4 (۴)6 (۵)8 (۶)12 (۷)24

عزیز قارئین: باب العول میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے کسی بھی میت کی میراث کی تقسیم کے لئے مسئلے کے کل سات مخارج بیان کئے ہیں، جبکہ ناچیز نے باب مخارج الفروض میں تقریباً پندرہ مخارج بیان کئے ہیں، لیکن پریشان ہونے کی بات نہیں ہے کیونکہ وہاں بھی اگر آپ دوبارہ جا کر تسلی سے دیکھیں گے تو مخارج کل سات ہی ہیں، مگر مقررہ حصوں کے نوع اول اور نوع ثانی کے انفرادی طور پر یا اجتماعی طور پر آنے کی وجہ سے مخارج کی بظاہر تقسیم میں پندرہ مخارج بن گئے ورنہ اصل میں کل مخارج وہی سات ہی ہیں جو درج بالا سطور میں مذکور ہیں۔

قارئین حضرات، علماء کرام وطلباء عظام اس کی مثال یوں سمجھیں کہ جیسے کہ فرض غسل کے فرائض کی تعداد میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، کیونکہ عام فقہاء احناف رحمہم اللہ، فرض غسل کے فرائض تین ذکر کرتے ہیں۔

(1) غرغرے کے ساتھ غیر صائم (جس کا روزہ نہ ہو) کے لئے کلی کرنا۔

(2) غیر صائم (جس کا روزہ نہ ہو) کے لئے ناک کی نرم ہڈی تک پانی پہنچانا۔

(3) پورے جسم پر اس طرح پانی بہانا کہ بال برابر جگہ خشک نہ رہے۔

لیکن بعض فقہاء احناف رحمہم اللہ، جیسے کہ علامہ شرنبلالی حنفی رحمہ اللہ، اپنی تصنیف ''نورالایضاح''، میں، غسل کے گیارہ فرائض ذکر کرتے ہیں، جن میں فرض نمبر 1، یعنی غرغرہ کرنا، اور فرض نمبر 2، یعنی ناک میں نرم ہڈی تک پانی پہنچانا، تو اتفاقی ہیں۔ لیکن فرض نمبر 3، یعنی پورے جسم کو دھونے اور پانی بہانے میں، وہ کئی دیگر امور کو بھی فرض بتاتے ہیں۔

لیکن اگر قارئین حضرات، تحقیقی نظر سے دیکھیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ تین فرائض کے علاوہ دیگر فرائض، اسی تیسرے فرض یعنی جسم کے دھونے میں داخل ہیں، لیکن عام (عوام) لوگوں کی عدم احتیاط وسستی کی وجہ سے علامہ شرنبلالی رحمہ اللہ نے ان امور کو بھی

مستقل فرض قرار دے کر ذکر فرمایا تاکہ سستی کی وجہ سے کوئی فرض چھوٹ نہ جائے، ورنہ وہ بقیہ (آٹھ) فرائض بھی اسی تیسری فرض میں داخل ہیں، کیونکہ ان کا تعلق بھی ظاہری جسم سے ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب) اسی طرح کل مخارج سات ہی ہیں مگر مقرر حصوں کے مختلف پیرائے اور انداز سے آنے کی وجہ سے بظاہر مخارج پندرہ ذکر کر دیئے گئے۔

﴿چار مخارج میں عول نہیں ہوتا اور نہ ہوسکتا ہے﴾

مصنف باباجی رحمہ اللہ نے فن علم میراث میں ایسے اصول وقوانین وضع کئے کہ جو اپنی جگہ ایسے مسلّم ومضبوط ہیں کہ پشتو زبان کا محاورہ ہے کہ

''دفلانی سڑی خبرہ دَ کانڑی کرخہ دہ''

فلاں شخص کی بات پتھر میں لکیر کی طرح ہے، یعنی مضبوطی میں ان مٹ بات ہے۔

صدیاں گزر گئی مگر کسی نے ان اصول کے خلاف کوئی مسئلہ پیش نہیں کیا، بلکہ جیسے مصنف باباجی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے وہی بات تھی، ہے اور رہے گی (ان شاء اللہ) کہ ان چار مخارج میں عول نہیں ہوسکتا، وہ مخارج درج ذیل ہیں۔

(1) دو (2) تین (3) چار (4) آٹھ۔ یعنی ان چار مخارج سے حل ہونے والے تمام مسائل میں ذوی الفروض اور عصبات کے مجموعی حصوں کی تعداد ان ہی مخارج کے عدد کے موافق ہوگی، ہاں اگر بوجہ تصحیح کے ان مسائل کے مخارج کو ورثاء کے رؤوس کی تعداد کے عدد سے ضرب دے کر مخرج بڑھ جاتا ہے تو پھر کوئی حرج نہیں، کیونکہ ان صورتوں میں اس کو عول نہیں کہیں گے بلکہ تصحیح سے تعبیر کریں گے۔ تصحیح کے اصول وقواعد ''باب التصحیح''، میں آرہے ہیں۔

(باب التصحیح) آنے تک انتظار فرمائیں اور گرم گرم چائے اور آئس کریم، یا پکوڑے اور ٹھنڈی مشروبات کی چسکیاں لیتے رہیں)

ان چار مخارج، کہ جن میں عول نہیں ہوتا کی چند مثالیں، بارہ ذوی الفروض کی

تفصیل میں ان مقامات میں گزر چکی ہیں جہاں جہاں ان ہی مخارج سے مسائل حل کئے گئے تھے، وہاں دیکھیں تو معلوم ہوجائے گا کہ وہاں عول نہیں آیا اور نہ ہی آسکتا ہے۔ ناچیز ان چار مخارج کی مثالیں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن آپ قارئین سے متمنی ہوں کہ پڑھ کر دعاؤں میں یاد فرمایا کریں۔ جزاک اللہ۔

2	میت
بیٹی	حقیقی بہن
نصف	عصبہ مع غیرہ
1	1

3	میت
2بیٹی	حقیقی بہن
ثلثان	عصبہ مع غیرہ
2	1

2	میت	
پوتی	حقیقی بہن	چچا
نصف	عصبہ مع غیرہ	عصبہ
1	1	محروم

3	میت	
دو پوتی	دو حقیقی بہنیں	چچا
ثلثان	عصبہ	محروم
2	1	

2	میت
بیٹی	علاتی بہن
نصف	عصبہ مع غیرہ
1	1

3	میت
2بیٹی	علاتی بہن
ثلثان	عصبہ مع غیرہ
2	1

2	میت	
پوتی	علاتی بہن	چچا
نصف	عصبہ مع غیرہ	عصبہ
1	1	محروم

3	میت	
دو پوتی	دو علاتی بہنیں	چچا
ثلثان	عصبہ	محروم
2	1	

3	میت
باپ	ماں
عصبہ فقط	ثلث
2	1

3	میت
ماں	دادا
ثلث الکل	عصبہ فقط
1	2

4	میت
باپ	بیوی
عصبہ فقط	ربع
3	1

2	میت
باپ	شوہر
عصبہ فقط	نصف
1	1

4	میت
بیوی	دادا
ربع	عصبہ فقط
1	3

2	میت
شوہر	دادا
نصف	عصبہ فقط
1	1

3	میت
دو اخیافی بھائی	چچا
ثلث	عصبہ
1	2

3	میت
تین اخیافی بھائی	چچا کا بیٹا
ثلث	عصبہ
1	2

2	میت
شوہر	چچا
نصف	عصبہ
1	1

2	میت
شوہر	باپ
نصف	عصبہ
1	1

	4 میت
شوہر	بیٹا
ربع	عصبہ
1	3

		4 میت
شوہر	بیٹی	چچا
ربع	نصف	عصبہ
1	2	1

		4 میت
بیٹی	شوہر	چچا
نصف	ربع	عصبہ
2	1	1

		8 میت
بیٹی	بیوی	چچا کا بیٹا
نصف	ثمن	عصبہ
4	1	3

		3 میت
8بیٹی	چچا	تین پوتی
ثلثان	عصبہ	محروم
2	1	

			12 میت
3بیٹی	شوہر	چچا	پوتی
ثلثان	ربع	عصبہ	محروم
8	3	1	

	2 میت
بیٹی	پوتی پوتا
نصف	عصبہ
1	1

		4 میت
بیٹی	شوہر	پوتی پوتا
نصف	ربع	عصبہ
2	1	1

درج بالا چھبیس مثالوں میں آپ حضرات دیکھیں گے کہ یہ مسائل، دو، تین، چار اور آٹھ کے مخرج سے حل ہوئے ہیں، اور ان میں کسی میں بھی عول نہیں آیا کیونکہ ان ہی مخارج سے تمام ورثاء (ذوی الفروض وعصبات) کے حصے پورے تقسیم کردیئے گئے۔ ہاں اگر ان ورثاء کے افراد میں ان کے حصے تقسیم کرتے ہوئے تصحیح کی وجہ سے مخرج میں بڑھوتری آجائے تو اس کو

تصحیح کہیں گے مگر عول نہیں کہا جا سکتا۔

﴿وثلاثة منها قد تعول. اما الستة فانها تعول الیٰ عشرة وتراً وشفعاً﴾

﴿ترجمہ﴾ سات مخارج میں سے تین مخارج میں کبھی کبھی عول ہو سکتا ہے۔ رہی بات مخرج چھ، کے عول کی تو، چھ کا عول دس تک ہو سکتا ہے طاق اور جفت دونوں میں۔

﴿تشریح﴾ ﴿تین مخارج میں عول ہو سکتا ہے﴾

سات مخارج میں سے، ان چار مخارج کہ، جن میں عول نہیں ہو سکتا، کی تفصیل کے بعد مصنف باباجی رحمہ اللہ، ان تین مخارج کی تفصیل بیان فرما رہے ہیں کہ جن میں عول ہو سکتا ہے۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں کرنا ہے اور نہ ثابت ہوتا ہے کہ ان تین مخارج میں عول ضرور ہوگا، کیونکہ مصنف باباجی رحمہ اللہ نے ان مخارج میں عول ہونے کے ثبوت وجواز کے لئے جو اندازِ تحریر بیان فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ ''تعول'' جو مضارع کا صیغہ ہے، اس کے شروع میں لفظ 'قد' لایا ہے، اور آپ قارئین حضرات نے اس قاعدہ علمیہ صرفیہ کو پڑھا ہے کہ جب فعل مضارع پر ''قد'' آتا ہے تو اکثری طور پر تقلیل (کبھی کبھی) کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اور مصنف باباجی رحمہ اللہ کی عبارت میں بھی اسی اندازِ تحریر کو اپنایا گیا ہے، لہٰذا معلوم ہوا کہ ان تین مخارج میں کبھی عول ہو بھی سکتا ہے اور کبھی نہیں بھی ہو سکتا۔

اب ناچیز، قارئین حضرات کی خدمت میں ان تین مخارج کے عول کی تفصیل اور مثالیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے، اگر چہ ذوی الفروض کے مسائل کی تحقیق میں گاہے بگاہے کچھ ایسی مثالیں لکھی گئی ہیں کہ جن میں حصے بڑھنے کی وجہ سے مسئلہ عولیہ بن جاتا تھا مگر ناچیز نے وہاں اس کی وضاحت اور تفصیل بیان نہیں کی بلکہ اشارہ دے دیا تھا کہ مسئلہ میں عول ہوا ہے جس کی تفصیل باب العول میں آئے گی۔ تو اب تمام قارئین ہوشیار باش، کہ باب العول کے مسائل کی تفصیل اور مثالیں پیش کی جا رہی ہیں۔

﴿مخرج چھ(6) کے سات(7) تک عول کی مثالیں﴾

6عول7 میت ☆

شوہر	دوحقیقی بہنیں
نصف	ثلثان
3	4

6عول7 میت ☆

شوہر	دوعلاتی بہنیں
نصف	ثلثان
3	4

6عول7 میت ☆

شوہر	حقیقی بہن	اخیافی بہن
نصف	نصف	سدس
3	3	1

6عول7 میت ☆

شوہر	حقیقی بہن	علاتی بہنیں
نصف	نصف	سدس
3	3	1

درج بالا چار مثالوں میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا۔لیکن جب ورثاء کو ان کے مقرر حصے دیئے گئے تو حصے بڑھ کر سات ہو گئے جس سے معلوم ہوا کہ ان دونوں مسئلوں میں عول آیا ہے۔

چاروں مثالوں میں شوہر کو کل مال کا نصف (آدھا) حصہ دیا گیا کیونکہ فوت شدہ بیوی کی اولاد نہیں ہے،اور چاروں مثالوں میں دوحقیقی اور دوعلاتی بہنوں کو ثلثان (دوتہائی) حصہ دیا گیا اور ایک حقیقی بہن کو نصف حصہ دیا گیا اور ایک علاتی اور ایک اخیافی بہن کو سدس دیا گیا کیونکہ میت کے اصول وفروع (اولاد) اور حقیقی اور علاتی بھائی نہیں ہیں۔

﴿مخرج چھ(6) کے آٹھ(8) تک عول کی مثالیں﴾

6عول8 میت ☆

شوہر	دوحقیقی بہنیں	اخیافی بہن
نصف	ثلثان	سدس
3	4	1

6عول8 میت ☆

شوہر	دوعلاتی بہنیں	اخیافی بہن
نصف	ثلثان	سدس
3	4	1

6عول8 میت ☆

شوہر	دوحقیقی بہنیں	ماں
نصف	ثلثان	سدس
3	4	1

6عول8 میت ☆

شوہر	دوعلاتی بہنیں	ماں
نصف	ثلثان	سدس
3	4	1

درج بالا چار مثالوں میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا۔لیکن جب ورثاء کو ان کے مقرر حصے دیئے گئے تو حصے بڑھ کر آٹھ ہو گئے جس سے معلوم ہوا کہ ان چاروں مسئلوں میں عول آیا ہے۔

چاروں مثالوں میں شوہر کو کل مال کا نصف (آدھا) حصہ دیا گیا کیونکہ فوت شدہ بیوی کی اولاد نہیں ہے۔کقولہ تعالیٰ: **ولکم نصف ماترک ان لم یکن لھن ولد.**

(النساء:۱۲)

اور چاروں مثالوں میں دوحقیقی اور دوعلاتی بہنوں کو ثلثان (دوتہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کی اولاد، اصول اور حقیقی اور علاتی بھائی نہیں ہیں۔اور پہلی دومثالوں میں میت کی اخیافی بہن کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ ایک ہے اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔آخری دومثالوں میں میت کی ماں کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے دو یا زیادہ بہنیں موجود ہیں۔

....

﴿مخرج چھ(6) کے نو(9) تک عول کی مثالیں﴾

6عول9			میت ☆
شوہر	دوحقیقی بہنیں	2اخیافی بہن ☆	
نصف	ثلثان	ثلث ☆	
3	4	2 ☆	

6عول9			میت ☆
شوہر	دوعلاتی بہنیں	2اخیافی بہن ☆	
نصف	ثلثان	ثلث ☆	
3	4	2 ☆	

6عول9			میت ☆
شوہر	دوحقیقی بہنیں	اخیافی بہن	ماں☆
نصف	ثلثان	سدس	سدس☆
3	4	1	1 ☆

6عول9			میت ☆
شوہر	دوعلاتی بہنیں	اخیافی بھائی	ماں☆
نصف	ثلثان	سدس	سدس☆
3	4	1	1 ☆

درج بالا چار مثالوں میں نوع اول میں سے نصف ،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا۔لیکن جب ورثاء کو ان کے مقرر حصے دیئے گئے تو حصے بڑھ کر نو ہو گئے جس سے معلوم ہوا کہ ان چاروں مسئلوں میں عول آیا ہے۔

چاروں مثالوں میں شوہر کو کل مال کا نصف (آدھا) حصہ دیا گیا کیونکہ فوت شدہ بیوی کی اولاد نہیں ہے۔اور چاروں مثالوں میں دوحقیقی اور دوعلاتی بہنوں کو ثلثان (دوتہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کی اولاد، اصول اور حقیقی اور علاتی بھائی نہیں ہیں۔اور پہلی دومثالوں میں میت کی دواخیافی بہنوں کو ثلث (تہائی) اور آخری دومثالوں میں ایک

اخیافی بہن کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔

آخری دومثالوں میں میت کی ماں کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے دو یا زیادہ بہنیں موجود ہیں۔

....

﴿مخرج چھ(6) کے دس(10) تک عول کی مثالیں﴾

6عول9			میت ☆
شوہر	دوحقیقی بہنیں	2اخیافی بہن	ماں☆
نصف	ثلثان	ثلث	سدس☆
3	4	2	1 ☆

6عول9			میت ☆
شوہر	دوعلاتی بہنیں	2اخیافی بہن	ماں ☆
نصف	ثلثان	ثلث	سدس☆
3	4	2	1 ☆

6عول9			میت ☆
شوہر	دوحقیقی بہنیں	2اخیافی بہن	جدہ☆
نصف	ثلثان	ثلث	سدس☆
3	4	1	1 ☆

6عول9			میت ☆
شوہر	دوعلاتی بہنیں	2اخیافی بھائی	جدہ☆
نصف	ثلثان	ثلث	سدس☆
3	4	1	1 ☆

درج بالا چار مثالوں میں نوع اول میں سے نصف، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چھ سے بنا۔ لیکن جب ورثاء کو ان کے مقرر حصے دیئے گئے تو حصے بڑھ کر دس ہو گئے جس سے معلوم ہوا کہ ان چاروں مسئلوں میں عول آیا ہے۔

چاروں مثالوں میں شوہر کو کل مال کا نصف (آدھا) حصہ دیا گیا کیونکہ فوت شدہ بیوی کی اولاد نہیں ہے۔ اور چاروں مثالوں میں دو حقیقی اور دو علاتی بہنوں کو ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کی اولاد، اصول اور حقیقی اور علاتی بھائی نہیں ہیں۔ اور چاروں مثالوں میں میت کی دو اخیافی بہنوں کو ثلث (تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔ پہلی دو مثالوں میں میت کی ماں کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے دو یا زیادہ بہنیں موجود ہیں۔ اور اخری دو مثالوں میں میت کی جدہ (نانی، دادی) کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی ماں اور باپ موجود نہیں ہیں۔

....

﴿واما اثنا عشر فھی تعول الی سبعة عشر وتراً لاشفعاً﴾

﴿ترجمہ﴾ اور بارہ کا مخرج، تو اس میں سترہ تک عول ہو سکتا ہے مگر صرف طاق میں، نہ کہ جفت میں۔

﴿شرح﴾ درج بالا متن میں مصنف باباجی رحمہ اللہ بارہ کے مخرج کے عول کی وضاحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ، بارہ کے عدد میں جو عول ہوگا تو وہ چھ کے عدد کی طرح نہیں ہوگا کہ جس میں طاق اور جفت دونوں طرح کا عول ہو سکتا تھا، بلکہ بارہ میں صرف طاق عدد کا عول ہوگا اور جفت کا نہیں ہوگا۔ یعنی بارہ کا عول تیرہ، پندرہ اور سترہ ہی ہو سکتا ہے، چودہ، سولہ اور اٹھارہ وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

اب ناچیز، قارئین حضرات کی خدمت میں بارہ کے مخرج کے عول کی تفصیل اور

مثالیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے، اگرچہ ذوی الفروض کے مسائل کی تحقیق میں گاہے بگاہے کچھ ایسی مثالیں لکھی گئی ہیں کہ جن میں عول آنے سے مسئلہ عولیہ بن جاتا تھا مگر ناچیز نے وہاں اس کی وضاحت اور تفصیل بیان نہیں کی بلکہ اشارہ دے دیا تھا کہ مسئلہ میں عول ہوا ہے جس کی تفصیل باب العول میں آئے گی، تو اب تمام قارئین ہوشیار باش، کہ بارہ کے عول کے مسائل کی تفصیل اور مثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

﴿مخرج بارہ (12) کے تیرہ (13) تک عول کی مثالیں﴾

12 عول 13 میت

بیوی	دو حقیقی بہنیں	ماں
ربع	ثلثان	سدس
3	8	2

12 عول 13 میت

بیوی	دو علاتی بہنیں	ماں
ربع	ثلثان	سدس
3	8	2

12 عول 13 میت

بیوی	دو حقیقی بہنیں	اخیافی بہن
ربع	ثلثان	سدس
3	8	2

12 عول 13 میت

بیوی	دو علاتی بہنیں	اخیافی بہن
ربع	ثلثان	سدس
3	8	2

درج بالا چاروں مثالوں میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔ لیکن جب ورثاء کو ان کے مقرر حصے دیئے گئے تو حصے بڑھ کر تیرہ (13) ہو گئے، جس سے معلوم ہوا کہ ان چاروں مسئلوں میں عول آیا ہے۔

درج بالا چاروں مثالوں میں بیوی کو کل مال کا ربع (چوتھائی) حصہ دیا گیا کیونکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد نہیں ہے، اور چاروں مثالوں میں دو حقیقی اور دو علاتی بہنوں کو ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کی اولاد، اصول اور حقیقی اور علاتی بھائی نہیں ہیں۔ اور پہلی دو مثالوں میں میت کی ماں کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے دو یا زیادہ بہنیں موجود ہیں۔ آخری دو مثالوں میں میت کی اخیافی بہن کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ ایک ہے اور میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔

....

﴿مخرج بارہ (12) کے پندرہ (15) تک عول کی مثالیں﴾

12 عول 15 میت ☆

بیوی	اخیافی بہن	دو حقیقی بہنیں	ماں ☆
ربع	سدس	ثلثان	سدس ☆
3	2	8	2 ☆

12 عول 15 میت ☆

بیوی	اخیافی بہن	دو علاتی بہنیں	ماں ☆
ربع	سدس	ثلثان	سدس ☆
3	2	8	2 ☆

12 عول 15 میت ☆

بیوی	دو حقیقی بہنیں	2، اخیافی بہن ☆
ربع	ثلثان	ثلث ☆
3	8	4 ☆

12 عول 15 میت ☆

بیوی	دو علاتی بہنیں	2، اخیافی بہن ☆
ربع	ثلثان	ثلث ☆
3	8	4 ☆

درج بالا چار مثالوں میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔ لیکن جب ورثاء کو ان کے مقرر حصے دیئے گئے تو حصے بڑھ کر پندرہ ہوگئے جس سے معلوم ہوا کہ ان چاروں مسئلوں میں عول آیا ہے۔

چاروں مثالوں میں میت کی بیوی کو کل مال کا ربع (چوتھا) حصہ دیا گیا کیونکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد نہیں ہے۔ اور چاروں مثالوں میں دو حقیقی اور دو علاتی بہنوں کو ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ وہ دو ہیں اور میت کی اولاد (فروع)، باپ دادا (اصول) اور حقیقی اور علاتی بھائی نہیں ہیں۔ پہلی دو مثالوں میں میت کی اخیافی بہن کو ایک ہونے کی وجہ سے سدس (چھٹا)، اور آخری دو مثالوں میں دو ہونے کی وجہ سے ثلث (تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔ پہلی دو مثالوں میں میت کی ماں کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے دو یا زیادہ بہنیں موجود ہیں۔

....

﴿مخرج بارہ (12) کے سترہ (17) تک عول کی مثالیں﴾

12 عول 17 میت ☆

بیوی	2، اخیافی بہن	دو حقیقی بہنیں	ماں ☆
ربع	ثلث	ثلثان	سدس ☆
3	4	8	2 ☆

12 عول 17 — میت ☆

بیوی	2،اخیافی بہن	دوعلاتی بہنیں	ماں ☆
ربع	ثلث	ثلثان	سدس ☆
3	4	8	2 ☆

12 عول 17 — میت ☆

بیوی	دوعلاتی بہنیں	2،اخیافی بہن	جدہ ☆
ربع	ثلثان	ثلث	سدس ☆
3	8	4	2 ☆

12 عول 17 — میت ☆

بیوی	حقیقی بہنیں	3علاتی بہن	2،اخیافی بہن	جدہ ☆
ربع	نصف	سدس	ثلث	سدس ☆
3	6	2	4	2 ☆

درج بالا چار مثالوں میں نوع اول میں سے ربع ،نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ بارہ سے بنا۔لیکن جب ورثاء کوان کے مقرر حصے دیئے گئے تو حصے بڑھ کرسترہ ہوگئے جس سے معلوم ہوا کہ ان چھ مسئلوں میں عول آیا ہے۔

ان چار مثالوں میں میت کی بیوی کوکل مال کا ربع (چوتھا) حصہ دیا گیا کیونکہ فوت شدہ شوہر کی اولاد نہیں ہے۔شروع کی تین مثالوں میں میت کی دوحقیقی اور دوعلاتی بہنوں کو ثلثان (دوتہائی) حصہ دیا گیا اور چھٹی مثال میں ایک حقیقی بہن،کوکل مال کا نصف (آدھا) حصہ،اور تکملۃ للثلثین کے قانون کے تحت،ساتھ میں تین علاتی بہنوں کوسدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد (فروع)،باپ دادا (اصول) اور حقیقی اورعلاتی بھائی نہیں ہیں۔

تمام مثالوں میں میت کی دواخیافی بہنوں کوکل مال کا ثلث (تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔پہلی دومثالوں میں،میت کی دویازیادہ بہنوں کی وجہ سے میت کی ماں کوکل مال کا سدس (چھٹا) حصہ،اورآخری دومثالوں میں میت کے ماں باپ کی عدم موجودگی میں میت کی جدہ کوکل مال کا سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا۔

....

﴿واما اربعة وعشرون فانها تعول الی سبعة وعشرين عولاً واحداً کمافی المسألة المنبرية،وهی: امرأة وبنتان وابوان. ولايزاد علی هذا الاعند ابن مسعود رضی الله عنه فان عنده تعول الی احد وثلاثين.﴾

﴿ترجمہ﴾ اور چوبیس،میں ایک ہی عول ہوتا ہے ستائیس تک۔جیسے کہ مسئلہ منبریہ میں ہے۔اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ کسی میت کے ورثاء میں ایک بیوی، دوبیٹیاں اور ماں باپ ہوں۔اور چوبیس کا عول ستائیس سے زیادہ نہیں ہوگا، مگرحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک،کہ ان کے ہاں چوبیس کا عول اکتیس تک بھی ہوسکتا ہے۔

﴿تشریح﴾ عزیز قارئین حضرات: درج بالامتن وعبارت میں مصنف باباجی رحمہ اللہ نے باب العول کے تین مخارج کہ،جن میں عول ہوسکتا ہے،کے دومخارج کی تفصیل بیان فرمانے کے بعداب قارئین حضرات کے سامنے اس بات کی بھی وضاحت فرمارہے ہیں کہ رہی بات چوبیس کے مخرج کی،توجمہور کے نزدیک اس میں ایک ہی عول ہوتا ہے اور وہ ہے چوبیس کا عول ستائیس تک۔اور چوبیس کے ستائیس تک عول والے مسئلے اورمثال کو مسئلہ منبریہ قراردیا۔

﴿مسئلہ منبریہ کی وجہ تسمیہ﴾ متن میں موجود، درج بالا مسئلہ عولیہ کو مسئلہ منبریہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت **اسد اللہ الغالب، امام المشارق والمغارب، حلال المشکلات والنوائب** ،حضرت امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مبارک ،منبر کوفہ پر جلوہ افروز ہوکر تقریر فرمانے لگے۔آپ نے خطبہ یوں پڑھنا شروع فرمایا:

الحمدللہ الذی یحکم بالحق قطعا،ویجزی کل نفس بماتسعیٰ،والیہ المآب والرجعیٰ.

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کے لئے کہ جو قطعی طور پر حق کا فیصلہ فرماتا ہے،اور ہر انسان کو اس کے (اچھے برے) کئے کا بدلہ دیتا ہے،اور اللہ تعالی ہی کی طرف لوٹنا اور رجوع کرنا ہے۔

کہ اسی دوران آپ سے متن میں مذکور،اسی مسئلے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ مبارک رضی اللہ عنہ نے بغیر سوچے،فی البدیہ فرمایا:**والمرأۃ صار ثمنها تُسعیٰ.** (اور عورت کا ثمن (آٹھواں) حصہ نواں ہوگیا) اور اپنی تقریر جاری رکھی،جس پر لوگوں نے آپ کی ذہانت وفطانت پر تعجب فرمایا۔

﴿حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مشکل کشا کا اطلاق﴾ درج بالا خطبہ میں ناچیز نے حضرت امام علی رضی اللہ عنہ کے مناقب میں خطبات رضویہ سے جملہ ”**حلال المشکلات والنوائب**“ لے کر ذکر کیا،جس پر قارئین حضرات میں سے کسی کا اختلاف بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حلال المشکلات یعنی مشکل کشا کہنا کیسے جائز اور صحیح ہوسکتا ہے؟ تو اس کے لئے ناچیز آپ قارئین حضرات کے سامنے علماء دیوبند کے پیرومرشد سید الطائفہ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ کا قول پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔ حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ چشتیہ کے شجرے میں فرماتے ہیں:

دور کر دل سے حجابِ جہل وغفلت میرے رب۔کھولدے دل میں درِعلمِ حقیقت میرے اب
ہادئ عالم علی مشکل کشا کے واسطے۔

(کلیات امدادیہ،ص۱۰۳،شجرہ پیران چشت اہل بہشت رضی اللہ عنہم،دارالاشاعت)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں مشکل کشا کہنے کا مسئلہ اور ثبوت ناچیز نے ضمناً طور پر یہاں ذکر کیا اس کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے کہ اگر قارئین حضرات میں سے کوئی،کسی شخص کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ الفاظ کہتے سنے تو فوراً اس کی طرف کفر وشرک کی نسبت نہیں کرنی چاہئے بلکہ مسئلے کی تحقیق کر کے خاموشی یا کسی وجہ سے اچھے طریقے سے سمجھانا چاہئے،اگر اس مسئلے میں،کفروشرک کی نسبت کسی قائل کی طرف کریں گے تو وہی حکم حضرت حاجی امداداللہ رحمہ اللہ کی طرف بھی لوٹے گا جو کسی بزرگ کی بے ادبی اور گستاخی کے زمرے میں آجائے گا۔

مسئلہ منبریہ کی وضاحت کے بعد اب اس مسئلے کی تفصیل بیان کی جارہی ہے،اور وہ یہ ہے کہ حضرت امام علی رضی اللہ عنہ سے عین خطبہ کے وقت منبر پر تشریف فرما ہونے کی حالت میں،کسی شخص نے سوال کیا کہ،حضرت ایک شخص کا انتقال ہوا،اور اس کے ورثاء میں ایک بیوی،دو بیٹیاں،ماں اور باپ ہیں،ان کی میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ تو آپ نے فی البدیہہ جواب دیا کہ بیوی کا حصہ،جو کل مال کا ثمن (آٹھواں) حصہ ہے وہ **تسعیٰ** یعنی نواں ہوگیا۔مسئلے کا نقشہ درج ذیل ہے

24 عول 27 ——— میت ☆

بیوی	دو بیٹیاں	ماں	باپ ☆
ثمن	ثلثان	سدس	سدس☆
3	16	4	4 ☆

قارئین حضرات، درج بالا مثال میں ملاحظہ فرمائیں کہ ’’**باب مخارج الفروض**‘‘ کے قانون ’’نوع اول میں سے ثمن (آٹھواں) حصہ، نوع ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس (24) سے بنتا ہے‘‘ کے موافق جب مسئلہ بالا کو چوبیس (24) سے حل کر دیا گیا اور میت کے ورثاء کو چوبیس کے مخرج سے، ان کے مقررہ حصے دیئے گئے، اور ان تمام حصوں کو گننے کے بعد دیکھا تو وہ مجموعی طور پر ستائیس حصے بن گئے تو معلوم ہوا کہ مخرج چوبیس (24) میں ستائیس تک عول آ گیا ہے۔

اب جو امام علی رضی اللہ عنہ، نے خطبے میں فرمایا تھا کہ اس مسئلے میں بیوی کا ثمن (آٹھواں) حصہ، ’’تُسعٰی‘‘، یعنی نواں حصہ بن گیا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تین حصے، جو چوبیس کے مجموعی عدد کا آٹھواں حصہ ہے، بیوی کا حصہ ہے، مگر جب آٹھواں حصہ بیوی کو دیا گیا اور دیگر ذوی الفروض کو ان کا اپنا اپنا حصہ دیا گیا اور ان کے حصے دیئے جانے کے بعد ان کو جمع کر دیئے گئے تو ان حصوں میں عول آنے کی وجہ سے وہ کل ستائیس حصے بن گئے۔ اب اگر ستائیس کو نو سے تقسیم کریں گے تو ستائیس کا نواں حصہ تین آتا ہے، تو تین حصے، اصل مسئلے چوبیس کا آٹھواں حصہ تھا مگر عول آنے کی وجہ سے یہی تین حصے اب نواں حصہ بن گیا کیونکہ ستائیس کا نواں حصہ تین حصے آتے ہیں۔

درج بالا مسئلہ عولیہ میں نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آنے کی وجہ سے مسئلہ چوبیس سے حل ہو کر ستائیس تک عول کر گیا۔ بیوی کو کل مال کا آٹھواں (ثمن) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔ اور دو بیٹیوں کو کل مال کا ثلثان (دو تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کا بیٹا نہیں ہے۔ اور ماں باپ میں سے ہر ایک کو سدس (چھٹا) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد موجود ہیں۔

﴿ولا یزاد علی هذا الاعند ابن مسعود رضی الله عنه فان عنده

تعول الی احد وثلاثین.﴾

﴿ترجمہ﴾ ہمارے احناف (جمہور) کے ہاں کسی بھی میراث کے مسئلے میں چوبیس کا عول ستائیس کے علاوہ نہیں آتا یعنی چوبیس میں صرف ایک ہی عول ستائیس کا آتا ہے، جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں چوبیس کا عول، ستائیس کے علاوہ اکتیس (31) کا بھی آتا ہے۔

یہ تحقیق حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے، جمہور اس مسئلے میں ان کے موافق نہیں ہیں۔ اس اختلافی مسئلے کی مثال، قارئین کی خدمت میں حاضر ہے۔

زید نامی ایک شخص کی وفات کے بعد اس کے ورثاء میں اس کی ایک بیوی، ایک ماں، دو حقیقی بہنیں، دو اخیافی بہنیں اور ایک کافر بیٹا ہے۔ اب اس میت، مسمیٰ زید کی میراث کی تقسیم کے مرحلے میں اس بات پر اختلاف ہے کہ آیا زید مرحوم کا جو کافر بیٹا ہے جو بوجہ کفر کے اپنے والد مرحوم کی میراث سے محروم ہے، آیا وہ اختلاف دِین (کفر) کی وجہ سے باوجود محروم ہونے کے کسی اور وارث کے حصے کے لئے حجب نقصان یا حجب حرمان کا سبب بن سکتا ہے یا نہیں؟

تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ محروم شخص اگرچہ موانع ارث کے اسباب میں سے سبب اختلاف دین (کفر واسلام) کی بناء پر تو خود وراثت سے محروم ہے مگر یہ کسی اور وارث کا حصہ مکمل طور پر ختم تو نہیں کر سکتا مگر جس وارث کا حصہ اس کی موجودگی میں کم ہو سکتا ہے تو اس کا حصہ کم کر سکتا ہے، یعنی خود محروم شخص، حجب نقصان کا سبب بن سکتا ہے مگر حجب حرمان کا سبب نہیں بن سکتا۔

درج بالا مسئلہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک درج ذیل طریقے سے تقسیم ہوگا۔

24 عول 31 میت ☆

بیوی	ماں	دو حقیقی بہنیں	دو اخیافی بہنیں	بیٹا (کافر) ☆
ثمن	سدس	ثلثان	ثلث	محروم ☆
3	4	16	8	☆

درج بالا مسئلہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں اس لئے چوبیس سے حل ہوگا کہ نوع اول میں سے ثمن، نوع ثانی کے ساتھ آیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، کسی بھی میت کے محروم وارث کا محروم ہونے کے باوجود، اعتبار کرتے ہوئے اس کو اس کے ورثاء میں شمار کرتے ہیں اور اس کو دیگر ورثاء کے حصے کے نقصان (کمی) کا ذریعہ اور سبب بھی مانتے ہیں مگر مکمل محروم کرنے (حجب حرمان) کا سبب نہیں مانتے۔ لہذا درج بالا مسئلہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہاں چوبیس سے حل ہوگا، جس میں سے میت کی بیوی کو ثمن (آٹھواں) حصہ دیا جائے گا، میت کی ماں کو سدس (چھٹا) حصہ دیا جائے گا، دو اخیافی بہنوں کو ثلث (تہائی) حصہ دیا جائے گا۔ اور کافر بیٹا، بوجہ کفر کے محروم رہے گا۔

درج بالا مسئلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تحقیق کے مطابق جب ورثاء کو حصے دیئے گئے تو کل حصے اکتیس (31) بن گئے جس سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک چوبیس کا عول اکتیس تک ہو سکتا ہے۔

جب کہ اس مسئلے کے بارے میں ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کا مذہب یہ ہے کہ یہ محروم شخص کسی بھی دوسرے وارث کا حصہ نہ کم کر سکتا ہے اور نہ بالکل محروم کر سکتا ہے گویا علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ محروم شخص موجود ہی نہیں ہے، اور یہی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا مذہب ہے۔

عندالاحناف درج بالا مسئلہ، درج ذیل طریقے سے تقسیم ہوگا۔

12 عول 17 میت ☆

بیوی	ماں	دو حقیقی بہنیں	دو اخیافی بہنیں	بیٹا (کافر) ☆
ربع	سدس	ثلثان	ثلث	محروم ☆
3	2	8	4	☆

درج بالا مسئلہ میں نوع اول میں سے ربع، نوع ثانی کے ساتھ آنے سے مسئلہ بارہ سے حل ہوا۔ بیوی کو کل مال کا ربع، دیا گیا کیونکہ میت کی اولاد نہیں ہیں۔ دو حقیقی بہنوں کو ثلثان دیا گیا کیونکہ میت کے اصول وفروع اور حقیقی بھائی نہیں ہیں۔ دو اخیافی بہنوں کو ثلث (تہائی) حصہ دیا گیا کیونکہ میت کے اصول وفروع نہیں ہیں۔ اور بیٹا بوجہ کفر کے محروم ہوگیا۔

باب العول ختم ہوگیا۔

(الحمد لله تعالى على كل حال)

....